عمران سیریز
فارن گروپ
مظہر کلیم
ایم اے

منظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے۔

ناشران ------ اشرف قریشی

-------- یوسف قریشی

تزئین ------ محمد بلال قریشی

طابع ------ پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور

قیمت ------ 80/- روپے
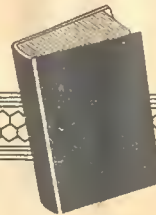
محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "فارن گروپ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کافرستان نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے کے لئے ایک نیا گروپ تشکیل دیا ہے اور اس فارن گروپ نے اپنا پہلا مشن پاکیشیا پہنچ کر مکمل کرنا تھا۔ اس گروپ میں شامل افراد نے واقعی انتہائی ذہانت، پھرتی اور تیز کارکردگی کی بنا پر پاکیشیا میں نہ صرف اپنا مشن مکمل کر لیا بلکہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس انہیں صرف تلاش ہی کرتی رہ گئی اور اس گروپ نے ایک بار نہیں بلکہ دو بار عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس قدر واضح شکست دی کہ اس کا اقرار عمران کو طوعاً و کرہاً کرنا پڑا۔ یہ نئے کرداروں پر مشتمل ایک ایسا گروپ ہے کہ جس کا ہر کردار اپنی جگہ پر ممتاز کارکردگی کا حامل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے یہ نئے مخالف کردار آپ کو یقیناً پسند آئیں گے۔ حسب سابق اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجئے گا تاکہ ان کرداروں کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا جا سکے۔ کیونکہ بہترین منصف بہرحال قاری ہی ہوتے ہیں البتہ ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

لاسے سے نصیر احمد لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول "سپیشل مشن" بے

حد پسند آیا ہے ۔ اسے پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ایک اور گروپ بھی پاکیشیا کے مفادات کے تحفظ کے لئے سامنے آیا ہے ۔ اس گروپ کے افراد نے جس ہمت، حوصلے اور جذبے سے اپنا پہلا مشن مکمل کیا ہے وہ واقعی قابل داد ہے ۔ امید ہے آئندہ چل کر اس کے کردار نکھر جائیں گے البتہ ایک بات بہت محسوس ہوتی ہے کہ یہ گروپ ابھی سے سیکرٹ سروس کے مقابلے میں دباؤ کا شکار نظر آتا ہے تو آگے کیا ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بالکل ہی مرعوب ہو کر اپنی صلاحیتیں ہی ختم کر بیٹھے"۔

محترم نصیر احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ سپیشل سیکشن کا یہ پہلا مشن تھا اور ظاہر ہے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تجربے اور کارکردگی کے مقابلے میں وہ بہرحال ابھی اناڑی ہی کہلائے جا سکتے ہیں لیکن ان کی کارکردگی کی اٹھان اور ان کے عزم اور حوصلے کو دیکھتے ہوئے بہرحال یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ کردار حوصلے، ہمت اور جذبے کے لحاظ سے کسی طرح بھی عمران اور اس کے ساتھیوں سے کم نہیں ہیں اور تجربہ میں آئندہ پیش آنے والے مشنز کی کٹھالی سے نکلنے کے بعد یہ کندن بن جائیں گے ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی اپنی آراء سے مطلع کرتے رہیں گے ۔

سلانوالی ضلع سرگودھا سے سید تصور حسین انجم لکھتے ہیں ۔ "آپ کا ناول " سپیشل مشن " بے حد پسند آیا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ چل کر یہ سپیشل سیکشن پاکیشیا کے لئے بہت سے کارنامے سرانجام دے گا البتہ میرے خیال میں عمران کا خدشہ درست ہے کہ اس سیکشن کے سامنے آنے کے بعد وہ بے روزگار ہو جائے گا اور اب تو سلیمان ایکسٹو کے چیک کے انتظار میں ادھار سامان لیتا رہتا ہے ۔ پھر کیا ہوگا۔ امید ہے آپ ضرور اس پر توجہ کریں گے "۔

محترم سید تصور حسین انجم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے عمران کے لئے جس تشویش کا اظہار کیا ہے وہ آپ کی عمران سے محبت اور چاہت کا پتہ دیتا ہے لیکن آپ قطعاً پریشان نہ ہوں۔ عمران اپنی بے روزگاری دور کرنے کے بہت سے راستے جانتا ہے اور جہاں تک سلیمان کا تعلق ہے تو وہ عمران کو ہم اور آپ سے زیادہ جانتا ہے ۔ وہ اس کی ان رگوں سے بھی واقف ہے جن سے شاید خود عمران بھی واقف نہ ہوگا۔ مجھے امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

کوٹ خادم علی شاہ ساہیوال سے ایس ایس اے حیدر لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول " سپیشل مشن " بے حد پسند آیا ہے ۔ اس میں نئے کردار اور نیا انداز سامنے آیا ہے البتہ آپ کے ناولوں میں کہیں کہیں افسانوی رنگ جھلکنے لگ گیا ہے ۔ اس لئے آپ عمران کو مافوق الفطرت نہ بنائیں اسے انسان ہی رہنے دیں۔ ویسے انٹرنیٹ کے اس دور میں بھی عمران جب سرخ ڈائری کھول کر اس میں سے پتے تلاش کرتا ہے تو عجیب سا لگتا ہے اور ایک اور بات کی وضاحت چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کی ٹیم جہاں بھی کسی کو پکڑتی ہے وہاں انہیں رسی کا

بنڈل ضرور مل جاتا ہے حالانکہ جس سطح کے لوگ سامنے آتے ہیں ان کے گھروں میں رسی کے بنڈل کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے"۔

محترم ایس ایس اے حیدر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک ناول میں افسانوی رنگ کا تعلق ہے تو بعض اوقات ایسی سچوئیشنز سامنے آجاتی ہیں جن سے عمران اپنی خداداد ذہانت سے نمٹتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے عمران افسانوی کردار ہو۔ بلکہ بعض اوقات تو اس کے ساتھی اسے جادوگر کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب عمران اس کی وضاحت کرتا ہے تب یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ تو واقعی عام سی بات تھی۔ اصل میں جو بات ہمارے ذہنوں سے بالاتر ہوتی ہے ہم اسے افسانہ کہہ دیتے ہیں جبکہ وہ افسانہ نہیں ہوتی جبکہ اس کردار کے لئے وہ عام سی بات ہوتی ہے۔ اسی طرح رسی کے بنڈل کی دستیابی کے بارے میں بھی آپ نے دلچسپ سوال اٹھایا ہے لیکن آپ کسی بھی سطح کے لوگوں کی رہائش گاہ پر چلے جائیں آپ کو کسی نہ کسی سٹور سے بہرحال رسی کا بنڈل نہیں تو رسی کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا ضرور مل جائے گا۔ اس لئے کہ رسی ایک ایسی چیز ہے جو ہر سطح کے لوگوں کے لئے بہرحال کسی نہ کسی وقت کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ البتہ آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ جب رسی نہیں ملتی تو پھر پردے سے کام لیا جاتا ہے یا اپنی بیلٹس استعمال کی جاتی ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

احمدی بانڈہ کرک سے حامد شریف لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ آپ واقعی کردار نگاری کے ماہر ہیں۔ "سپیشل مشن" میں جس طرح پہلے ہی ناول میں آپ نے نئے کرداروں کو متعارف کرایا ہے اس سے آپ کی صلاحیتوں کا میں دل سے قائل ہو گیا ہوں لیکن ایک بات آپ کو یاد دلانی ہے کہ آپ نئے کرداروں کو ضرور سامنے لائیں لیکن پرانے کرداروں کو بھول نہ جائیں۔ کرنل فریدی، کیپٹن حمید، قاسم، میجر پرمود اور توصیف آغا کے ساتھ ساتھ اور بے شمار ایسے کردار ہیں جنہیں اب آپ سامنے نہیں لاتے۔ امید ہے آپ ضرور اس طرف توجہ دیں گے"۔

محترم حامد شریف صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے واقعی بے حد دلچسپ بات کی ہے کہ پرانے کرداروں کو بھی سامنے لایا جائے تو محترم آپ بے فکر رہیں۔ پرانے کردار بھی بہرحال سامنے آتے رہیں گے کیونکہ ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ نیا نو دن اور پرانا سو دن اور انگریزی میں اولڈ از گولڈ کا محاورہ بھی موجود ہے۔ اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں پرانے کرداروں کو یکسر بھول جاؤں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ڈیرہ اسماعیل خان سے ساجد اشفاق لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں لیکن آپ نے اب ایکشن پر مبنی ناول لکھنے بالکل چھوڑ دیئے ہیں جبکہ ہمیں ایکشن پر مبنی ناول بے حد پسند ہیں۔ امید ہے آپ ضرور توجہ دیں گے"۔

محترم ساجد اشفاق صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جس ناول میں آپ کا خط شائع ہو رہا ہے۔ یہ ناول آپ کی توقعات پر یقیناً پورا اترے گا۔ ویسے ہر جگہ ایکشن اور صرف ایکشن ناول کے معیار اور حسن کو مجروح کرتا ہے۔ جاسوسی ناولوں میں ایکشن کے ساتھ ساتھ مار دھاڑ، سسپنس اور دیگر کئی عوامل بھی ہوتے ہیں جن کے بغیر ناول معیاری نہیں کہلایا جا سکتا۔ اس لئے جہاں ایکشن ضروری ہوتا ہے وہاں ایکشن بہرحال سامنے آہی جاتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم۔ ایم اے

عمران نے پوری قوت سے بریک لگائے اور کار کے ٹائر ایک زور دار چیخ مار کر سڑک پر جم سے گئے۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے بجلی کی سی تیزی سے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر وہ کار کے سامنے کے رخ بڑھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے لیکن جب وہ کار کے سامنے کے رخ پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک نوجوان لڑکی بڑے اطمینان بھرے انداز میں اٹھ کر کھڑی ہو رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا حالانکہ عمران جانتا تھا کہ اگر اس کی کار کے بریک انتہائی ٹائٹ نہ ہوتے یا اسے بریک پیڈل دبانے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر ہو جاتی تو اس وقت یہ لڑکی کچلی ہوئی لاش کی صورت میں سڑک پر پڑی نظر آتی۔

"بہت خوب۔ تمہارے اعصاب بھی بے حد مضبوط ہیں اور تمہاری کار کے بریکس بھی شاندار ہیں"...... لڑکی نے اٹھ کر

مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اطمینان سے سڑک کراس کرنے لگی۔

" ارے ارے۔ رک جاؤ۔ پہلے مجھے یقین تو دلاؤ کہ تم زندہ انسان ہو۔ کہیں تم کوئی روح تو نہیں ہو"...... عمران نے کہا۔

" کس طرح دیکھو گے"...... لڑکی نے مڑ کر ہنستے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے باکی تھی اور عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔

" تم میرے بازو پر چٹکی بھر لو۔ مجھے یقین آجائے گا کہ تم واقعی جیتی جاگتی لڑکی ہو"...... عمران نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل کر ایک طرف ہو گیا جب لڑکی نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے بازو پر باقاعدہ چٹکی بھرنے کی کوشش کی۔

" ارے ارے۔ یہ۔ یہ تمہارے ناخن دیکھنے کے بعد میں اپنی آفر واپس لیتا ہوں ورنہ شاید ساری عمر میرے بازو سے نوچا ہوا گوشت پُر نہ ہو سکے گا"...... عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" یہ مصنوعی ناخن ہیں۔ بہرحال اب اگر تمہیں یقین آگیا ہے تو میں چلی جاؤں"...... لڑکی نے کہا۔

" تم نے کہاں جانا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اپنے گھر۔ اور کہاں جانا ہے"...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اپنے گھر کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ اپنے شوہر کے گھر یا اپنے

والدین کے گھر"...... عمران نے کہا۔

" ابھی میں نے شوہر کا طوطا نہیں پالا اس۔ لئے والدین کے گھر ہی جاؤں گی"...... لڑکی نے انتہائی بے باکی سے کہا۔

" ماشاء اللہ۔ کیا خوبصورت نصیب ہے شوہر نامدار کا۔ چوری تو تیار کر رکھی ہو گی یا ابھی اس کا نسخہ تلاش کیا جا رہا ہے"...... عمران نے طوطے کی مناسبت سے کہا تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" اچھی گفتگو کرتے ہو۔ لیکن اب بولو۔ مجھے کار میں لفٹ کی آفر کر سکتے ہو یا میں جاؤں۔ یہ سڑک سنسان ضرور ہے لیکن بہرحال کسی بھی وقت یہاں سے کوئی گاڑی گزر بھی سکتی ہے"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آؤ بیٹھو۔ تمہیں تمہارے والدین کے گھر چھوڑ آؤں"۔ عمران نے کہا۔

" بے حد شکریہ"...... لڑکی نے کہا اور جلدی سے کار کی طرف اس طرح بڑھنے لگی جیسے اسے خدشہ ہو کہ اگر وہ فوری طور پر کار میں نہ بیٹھی تو عمران اپنی آفر واپس بھی لے سکتا ہے۔ وہ کار کے سامنے سے گزر کر دوسری طرف کار کا دروازہ کھول کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی تو عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران اس وقت دارالحکومت سے تقریباً دو سو کلو میٹر دو ایک پہاڑی مقام فیروز آباد کے قریب تھا۔ اس کی منزل فیروز آباد سے گزر کر آگے ایک پہاڑی صحت افزا مقام

ارساکی تھی۔ ارساکی کو ابھی چند سال پہلے محکمہ سیاحت نے خصوصی طور پر ڈیویلپ کیا تھا کیونکہ یہ علاقہ اپنے قدرتی حسن کی وجہ سے اس قدر خوبصورت تھا کہ اس کی مثال شاید دنیا کے انتہائی حسین ترین مقامات بھی نہ ہو سکتے تھے۔ ارساکی پہاڑیوں کے درمیان ایک طویل و عریض وادی تھی اور چونکہ یہاں تک پہنچنے کے لئے کوئی راستہ نہ تھا اس لئے وہاں کے مقامی لوگ خچروں پر وہاں جایا کرتے تھے اور یہ سفر اس قدر خطرناک ہوتا تھا کہ شہری لوگ ادھر کا رخ ہی نہ کرتے تھے لیکن پھر ایک غیر ملکی سیاح کسی طرح وہاں پہنچ گیا۔ اس نے وہاں کی ایک ویڈیو فلم بنائی اور پھر یہ فلم جب ٹی وی کے عالمی چینل پر چلائی گئی تو دنیا اس وادی کی خوبصورتی پر تڑپ اٹھی۔ حکومت پاکیشیا نے بھی اس کا نوٹس لیا اور اس کے بعد محکمہ سیاحت کو اس کی ڈیویلپمنٹ کا خصوصی ٹاسک دیا گیا تاکہ غیر ملکی سیاحوں کے لئے اسے تیار کیا جا سکے اور دو سال کی محنت کے بعد محکمہ سیاحت نے واقعی اس جنت نظیر وادی کو اس حد تک ڈیویلپ کر دیا تھا کہ وہاں اب غیر ملکی سیاح ٹوٹ پڑے تھے اور سارا سال وہاں سیاحوں کی آمد و رفت رہتی تھی۔ گو وہاں تک ایک سڑک بھی بنائی گئی تھی لیکن سڑک کا راستہ فیروز آباد کے بعد اس قدر خطرناک تھا کہ لوگ سڑک کے راستے وہاں پہنچنے کی نسبت ہیلی کاپٹر سروس کے ذریعے وہاں جانا زیادہ پسند کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سڑک پر اکا دکا کاریں اور جیپیں ہی نظر آ رہی تھیں۔ اس وادی کے بارے میں محکمہ سیاحت نے

خصوصی پبلسٹی کی تھی جس کی وجہ سے پاکیشیا کے شہریوں کی بھی کثیر تعداد نے وہاں جانا شروع کر دیا تھا۔ جولیا نے بھی یہ فلم دیکھی تھی اور پھر اس نے صفدر اور دوسرے ساتھیوں کو ساتھ ملا کر وہاں جانے اور کچھ دن وہاں رہنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ چونکہ سیکرٹ سروس یا فور سٹارز کے پاس کوئی کام نہ تھا اس لئے جولیا کے کہنے پر چیف نے بھی انہیں وہاں چند روز گزارنے کی اجازت دے دی تھی۔ عمران ان دنوں اپنی اماں بی کے ساتھ ان کے عزیزوں سے ملنے گیا ہوا تھا اور اس کی واپسی کا کوئی پتہ نہیں تھا اس لئے جولیا اور صفدر نے سلیمان کو پابند کر دیا تھا کہ عمران جب واپس آئے تو وہ اسے ان کا پیغام دے دے کہ وہ بھی ارساکی آ جائے اور عمران آج صبح ہی واپس دارالحکومت پہنچا تھا۔ پھر جب سلیمان کے ذریعے اسے پیغام ملا اور بلیک زیرو نے بھی اسے بتایا کہ پوری ٹیم ارساکی گئی ہوئی ہے تو عمران نے بھی ارساکی جانے کا پروگرام بنا لیا کیونکہ وہ بھی ارساکی کے بارے میں ویڈیو فلم دیکھ چکا تھا اور اسے بھی اس وادی کا قدرتی حسن بے حد پسند آیا تھا۔ اس کا ارادہ بھی بنا تھا کہ وہ وہاں جائے لیکن پھر اسے اماں بی کے ساتھ جانا پڑ گیا اور ارساکی کا خیال اس کے ذہن سے نکل گیا تھا لیکن جب واپسی پر اسے معلوم ہوا کہ ساری ٹیم ارساکی پہنچ چکی ہے تو وہ بھی کار لے کر ارساکی کی طرف روانہ ہو گیا۔ گو بلیک زیرو نے اسے بتایا تھا کہ ٹیم کاروں کی بجائے ہیلی کاپٹر سروس کے ذریعے وہاں گئی ہے لیکن عمران نے کار میں ہی جانے کا

فیصلہ کیا اور پھر کار چلاتا ہوا وہ فیروز آباد کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور فیروز آباد ابھی دس بارہ کلو میٹر دور تھا کہ اچانک اس کی کار نے جیسے ہی ایک موڑ کاٹا اچانک ایک خوبصورت لڑکی نے دوڑ کر سڑک کراس کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں عمران کو پوری قوت سے بریک لگانے پڑے اور اب وہ لڑکی اس کی کار کی سائیڈ سیٹ پر موجود تھی۔

" تم نے ابھی تک نہ میرا نام پوچھا ہے اور نہ یہ پوچھا ہے کہ میرا گھر کہاں ہے"...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ عمران نے کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی تھی۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے لڑکی کار میں سرے سے موجود ہی نہ ہو۔

" ارے تم یہاں موجود ہو۔ میں سمجھا تھا کہ تم اب تک اپنے گھر پہنچ چکی ہو گی"...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" بہت خوب۔ تم اچھے اداکار ہو۔ اگر کہو تو اپنا نام بتا دوں"۔ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اگر نام میں موسیقیت ہو تو بتاؤ ورنہ مت بتاؤ۔ مجھے خوبصورت لڑکیوں کے ثقیل ٹائپ کے نام قطعاً پسند نہیں ہیں۔ مثلاً راحت القلوب، مہر النساء، خار مغیلاں وغیرہ وغیرہ"...... عمران نے کہا تو لڑکی ایک بار پھر ہنس پڑی۔

" یہ کیسے نام ہیں۔ میں نے تو ایسے نام پہلے کبھی نہیں سنے۔ میرا

نام تو ماہ بانو ہے"...... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" چلو کچھ گزارہ تو ہے ورنہ تمہارا نام ماہی بانو بھی ہو سکتا تھا اور پھر مجھے ڈور، کانٹا اور کینچوا لے کر کسی دریا کے کنارے گھنٹوں بیٹھنا پڑتا"...... عمران نے جواب دیا تو لڑکی کے حلق سے نکلنے والے قہقہوں سے کار گونج اٹھی۔ وہ واقعی اس قدر اونچی آواز میں ہنستی اور قہقہہ لگاتی تھی کہ شاید اتنی بے باکی سے اور اتنی اونچی آواز میں کوئی لڑکا بھی نہ ہنس سکتا تھا۔

" اگر اماں بی تمہیں اس طرح ہنستے اور قہقہہ لگاتے دیکھ اور سن لیتیں تو تم اب تک لڑکیوں کی صف سے نکل چکی ہوتی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لڑکیوں کی صف سے نکل چکی ہوتی۔ کیا مطلب"...... ماہ بانو نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" مطلب یہ کہ اماں بی کسی کنواری لڑکی کا مسکرانا بھی بداخلاقی سمجھتی ہیں جبکہ تم اس طرح کھل کر نہ صرف ہنس رہی ہو بلکہ کان پھاڑ قہقہے بھی لگا رہی ہو اس لئے ان کے نزدیک تم لڑکی ہو ہی نہیں سکتی"...... عمران نے کہا تو لڑکی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" اس کا مطلب ہے کے تمہاری ممی انتہائی پسماندہ ذہن کی ہیں اس لئے تم انہیں اماں بی کہہ رہے ہو"...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" وہ پسماندہ ذہن کی نہیں بلکہ غیرت مند خون کی حامل ہیں"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" غیرت وغیرہ کے الفاظ بھی تو پسماندگی کو ہی ظاہر کرتے ہیں۔ بہرحال تم نے اپنا نام نہیں بتایا"....... ماہ بانو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میرا نام ٹمبکٹو ہے"....... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو لڑکی بے اختیار اچھل پڑی۔

" ٹمبکٹو۔ یہ کیا نام ہے۔ یہ تو شاید کسی علاقے کا نام ہے"۔ لڑکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو گا۔ شہروں پر بھی تو نام رکھے جاتے ہیں جیسے ایشیا خان، فیروز خان۔ میرا مطلب ہے فیروز آباد خان"....... عمران نے کہا تو ماہ بانو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" چلو ٹھیک ہے۔ مان لیا۔ تم کہاں جا رہے ہو"....... ماہ بانو نے کہا۔

" ارادہ تو ارساکی جانے کا ہے اب دیکھو قسمت کہاں لے جاتی ہے"....... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ تو تم بھی ارساکی جا رہے ہو۔ کہاں ٹھہرو گے وہاں"۔ ماہ بانو نے کہا۔

" میں تو وہاں پہلی بار جا رہا ہوں اس لئے کسی ہوٹل میں ہی ٹھہروں گا"....... عمران نے کہا۔

"ہمارا وہاں باقاعدہ گھر موجود ہے۔ میں تمہیں ڈیڈی سے رقعہ دلا

دوں گی اس طرح وہاں تم ٹھہر سکو گے۔ چلو تمہیں کچھ فائدہ بھی ہو جائے گا"....... ماہ بانو نے کہا۔

" تم فیروز آباد میں رہتی ہو"....... عمران نے کہا کیونکہ لڑکی نے اب تک گھر کے بارے میں بات ہی نہ کی تھی اور فیروز آباد اب قریب آ گیا تھا۔

" ہاں"....... ماہ بانو نے جواب دیا۔

" اور تم پیدل وہاں جا رہی تھی"....... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میری کار خراب ہو گئی تھی۔ میں نے ڈرائیور کو ساتھ ہی ایک قصبے روشن نگر بھجوایا تھا کہ وہاں سے کوئی مکینک لے آئے اور کار ٹھیک کرا دے۔ پھر میں نے تمہاری کار کو آتے دیکھا تو میں نے سوچا کہ تم سے لفٹ لے لوں لیکن تمہاری کار میرے اندازے سے زیادہ رفتار پر آ رہی تھی اس لئے جب تک میں ہاتھ اٹھا کر تمہیں رکنے کا کہتی تمہاری کار میرے سر پر پہنچ گئی"....... ماہ بانو نے جواب دیا۔

" اس کے بعد تم پیدل چل پڑی تھی"....... عمران نے کہا۔

" تمہاری شکل دیکھ کر میں نے پیدل ہی چلنے کو ترجیح دی تھی لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا"....... ماہ بانو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

" میں تمہیں شکل سے بدمعاش نظر آ رہا ہوں"....... عمران نے کہا تو ماہ بانو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" بدمعاش ہوتے تو میں پہلے ہی تمہاری کار میں بیٹھ چکی ہوتی کیونکہ بدمعاشوں کو سیدھا کرنا میں جانتی ہوں۔ ویسے بھی میں نفسیات میں ماسٹر کر رہی ہوں اور میرا ارادہ بدمعاشوں کی نفسیات پر پی ایچ ڈی کرنے کا ہے لیکن تمہارے چہرے پر تو یتیمی برس رہی تھی۔ تمہاری آنکھوں میں اتنی چمک ہی نہ تھی جتنی کسی لڑکی کو دیکھ کر اسی سال کے بوڑھے کی آنکھوں میں بھی بہرحال ابھر آتی ہے"۔ ماہ بانو نے منہ بناتے ہوئے کہا تو اس بار عمران اپنی عادت کے خلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" پھر تو تمہیں کار کو روکنے کا اشارہ کرنے سے پہلے کم از کم میری شکل تو دیکھ لینی چاہئے تھی"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کاش مجھے تمہاری شکل اتنی دور سے نظر آجاتی تو میں کار روکنے کی بجائے کسی چٹان کے پیچھے چھپ جاتی۔ تمہاری شکل تو مجھے نظر نہیں آئی البتہ تمہارا جسمانی جغرافیہ میں نے دیکھ لیا تھا اور اس جغرافیے کے تحت تمہیں لڑکی کو دیکھ کر فوراً بدمعاشی پر اتر آنا چاہئے تھا لیکن تم تو نہ صرف شکل کے یتیم ہو بلکہ عادات و مزاج کے بھی یتیم واقع ہوئے ہو"...... ماہ بانو نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے۔ ابھی ڈیڈی پورے طمطراق سے زندہ ہیں۔ اس کے باوجود تم مجھے بار بار یتیم کہہ رہی ہو"...... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" کاش۔ تم پڑھے لکھے بھی ہوتے جسے میں یتیمی کہہ رہی ہوں یہ

ایک خاص نفسیاتی کیفیت کا نام ہے"...... ماہ بانو نے جواب دیا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ تم شرافت کو یتیمی کہہ رہی ہو"۔ عمران نے مزے لیتے ہوئے کہا۔

" جب شرافت اپنی حدود سے زیادہ گہری ہو جائے تو اسے یتیمی کہا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں انتہائی شرافت اور یتیمی ہم معنی ہو جاتے ہیں"...... ماہ بانو نے اس انداز میں جواب دیا جیسے کسی بچے کو سبق پڑھایا جاتا ہے۔

" اب اپنا گھر بھی بتا دو۔ ایسا نہ ہو کہ یتیمی یتیمی میں تم میرے ساتھ ارساکی پہنچ جاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اب آگے جو چوک آئے اس سے دائیں ہاتھ موڑ لینا"...... ماہ بانو نے جواب دیا اور پھر جب عمران نے اس کی ہدایت کے مطابق کار موڑی تو دور ایک قدیم طرز کی بنی ہوئی انتہائی شاندار حویلی نظر آنے لگ گئی تھی۔

" یہ حویلی شاید کسی نواب کی ہے"...... عمران نے جان بوجھ کر ماہ بانو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا حالانکہ ماہ بانو نے جب ارساکی میں اپنی ذاتی رہائش گاہ کے بارے میں بتایا تھا تو عمران اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ ماہ بانو کسی رئیس کی ہی بیٹی ہے۔ اس لحاظ سے وہ اس حویلی کی ہی مکین ہو سکتی تھی لیکن عمران نے جان بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا۔

" ہاں۔ یہ نواب اعظم علی فیروزی کی حویلی ہے"...... ماہ بانو نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ اب نواب بھی رنگدار ہونے لگ گئے ہیں"۔ عمران نے کہا تو ماہ بانو بے اختیار چونک پڑی۔

"رنگدار۔ کیا مطلب"....... ماہ بانو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"فیروزی ایک خاص کلر کو کہتے ہیں جیسے سیاہ، عنابی اور کشمشی کلر ہوتے ہیں۔ یہ نواب صاحب شاید فیروزی رنگ کے ہوں گے"....... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو ماہ بانو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم شاید کسی تہہ خانے میں پل کر جوان ہوئے ہو۔ فیروزی ان کا خاندانی نام ہے۔ ان کے آباؤاجداد نواب فیروز علی تھے جن کی وجہ سے اس شہر کا نام فیروز آباد رکھا گیا ہے۔ اس لئے ان کی نسبت سے یہ خاندان فیروزی کہلاتا ہے"....... ماہ بانو واقعی کسی استاد کی طرح عمران کو سمجھا رہی تھی۔

"اور تمہارے ڈیڈی شاید نواب صاحب کے باورچی ہوں گے۔ پھر تو تم لوگوں کے مزے ہوں گے۔ کھانے جو بچ جاتے ہوں گے تم بیٹھ کر مزے سے کھاتے ہو گے"....... عمران نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا تو ماہ بانو کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ ہو گیا۔

"جاہل آدمی اپنی حماقت سے باز نہیں آ سکتا۔ نانسنس۔ میں نواب زادی ہوں۔ نواب اعظم علی کی اکلوتی بیٹی۔ باورچی ہو گا تمہارا ڈیڈی"....... ماہ بانو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے ارے۔ تم تو واقعی لڑکی ہو۔ میں سمجھا تھا کہ نفسیات میں ماسٹر کرنے کی وجہ سے تمہاری جنس بدل گئی ہے لیکن اب جس طرح تم نے طعنے دینے شروع کئے ہیں تو مجھے پتہ چلا ہے کہ تم لڑکی ہی ہو"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے بات ہی ایسی کی ہے کہ مجھے غصہ آگیا تھا"....... ماہ بانو نے ہنستے ہوئے کہا۔ اتنی دیر میں کار حویلی کے جہازی سائز اور قدیم دور کے بنے ہوئے لکڑی کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئی۔

"ہارن دو تا کہ پھاٹک کھل سکے"....... ماہ بانو نے کہا۔

"وہ۔ وہ میرے پاس تو سکریو ڈرائیور ہی نہیں ہے۔ میں نے کئی بار سوچا ہے کہ سفر پر جانے سے پہلے ایسا سامان رکھ لیا کروں لیکن ہر بار بھول جاتا ہوں"....... عمران نے بڑے پریشان سے لہجے میں کہا تو ماہ بانو بے اختیار چونک پڑی۔

"سکریو ڈرائیور۔ کیا مطلب۔ میں نے ہارن دینے کے لئے کہا ہے۔ سکریو ڈرائیور کا کیا تعلق"....... ماہ بانو واقعی عمران کی بات نہ سمجھ سکی تھی۔

"مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے اب ہارن کے پیچ میں ناخنوں سے تو نہیں کھول سکتا۔ اس کے لئے تو سکریو ڈرائیور کی ضرورت ہوتی ہے اور جب تک پیچ نہ کھلیں گے میں ہارن گاڑی سے نکال کر تمہیں کیسے دے سکتا ہوں۔ ویسے عجیب تالا لگایا گیا ہے پھاٹک میں جو ہارن کی

چابی سے کھلتا ہے"....... عمران نے کہا تو ماہ بانو اس زور سے ہنسی کہ کار گونج اٹھی اور وہ کافی دیر تک ہنستی رہی۔

" حیرت ہے۔ اس قدر معصوم اور احمق آدمی بھی اس دنیا میں بستے ہیں۔ ہارن دو سے میرا مطلب تھا کہ ہارن بجاؤ تاکہ ہارن کی آواز اندر جائے اور ملازم پھاٹک کھول دے"....... ماہ بانو نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" ارے تو یوں کہو۔ اب مجھے کیا معلوم کہ نفسیات میں ہارن دو کا مطلب ہارن بجانا ہوتا ہے"....... عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہارن مسلسل بجانا شروع کر دیا۔

" ارے ارے۔ بس کرو۔ بیٹری ڈاؤن ہو جائے گی"....... ماہ بانو نے گھبرا کر کہا۔

" بے فکر رہو۔ بیٹری میں نے فولادی راڈز میں جکڑ کر رکھی ہوئی ہے اس لئے وہ ڈاؤن ہو ہی نہیں سکتی"....... عمران نے کہا تو ماہ بانو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" تو تمہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ بیٹری کیسے ڈاؤن ہوتی ہے۔ تم سمجھے ہو کہ ڈاؤن سے مطلب ہے کہ بیٹری نیچے جا گرے گی۔ اس کے باوجود تم اکیلے یہ نئے ماڈل کی کار چلا رہے ہو"....... ماہ بانو نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک باوردی ملازم باہر آگیا۔

" سرفراز۔ پھاٹک کھولو"....... ماہ بانو نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے

ہوئے کہا تو سرفراز بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور چند لمحوں بعد بڑا سا پھاٹک کھلتا چلا گیا۔

" حیرت ہے۔ میری نظریں اب اتنی کمزور ہو گئی ہیں۔ کمال ہے"....... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے"....... ماہ بانو نے ایک بار پھر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اب تم اتنی چوڑی تو نہیں ہو کہ تمہارے گزرنے کے لئے اتنا بڑا پھاٹک کھولنا پڑے"....... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو ماہ بانو کا ہنسی کے مارے برا حال ہو گیا۔

" یہ پھاٹک میرے لئے نہیں کار کے لئے کھولا گیا ہے معصوم آدمی۔ کار اندر لے چلو"....... ماہ بانو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" لیکن کار تو میری ہے۔ اگر کہو تو میں تمہیں کاغذات بھی دکھا سکتا ہوں"....... عمران نے بڑے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" میں نے کب کہا ہے کہ کار تمہاری نہیں ہے"....... ماہ بانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پھر میں کار اندر کیوں لے جاؤں۔ تمہاری حویلی ہے تم اندر جاؤ اور اگر تم دس بارہ کلومیٹر پیدل چل سکتی ہو تو اتنا فاصلہ پیدل چل کر اندر نہیں جا سکتی"....... عمران نے کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نواب اعظم علی کی حویلی پر کوئی آدمی آئے اور دروازے سے ہی خالی واپس لوٹ جائے۔ تمہیں اندر آنا ہو

گا اور جب تک تم کھانا نہیں کھا لیتے تمہیں واپس نہیں بھیجا جا سکتا"...... ماہ بانو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کھ ۔ کھ ۔ کھانا۔ مم۔ مگر میں تو رات نہیں رک سکتا ورنہ راستے میں مجھے ڈاکو بھی پڑ سکتے ہیں اور میں نے ڈاکوؤں کی نفسیات پر ماسٹر ڈگری تو ایک طرف سٹوڈنٹ ڈگری بھی حاصل نہیں کی ہوئی"...... عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"چلو مشروب پی لینا۔ تم چلو تو سہی"...... ماہ بانو نے اس طرح پچکارتے ہوئے لہجے میں کہا جیسے بچے کو بہلایا پچکایا جاتا ہے اور عمران نے اس طرح اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا جیسے اس کے سر سے کوئی بڑی بلا ٹل گئی ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کار آگے بڑھا دی۔ حویلی واقعی بے حد شاندار اور وسیع تھی۔ پورچ میں دو بڑی بڑی لیکن جدید ماڈل کی کاریں موجود تھیں۔ عمران نے کار ان کے پیچھے لے جا کر روکی تو ماہ بانو تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتری اور پھر تیزی سے دوڑتی ہوئی اندرونی عمارت کی طرف اس طرح بڑھ گئی جیسے وہ عمران سے واقف تک نہ ہو۔ عمران نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھولا اور پھر نیچے اتر آیا۔ چند لمحوں بعد سوٹ پہنے ہوئے ایک ادھیڑ عمر لیکن خاصا موٹا سا آدمی سیڑھیاں اترتا ہوا عمران کی طرف بڑھا اور پھر عمران کے سامنے پہنچ کر رکوع کے بل جھک گیا۔

"میں آپ کو نواب صاحب کی طرف سے ان کی حویلی میں خوش آمدید کہتا ہوں جناب"...... اس موٹے آدمی نے انتہائی تکلف بھرے

لہجے میں کہا۔

"اور میں نواب صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنی بھاری بھرکم خوش آمدید میرے استقبال کے لئے بھیجی ہے۔ اب مجھے اجازت۔ میں جا سکتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا اور دوبارہ اپنی کار کی طرف مڑ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تشریف لائیے۔ تشریف لائیے۔ آپ نواب صاحب کے مہمان ہیں۔ تشریف لائیے"...... مینجر نے سر اٹھا کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوری۔ تشریف تو میں ساتھ نہیں لے آیا۔ وہ تو ڈرائی کلین ہونے گئی ہوئی ہے اور ڈرائی کلینر کی شادی تھی اس لئے اس نے دکان کے باہر بورڈ لگا رکھا تھا کہ دکان بوجہ شادی ایک ماہ کے لئے بند رہے گی۔ اب تم خود بتاؤ میں تشریف کیسے لا سکتا تھا۔ اب تو وہ ڈرائی کلینر کے ہنی مون کے بعد ہی مل سکتی ہے"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو مینجر اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے اس کے ذہنی توازن پر شک گزر رہا ہو۔

"میرا مطلب ہے کہ آپ میرے ساتھ اندر آئیں اور ڈرائینگ روم میں بیٹھیں"...... مینجر نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تم اگر اس انداز میں گفتگو کرتے ہو کہ مجھ جیسے کم علم کو سمجھ ہی نہیں آتی تو نواب صاحب کی باتیں سمجھنے کے لئے تو مجھے ڈکشنری ساتھ رکھنی پڑے گی۔ بہرحال چلو"...... عمران نے کہا

تو مینجر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔ وہ شاید ہنسنا چاہتا
تھا لیکن ادب آداب کی وجہ سے اس نے اپنی ہنسی کو جبراً روک لیا
تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران ایک وسیع و عریض اور انتہائی شاندار انداز
میں سجے ہوئے ڈرائینگ روم میں بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے دیوار پر ایک
قد آدم تصویر موجود تھی جس میں ایک بڑی بڑی مونچھوں والا آدمی
کرسی پر اس طرح اکڑا ہوا بیٹھا تھا جیسے وہ کسی بڑی سلطنت کا فاتح
ہو۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تو ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی
اندر داخل ہوا۔ اس نے جدید تراش اور انتہائی قیمتی کپڑے کا سوٹ
پہنا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ترکی سگار اور تمباکو کا ڈبہ تھا۔ اس کے
پیچھے ماہ بانو تھی جس کے چہرے پر بڑی شریر سی مسکراہٹ تھی۔
عمران سمجھ گیا کہ یہی ماہ بانو کے والد اور فیروز آباد کے نواب اعظم
علی فیروزی ہیں۔ عمران احتراماً اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس نے نہ ہی سلام
کیا اور نہ ہی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ نواب صاحب نے اسے
ایک لمحے کے لئے غور سے دیکھا اور پھر وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھ
گئے۔ ماہ بانو بھی اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئی تو عمران بھی
سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا جس پر وہ پہلے سے بیٹھا ہوا تھا۔
"نوجوان۔ تم نے مجھے سلام نہیں کیا۔ کیا تمہارے بزرگوں نے
تمہیں کبھی نہیں سمجھایا کہ چھوٹے بڑوں کو سلام کرتے ہیں"۔ نواب
صاحب نے انتہائی سخت اور کھردرے سے لہجے میں کہا۔
"بزرگوں نے تو مجھے یہی بتایا ہے کہ آنے والے پہلے سے موجود

کو سلام کرتے ہیں"....... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔
"ایسا اس صورت میں ہوتا ہے جب آنے والے چھوٹے ہوں اور
موجود بڑے ہوں۔ کیا نام ہے تمہارا۔ کتنا پڑھے ہوئے ہو۔ ماہ بانو
تو بتا رہی تھی کہ تم انتہائی بھولے بھالے سے آدمی ہو"....... نواب
صاحب نے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔
"بڑے چھوٹے کا فیصلہ تو بہرحال ابھی ہونا باقی ہے۔ ویسے میرا
نام علی عمران عنابی ہے"....... عمران نے جواب دیا۔
"کیا مطلب۔ کیا ہم تم سے عمر اور حیثیت میں بڑے نہیں ہیں
اور یہ عنابی کیا ہوتا ہے"....... نواب صاحب نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے عمران نے بڑے چھوٹے
ہونے کی بات کر کے ان کی توہین کر دی ہو۔
"عمر میں بڑے کو بڑا سمجھا ہی نہیں جاتا کیونکہ گیدڑ کی عمر شیر سے
زیادہ ہوتی ہے۔ باقی رہی حیثیت کی بات تو آپ نواب ابن نواب
ہیں۔ آپ کو نوابی پیدائش کے ساتھ مل گئی ہے۔ آپ نے خود
حاصل نہیں کی اور حیثیت میں وہ بڑا ہوتا ہے جو خود کچھ کر کے اپنی
حیثیت بنا چکا ہو۔ باقی رہی عنابی کی بات تو آپ اگر فیروزی ہو سکتے
ہیں تو میں عنابی کیوں نہیں ہو سکتا"....... عمران نے جواب دیا۔
"یو نانسنس۔ احمق۔ گدھے۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم ہماری
اس طرح توہین کرو۔ گٹ آؤٹ"....... نواب صاحب تو عمران کی
بات سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گئے۔ ان کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح

سرخ ہو گیا تھا۔

"لیکن وہ مشروب۔ کھانا۔ اس کا کیا ہوا۔ آپ بتائیں مس فتو
بانو"...... عمران نے بڑے بھولے سے لہجے میں ماہ بانو سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یو۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ کرامت۔
ہاشم"...... نواب صاحب نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے
ساتھ ہی انہوں نے چیخ چیخ کر باقاعدہ آوازیں دینا شروع کر دیں۔

"ڈیڈی۔ ڈیڈی۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ میں نے بتایا تو تھا کہ یہ
نوجوان ان پڑھ اور بھولا بھالا سا ہے۔ بے چارے کو معلوم ہی نہیں
کہ کس سے کیا باتیں کرنی چاہئیں۔ آپ پھر بھی غصہ کر رہے ہیں۔
میں اسے ڈیل کر لوں گی"...... ماہ بانو نے جلدی سے نواب صاحب
کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور دو لمبے تڑنگے آدمی تیزی
سے اندر داخل ہوئے اور نواب صاحب کے سامنے جھک گئے۔ ان
کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں اور وہ اپنے چہرے
مہرے سے ہی گارڈ دکھائی دے رہے تھے۔

"تم دونوں جاؤ"...... ماہ بانو نے ان دونوں کو روکتے ہوئے
کہا۔

"ہاں جاؤ"...... نواب صاحب نے بھی ہونٹ چباتے ہوئے کہا
اور وہ دونوں خاموشی سے کمرے سے باہر چلے گئے۔

"تم اسے ڈیل کرو اور یہ سن لو اب اگر اس نے تمہاری یا میری

توہین کی تو میں اسے ابھی اور اسی وقت گولی سے اڑا دوں گا"۔ نواب
صاحب نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیا زمانہ آگیا ہے۔ پہلے زمانے کے خاندانی لوگ اپنی
لڑکیوں اور خاص طور پر کنواری لڑکیوں کو نوجوانوں کے سامنے ہی
نہیں آنے دیتے تھے اور اب یہ حال ہو گیا ہے کہ والد صاحب خود
اپنی صاحبزادی کو کہتے ہیں کہ اس نوجوان سے ڈیل کرو۔ اماں بی
درست کہتی ہیں۔ قیامت واقعی قریب ہے بلکہ نواب صاحب کے
زیادہ قریب ہے"...... عمران نے کہا تو نواب صاحب ایک بار پھر
غصے کی شدت سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ غصے کی شدت سے ان
کے گال پھول پچک رہے تھے۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے لیکن ماہ
بانو بے پناہ ذہین لڑکی تھی۔ وہ عمران کے آخری فقرے کو سمجھ گئی
تھی کہ عمران نے اسے قیامت سے تشبیہ دی ہے اور کسی لڑکی کے
لئے یہ تشبیہ انتہائی حسن کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے
چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آئیے ڈیڈی۔ یہ نوجوان اس قابل نہیں ہے کہ آپ کی صحبت
سے فیض یاب ہو سکے۔ آئیے"...... ماہ بانو نے نواب صاحب کا بازو
پکڑتے ہوئے کہا۔

"اسے۔ اسے فوراً گولی مروا دو۔ فوراً"...... نواب صاحب نے
رک رک کر غصے بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ ماہ بانو کے کھینچنے پر
تیزی سے مڑے اور پھر ماہ بانو سمیت دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

عمران بھی خاموشی سے ان کے پیچھے چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

" تم یہاں رکو گے ۔ میں آرہی ہو"....... ماہ بانو نے مڑ کر بڑے تحکمانہ لہجے میں عمران سے کہا اور پھر نواب صاحب کو ساتھ لے کر دروازے سے باہر چلی گئی۔

" یا اللہ ۔ تو مجھ پر رحم فرما"....... عمران نے کمرے کی چھت کی طرف منہ اٹھاتے ہوئے کہا اور واپس صوفے پر بیٹھنے کے لئے مڑا ہی تھا کہ وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس صوفے کے قریب جہاں نواب صاحب بیٹھے ہوئے تھے فرش پر پڑا ہوا ایک کارڈ اٹھا کر دیکھنے لگا۔ کارڈ گہرے سرخ رنگ کا تھا لیکن اس کے درمیان سفید رنگ کا انسانی چہرے کا خاکہ تھا جس کی آنکھیں گہری سرخ تھیں۔ عمران غور سے اس کارڈ کو دیکھتا رہا۔ پھر اسے دروازے کی دوسری طرف سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے کارڈ جیب میں ڈالا اور جلدی سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ماہ بانو اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ایک ملازم تھا جس نے ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں مشروب کے دو گلاس رکھے ہوئے تھے۔ ماہ بانو عمران کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی تو ملازم نے ایک گلاس ٹرے سے اٹھا کر پہلے عمران کے سامنے رکھا اور پھر دوسرا گلاس اس نے ماہ بانو کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے اٹھا کر واپس چلا گیا۔

" تم نے کیوں جان بوجھ کر ڈیڈی کا مذاق اڑایا ہے ۔ وجہ "۔

ملازم کے جاتے ہی ماہ بانو نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا۔

" ڈیڈی ۔ کیا مطلب ۔ یہ تمہارے ڈیڈی تھے ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ میں سمجھا کہ "....... عمران نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیا سمجھے تھے ۔ بولو"....... ماہ بانو نے اس بار حقیقی غصیلے لہجے میں کہا۔

" وہ ۔ وہ ۔ ایک بار کالج میں مجھ سے غلطی ہو گئی ۔ میں نے ایک پروفیسر صاحب کی غیر حاضری پر خود نیا پروفیسر بن کر کلاس کو پڑھانا شروع کر دیا تھا۔ اس پر میری شکایت ہو گئی اور پرنسپل نے حکم دیا کہ اپنے ڈیڈی کو ساتھ لے کر آؤ ورنہ کالج سے نکال دیا جائے گا۔ اب تم خود سوچو ڈیڈی جیسی مخلوق کس قدر سخت ہوتی ہے۔ اگر میں ڈیڈی کو یہ سب کچھ بتاتا تو پرنسپل کے پاس جانا تو ایک طرف پہلے مجھے ان کے ہاتھوں زندہ دفن ہونا پڑتا۔ اس لئے میں نے سڑک پر جاتے ہوئے ایک شریف آدمی کو روک کر اپنا مسئلہ بتایا تو وہ شریف آدمی ڈیڈی بن کر میرے ساتھ پرنسپل کے پاس چلا گیا اور اس شریف آدمی نے میری خاطر پرنسپل صاحب سے معافی مانگی۔ یہ اور بات ہے کہ اس نے پرنسپل کے سامنے مجھے اس قدر صلواتیں سنائیں کہ آخر پرنسپل کو خود بیچ بچاؤ کرانا پڑا۔ مم ۔ میں سمجھا تھا کہ تم بھی ایسے ہی کسی شریف آدمی کو لے آئی ہو اس لئے وہ اس قدر غصہ دکھا رہا ہے۔ کیا واقعی وہ تمہارے ڈیڈی تھے ۔ ویسے معاف کرنا اور اگر نہیں بھی کرو گی معاف تو میری جیب میں بہر حال دو چار روپے تو ہیں چلو وہ

تمہیں دے دوں گا لیکن ایسے ڈیڈی سے تو آدمی یتیم ہی بھلا"۔ عمران کی زبان اب رواں ہو گئی تو ظاہر ہے اتنی آسانی سے کہاں رکنے والی تھی اور ماہ بانو بجائے غصہ کھانے کے بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"یہ دو چار روپے دینے والی بات کیا ہوئی"....... ماہ بانو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہم پہلے تو مانگنے والوں سے معافی مانگتے ہیں لیکن آج کل کے گداگر اس قدر ڈھیٹ ہو گئے ہیں کہ معافی دیتے ہی نہیں۔ آخر مجبوراً انہیں دو چار روپے دینے ہی پڑتے ہیں"....... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو میں نواب اعظم علی کی اکلوتی بیٹی گداگر ہوں۔ کیوں۔ اگر ڈیڈی تمہارا یہ فقرہ سن لیتے تو واقعی تمہیں گولی مار دیتے"۔ ماہ بانو نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"گدا پتہ ہے کسے کہتے ہیں"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ فقیر کو کہتے ہیں"....... ماہ بانو نے اسی طرح ناراض سے لہجے میں کہا۔ ویسے وہ ساتھ ساتھ مشروب کی چسکیاں بھی لے رہے تھے۔

"وہ تو فارسی زبان میں کہتے ہیں۔ ہندی میں گد ہوشیار، چالاک کو کہتے ہیں اور گدا چالاک لڑکی اور تم ظاہر ہے مجھ سے بہرحال ہندی

گدا ہو جبکہ بقول تمہارے میں بھولا بھالا سا آدمی ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم یہ سب اداکاری کر رہے ہو ورنہ کوئی ان پڑھ اور بھولا بھالا آدمی اس طرح ہندی اور فارسی کے معنی نہیں بتا سکتا۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ تم نے ڈیڈی کے سامنے مجھے قیامت کیوں کہا تھا"....... ماہ بانو نے کہا۔

"قیامت قائم ہونے والی چیز کو کہتے ہیں اور تم ڈیڈی کے غصے کے باوجود اپنے موڈ پر قائم تھی اس لئے قیامت ہی کہا جا سکتا ہے"....... عمران نے جواب دیا تو ماہ بانو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آج زندگی میں پہلی بار نفسیات کے بارے میں میرا دعویٰ غلط ثابت ہوا ہے۔ میں آج تک دعویٰ کرتی تھی کہ نفسیات پڑھنے کی وجہ سے میں کسی بھی آدمی کو ایک لمحے میں سمجھ سکتی ہوں لیکن مجھے اعتراف ہے کہ میں تمہیں نہیں سمجھ سکی اس لئے اب تم یہ اداکاری چھوڑو اور مجھے بتاؤ کہ تم اصل میں کون ہو۔ کیا کرتے ہو اور کیوں ارساکی جا رہے ہو"....... ماہ بانو واقعی بے حد سنجیدہ ہو گئی تھی۔

"نام تو میں پہلے ہی تمہیں بتا چکا ہوں۔ ٹمبکٹو۔ کام اماں بی سے جوتیاں کھانا اور ڈیڈی سے نکھٹو کہلوانا۔ اور ارساکی اس لئے جا رہا ہوں سنا ہے کہ وہاں بڑی خوبصورت پریاں رہتی ہیں اور مجھے بچپن سے ہی پریوں کو دیکھنے کا بے حد شوق ہے"....... عمران نے بڑے

معصوم سے لہجے میں کہا۔

" اگر تم سچ سچ نہیں بتاؤ گے تو پھر اس حویلی سے باہر نہ جا سکو گے۔ سنا۔ میں جتنا بے وقوف بننا تھی بن چکی ہوں اب مزید نہیں بن سکتی اس لئے سچ بتاؤ کہ تم اصل میں کون ہو"...... ماہ بانو اب ایک نئی ضد پر اتر آئی تھی۔

" حویلی سے تو بہرحال مجھے باہر جانا ہی پڑے گا کیونکہ مجھے سرخ آنکھوں سے بے حد ڈر لگتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو ماہ بانو بے اختیار چونک پڑی۔

" سرخ آنکھوں سے۔ کیا مطلب۔ کس کی سرخ آنکھیں"...... ماہ بانو نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارا چونکنا بتا رہا ہے کہ تم بہرحال ان سرخ آنکھوں کے بارے میں جانتی ہو"...... عمران نے کہا۔

" تم۔ تمہارا مقصد ریڈ آئی سے ہے"...... ماہ بانو کے چہرے پر یکلخت انتہائی کھچاؤ پیدا ہو گیا تھا۔

" ریڈ آئی نہیں۔ ریڈ آئیز کہو۔ گرائمر کی غلطی قابل معافی نہیں ہوا کرتی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بہرحال وہ یہ بات سمجھ گیا تھا کہ اس کارڈ کے پیچھے جو لوگ بھی ہیں وہ ریڈ آئی ہی کہلاتے ہیں لیکن اس جیسا کارڈ اور ریڈ آئی اس نے پہلے نہ دیکھا تھا اور نہ اس بارے میں کبھی سنا تھا۔

" دیکھو۔ جو بھی تمہارا نام ہو اگر تمہارا تعلق واقعی ریڈ آئی سے

ہے تو پلیز تم لوگ ڈیڈی کو معاف کر دو۔ ڈیڈی وہ کام کبھی نہیں کر سکتے۔ انہیں مرجانا تو قبول ہو سکتا ہے لیکن وہ یہ کام نہیں کر سکتے۔ وہ اس معاملے میں انتہائی ضدی ہیں"...... ماہ بانو نے اس بار شکستہ سے لہجے میں کہا۔ اب اس کے چہرے پر جو تاثرات ابھر آئے تھے انہیں دیکھ کر یقین ہی نہ آتا تھا کہ یہ وہی ماہ بانو ہے جو بات بات پر ہنستی اور زور دار قہقہے لگانے کی عادی ہے۔

" کون سا کام"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"یہی ڈاکٹر فراست علی سے فارمولا لے کر دینے والا"...... ماہ بانو نے لاشعوری سے لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور وہ کارڈ باہر نکال لیا جو اس نے صوفے کے قریب فرش سے اٹھایا تھا۔ ماہ بانو یہ کارڈ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے بے اختیار دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے۔ وہ رو رہی تھی۔

" ارے ارے۔ کیا ہوا۔ یہ کارڈ تو مجھے یہاں صوفے کے قریب پڑا ہوا ملا ہے۔ تمہارے ڈیڈی کی جیب سے گرا ہے۔ میں نے تو اس لئے نکالا تھا کہ تمہیں دکھا کر پوچھوں کہ یہ کیا چیز ہے"...... عمران نے کہا تو ماہ بانو نے ہاتھ ہٹا دیئے۔ لیکن اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور گالوں پر بھی آنسوؤں کے نشانات تھے۔

" تو۔ تو۔ تم ڈیڈی کو ہلاک کرنے نہیں آئے۔ کیا واقعی"۔ ماہ

بانو نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

" مجھے کیا ضرورت ہے تمہارے ڈیڈی کو ہلاک کرنے کی۔ وہ میرے بزرگ ہیں اور میرے لئے قابل احترام ہیں۔ ان سے جو باتیں ہوئیں وہ تو بس ویسے ہی جھونک میں ہو گئیں کیونکہ تمہارے ڈیڈی کے اندر جھوٹی انا موجود ہے کہ دوسرا ہی انہیں سلام کرے۔ بہرحال آئی ایم سوری۔ میں تمہارے ڈیڈی سے اس کے لئے معافی مانگنے کے لئے بھی تیار ہوں"....... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس نے اس طرح سنجیدگی اس لئے اختیار کی تھی کہ ڈاکٹر فراست علی، فارمولا اور ریڈ آئی کے الفاظ نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ سنجیدگی اختیار کئے بغیر وہ اس بارے میں مزید معلومات حاصل نہ کر سکے گا۔

" اوہ۔ اوہ۔ خدایا تیرا شکر ہے۔ ورنہ میں تو یہ سوچ کر اپنے آپ پر لعنت ملامت کر رہی تھی کہ میں خود ڈیڈی کے قاتل کو ساتھ لے آئی ہوں"....... ماہ بانو نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔

" یہ کارڈ کیا ہے اور تمہارے ڈیڈی کو کیا خطرہ لاحق ہے۔ مجھے تفصیل بتاؤ"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کیا کرو گے سن کر۔ تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم جاؤ اور ارساکی میں تفریح کرو۔ آئی ایم سوری۔ پلیز میں نے تمہیں یہاں لا کر پریشان کیا"....... ماہ بانو نے اٹھ کر عمران کے ہاتھ سے کارڈ لیتے ہوئے کہا۔

" اچھا کم از کم یہ تو بتا دو کہ ڈاکٹر فراست علی کون ہیں اور تمہارے ڈیڈی کا ان سے کیا تعلق ہے"....... عمران نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر فراست علی ڈیڈی کا بھتیجا ہے اور میرا منگیتر ہے۔ ڈیڈی کے مرحوم بھائی نواب احسن علی فیروزی کا اکلوتا بیٹا ہے۔ ڈیڈی نے ہی اسے باپ بن کر پالا ہے۔ اس نے کارمن یونیورسٹی سے سائنس میں ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ اس کا سپیشل سبجیکٹ ملٹری ڈیفنس ہے۔ اس نے پاکیشیا کے ملٹری ڈیفنس کو ناقابل تسخیر بنانے کے لئے ایک فارمولا تیار کیا ہے جسے وہ اے ڈی ایف کہتا ہے۔ اس فارمولے کو اس نے جب یہاں بڑے بڑے سائنس دانوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اس سے بے حد متاثر ہوئے اور پھر اس فارمولے پر حکومت پاکیشیا نے باقاعدہ کام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس طرح ڈاکٹر فراست علی ان بڑے سائنس دانوں کے ساتھ مل کر اس فارمولے پر کام کر رہا ہے۔ پتہ نہیں کس طرح ان مجرموں کو جن کا یہ کارڈ ہے اور جو فون پر اپنے آپ کو ریڈ آئی کہتے ہیں اس فارمولے کے بارے میں علم ہو گیا۔ وہ شاید ویسے تو ڈاکٹر فراست علی تک نہ پہنچ سکے لیکن انہوں نے کسی طرح یہ معلوم کر لیا کہ ڈیڈی کا اس سے کیا تعلق ہے۔ فراست علی ڈیڈی کی کوئی بات نہیں ٹالتا اس لئے مجرموں نے ڈیڈی کو کہا ہے کہ وہ جتنی دولت چاہیں ان سے لے لیں لیکن ڈاکٹر فراست علی سے اے ڈی ایف کے فارمولے کی ایک کاپی لے کر انہیں دے دیں۔

ڈیڈی نے انکار کر دیا تو وہ دھمکیوں پر اتر آئے جس پر ڈیڈی اپنی حویلی تک محدود ہو گئے اور انہوں نے یہاں مسلح افراد کی تعداد بڑھا دی ہے۔ دو روز پہلے یہ کارڈ ایک آدمی باہر موجود آدمی کو دے گیا اور پھر فون پر دھمکی دی گئی کہ اس کارڈ کے پیچھے سرخ کراس آخری وار تنگ ہے۔ اگر ایک ہفتے کے اندر اندر ان کا کام نہ ہوا تو ڈیڈی چاہے سات پردوں کے پیچھے کیوں نہ چھپ جائیں انہیں گولی مار دی جائے گی جس پر ڈیڈی نے پھر انکار کر دیا اور حویلی میں ہر آدمی کا داخلہ بند کر دیا گیا۔ میری ایک سہیلی دارالحکومت میں رہتی ہے۔ اس کا نام راحیلہ ہے۔ اس کی ایک رشتہ دار عورت ہے سلمیٰ۔ اس سلمیٰ کا خاوند فیاض سنٹرل انٹیلی جنس میں سپرنٹنڈنٹ ہے۔ میں چاہتی تھی کہ راحیلہ اس سلمیٰ کے ذریعے میرا سپرنٹنڈنٹ فیاض سے رابطہ کرا دے تاکہ میں ان سے کہہ کر ان لوگوں کا سراغ لگا کر انہیں گرفتار کرا دوں لیکن راحیلہ نے جب سلمیٰ سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ سلمیٰ اپنے بچوں کے ساتھ کسی گاؤں میں گئی ہوئی ہے۔ میں واپس آ رہی تھی کہ راستے میں کار کا فین بیلٹ ٹوٹ گیا۔ ڈرائیور نے فالتو فین بیلٹ رکھا ہی نہ تھا اس لئے اسے پیدل واپس جانا پڑا اور نجانے وہ کس وقت آتا اس لئے میں پیدل چلتی ہوئی اس مین روڈ پر آ گئی کیونکہ اس بائی روڈ پر تو کسی سواری کے ملنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا البتہ یہاں سے بس یا کسی کار میں لفٹ مل سکتی تھی۔ پھر تمہاری کار آتی دکھائی دی۔ اس کے بعد تم جانتے ہو کہ کیا ہوا۔ یہاں آ کر جب میں

نے ڈیڈی کو ساری تفصیل بتائی تو ڈیڈی نے پہلی بات یہی کی کہ کہیں تمہارا تعلق ریڈ آئی سے نہ ہو لیکن میں نے ڈیڈی کو یقین دلایا کہ ایسا نہیں ہے جس پر ڈیڈی یہاں تم سے ملنے آ گئے“....... ماہ بانو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

” تم نے براہ راست سپرنٹنڈنٹ فیاض سے رابطہ کیوں نہیں کیا تھا۔ یہ تو تمہارے ڈیڈی بھی کر سکتے تھے“....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

” ڈیڈی اس کے خلاف تھے حالانکہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ڈیڈی کے کلاس فیلو رہے ہیں اور ڈیڈی کے ان سے خاصے تعلقات بھی ہیں۔ وہ بھی یہاں کئی بار فنکشنز میں آ چکے ہیں لیکن ڈیڈی بے حد ضدی واقع ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس طرح ان کی توہین ہو گی اس لئے وہ ایسا نہیں کرنا چاہتے اور اس سپرنٹنڈنٹ کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ وہ بے حد ہوشیار اور ذہین آدمی ہے لیکن دولت کا پجاری ہے اس لئے میں نے سوچا کہ اس سے بات کی جائے۔ اسے دولت دے دی جائے تاکہ وہ ڈیڈی کو بتائے بغیر خود ہی ان لوگوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دے لیکن دولت دینے والی بات میں خود اس سے نہ کرنا چاہتی تھی کیونکہ اس طرح وہ میرے بارے میں جان کر زیادہ رقم مانگ لیتا اس لئے میں راحیلہ کے ذریعے یہ سب کچھ کرانا چاہتی تھی“....... ماہ بانو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ڈیڈی سے ملاقات ہو سکتی ہے"....... عمران نے کہا۔

"کیوں"....... ماہ بانو نے چونک کر پوچھا۔

"تاکہ ان فون کالوں کے بارے میں ان سے تفصیل پوچھی جا سکے"....... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ تم اس چکر میں نہ پڑو۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ ہم خود ہی ان لوگوں سے نمٹ لیں گے۔ پلیز"....... ماہ بانو نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ پھر اس نے وہیں پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یہاں سے دارالحکومت کا رابطہ نمبر کیا ہے"....... عمران نے ماہ بانو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں۔ تم کیا کرنا چاہتے ہو"....... ماہ بانو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم رابطہ نمبر تو بتاؤ"....... عمران نے کہا تو ماہ بانو نے رابطہ نمبر بتا دیا اور عمران نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس۔ داور بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں"....... عمران نے کہا تو ماہ بانو کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیل کر کانوں سے جا لگیں۔ شاید عمران کی

ڈگریاں سن کر وہ اس قدر حیران ہو رہی تھی۔

"اوہ تم۔ ویسے اگر آکسفورڈ یونیورسٹی کو معلوم ہو جائے کہ تم ان کی ڈگریوں کی اس طرح مٹی پلید کرتے ہو تو وہ تمہاری ڈگریاں کینسل کر دیں اور اگر کینسل ہو جائیں تو کم از کم ہماری جان تو ان ڈگریوں سے چھوٹ جائے گی"....... سرداور نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"چھوٹ کیسے جائے گی سرداور۔ البتہ ڈگریوں میں اضافہ ہو جائے گا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اضافہ۔ کیا مطلب۔ میں کینسل ہونے کی بات کر رہا ہوں"۔ سرداور نے نہ سمجھنے والے لہجے میں جواب دیا۔

"اضافہ اس طرح ہو گا کہ ڈگریاں بتا کر آخر میں کینسل شدہ کے الفاظ بھی کہنے پڑیں گے جیسے ملازم کے عہدے سے ریٹائر ہو جانے کے بعد اس کا عہدہ بتا کر آخر میں ریٹائرڈ کہا جاتا ہے یا پہلے ریٹائرڈ اور پھر عہدہ بتایا جاتا ہے"....... عمران نے جواب دیا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"ٹھیک ہے۔ میں اپنی تجویز واپس لیتا ہوں لیکن اب تم بتاؤ کہ فون کیوں کیا ہے کیونکہ ایک اہم ترین تجربہ میرا منتظر ہے اور دیر ہو جانے کی صورت میں ناقابل تلافی نقصان بھی ہو سکتا ہے"۔ سرداور نے کہا۔

"اچھی دھمکی ہے۔ ویسے مجھے اس ناقابل تلافی نقصان کی آج تک

سمجھ نہیں آئی۔ سوائے موت کے اور کوئی نقصان ایسا نہیں ہو سکتا
کہ جسے ناقابل تلافی نقصان کہا جائے اور آپ کا تجربہ ظاہر ہے فوت
تو نہیں ہو سکتا"...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

" اوکے ۔ میں فون بند کر رہا ہوں اور پھر میں دو روز تک تمہیں
نہیں مل سکوں گا"...... سرداور نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے ۔ ٹھیک ہے۔ صرف یہ بتا دیں کہ ڈاکٹر فراست
علی صاحب سائنس دان کو جو ملٹری ڈیفنس فارمولے پر کام کر رہے
ہیں آپ جانتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" ہاں ۔ کیوں ۔ کیا ہوا ہے"...... سرداور کے لہجے میں شدید
پریشانی عود کر آئی تھی۔

" کوئی خاص بات نہیں۔ آپ ذرا بتائیں کہ وہ کہاں ہیں"۔
عمران نے کہا۔

" وہ میری لیبارٹری کے ایک خصوصی حصے میں کام کر رہے ہیں
اور جس تجربے کی بات میں کر رہا ہوں وہ اسی نے کرنا ہے اور میں
نے اس کی نگرانی کرنی ہے۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ تمہاری
بات سن کر میرا دل دھڑکنے لگ گیا ہے"...... سرداور نے کہا تو
عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" اچھا۔ ابھی تک آپ کا دل دھڑکتا ہے ۔ کس کی آواز پر"۔ عمران
نے کہا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے ۔

" بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سچ بتاؤ کہ تم نے کیوں

پوچھا ہے"...... سرداور نے کہا۔

" ایک خفیہ تنظیم ہے ریڈ آئی۔ وہ ڈاکٹر فراست علی سے اس
فارمولے کی ایک کاپی حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن وہ ڈاکٹر فراست علی
تک تو نہیں پہنچ سکے البتہ انہوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا ہے۔
ڈاکٹر فراست علی کو ان کے چچا نے پالا ہے اور ان کی انتہائی
خوبصورت بیٹی ماہ بانو سے ان کی شادی بھی ہونے والی ہے اس لئے
ڈاکٹر فراست علی اپنے چچا اور ہونے والے سسر کے انتہائی تابعدار اور
فرمانبردار ہیں۔ اس تنظیم نے ان کے چچا سے رابطہ کیا کہ وہ دولت
لے لیں اور ڈاکٹر فراست علی سے ان کے اس فارمولے کی کاپی لے
کر انہیں دے دیں۔ ان کے چچا خاندانی نواب ہیں اور انتہائی محب
وطن ہیں بس ذرا انا پرست واقع ہوئے ہیں۔ بہرحال انہوں نے انکار
کر دیا جس کے بعد اس تنظیم نے انہیں قتل کرنے کی دھمکیاں دینی
شروع کر دیں۔ ان کی خوبصورت لاڈلی اور اکلوتی بیٹی ماہ بانو نے مجھ
حقیر فقیر سے رابطہ کر لیا جس پر میں نے آپ کو اس لئے فون کیا ہے
کہ اس بات کی تسلی کی جا سکے کہ کیا واقعی ڈاکٹر فراست علی اور ان کا
فارمولا محفوظ بھی ہے یا نہیں اور اب آپ کے بتانے پر مجھے معلوم ہوا
ہے کہ وہ لوگ کیوں اس انداز میں کام کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے انہیں
یہ بھی معلوم نہ ہو سکا ہو گا کہ ڈاکٹر فراست علی کہاں کام کر رہے
ہیں"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک مسئلہ ہے۔ سنو عمران۔ یہ

فارمولا پاکیشیا کے ملٹری ڈیفنس جسے ایم ڈیفنس کہا جاتا ہے کے
انتہائی اہمیت رکھتا ہے اس لئے اس کی حفاظت بہت ضروری ہے"۔
سرداور نے کہا۔

"وہ تو ہو جائے گی۔ آپ یہ بتائیں کہ اس فارمولے سے کس
ملک کو دلچسپی ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ بات ہے۔ ہاں۔ صرف کافرستان کو ہو سکتی ہے
کیونکہ شوگران تو اس فارمولے میں ہمارا ساتھ دے رہا ہے اس لئے
ظاہر ہے وہ اس فارمولے کے پیچھے نہیں ہو سکتا"...... سرداور
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ آپ اطمینان سے تجربہ میں شامل
ہوں البتہ جب تک میں آپ سے نہ کہوں آپ نے ڈاکٹر فراست علی
کو لیبارٹری سے باہر نہیں جانے دینا"...... عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ میں سمجھتا ہوں"...... سرداور نے کہا۔

"اوکے۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ میں جانتی ہوں سرداور کو۔ فراست علی نے
مجھے ان کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے۔ وہ پاکیشیا کے سب سے
بڑے سائنس دان ہیں۔ فراست نے بتایا ہے کہ وہ ملک کے صدر
سے سیدھے منہ بات نہیں کرتے جبکہ تم ان سے مذاق بھی کر رہے
تھے اور انہیں حکم بھی دے رہے تھے"...... ماہ بانو نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"چھوڑو۔ احمقوں کی باتوں کا بڑے لوگ برا نہیں منایا کرتے۔
سرداور مجھے احمق سمجھتے ہیں اس لئے مجھے اس انداز میں ٹریٹ کرتے
ہیں۔ تم اپنے ڈیڈی سے مجھے ملواؤ"...... عمران نے اسے ٹالتے ہوئے
کہا۔

"میں پہلے واقعی تمہیں احمق نوجوان سمجھتی رہی ہوں لیکن اب
میں تمہیں نہیں بلکہ اپنے آپ کو سمجھ رہی ہوں انتہائی احمق۔ اور ہاں
یہ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی کیا واقعی تمہاری ڈگریاں ہیں۔ تم واقعی
سائنس میں ڈاکٹریٹ کر چکے ہو"...... ماہ بانو کی حیرت لمحہ بہ لمحہ
بڑھتی جا رہی تھی۔

"سائنس دانوں کو جب تک ایسی ڈگریاں نہ بتائی جائیں رعب
ہی نہیں پڑتا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو میں ڈاکٹریٹ آف کرمنالوجی کی
ڈگری بتاتا ہوں اس طرح ہر آدمی کے شعبے کے لحاظ سے میری
ڈگریاں بھی بدلتی رہتی ہیں۔ ویسے خوبصورت لڑکیوں کو جب میں
بتاتا ہوں کہ میں نے عشق میں پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے تو وہ بھی بڑی
مرعوب ہوتی ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو ماہ بانو بے اختیار
کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"میں ڈیڈی کو بلا لاتی ہوں۔ نجانے کیوں مجھے یقین سا آ رہا ہے
کہ اب ڈیڈی محفوظ ہو چکے ہیں"...... ماہ بانو نے کہا اور تیزی سے اٹھ
کر دروازے کی طرف بڑھ گئی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل
سانس لیا کیونکہ ظاہر ہے اب ارسا کی جانے کا معاملہ تو ختم ہو چکا تھا،

کافرستان کے پرائم منسٹر اپنے آفس میں بیٹھے سرکاری کاموں
مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی مترنم گھنٹی بج اٹھی
انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... پرائم منسٹر صاحب نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"فارن سیکشن کے چیف وکرم سنگھ آپ سے ملاقات کے
تشریف لا چکے ہیں"...... دوسری طرف سے ان کی پرسنل سیکرٹری
انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"انہیں سپیشل روم میں پہنچادو۔ میں آرہا ہوں"...... پرائم
نے کہا اور رسیور رکھ کر دوبارہ وہ سامنے پڑی ہوئی فائل پر جھک
آخری صفحے کے آخر میں انہوں نے دستخط کئے اور پھر فائل کو بند کر
انہوں نے ساتھ پڑی ہوئی ٹرے میں رکھا اور اٹھ کر عقبی دیوار
کونے میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد

ایک کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں موجود ایک لمبے قد اور سڈول
ورزشی جسم کا آدمی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی فراخ پیشانی اور چمکتی
آنکھیں اس کی ذہانت کا پتہ دے رہی تھیں۔

"بیٹھیں"...... پرائم منسٹر نے کہا اور خود وہ اپنی مخصوص کرسی پر
بیٹھ گئے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے میز کے کنارے پر موجود ایک
بٹن پریس کر دیا تو کمرے کے دونوں دروازوں پر سرر کی آواز کے
ساتھ ہی سیاہ رنگ کی چادریں سی گر گئیں اور ان دروازوں کے اوپر
سرخ رنگ کے بلب جلنے لگ گئے۔

"اب یہ کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکا ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا
تو اس آدمی جس کا نام وکرم سنگھ تھا، نے صرف اثبات میں سر ہلا
دیا۔

"مسٹر وکرم۔ فارن سیکشن کے لئے ایک اہم مشن سامنے آیا
ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر۔ ہم تو خود کام چاہتے ہیں"...... وکرم سنگھ نے
انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کی فائل ایک بار پھر دیکھی ہے اور مجھے اس فائل
سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کرنل فریدی کے ساتھ کام کرتے رہے
ہیں"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ میں نے طویل عرصے تک ان کے ساتھ کام کیا ہے"۔
وکرم سنگھ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"پھر تو پاکیشیا کا علی عمران آپ کو اچھی طرح جانتا ہو گا"۔ پرا
منسٹر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"نو سر۔ میرا علی عمران سے آج تک براہ راست کبھی سامنا نہی
ہوا۔ البتہ اس کے بارے میں مجھے معلومات ضرور ہیں"...... وکر
سنگھ نے کہا تو پرائم منسٹر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے

"حالانکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ عمران اور کرنل فریدی دونوں
درمیان بڑے تعلقات رہے ہیں"...... پرائم منسٹر نے ہونٹ چبا
ہوئے کہا۔

"یس سر۔ لیکن میری ڈیوٹی دارالحکومت میں نہیں تھی۔
بلیک سروس کے نیوی سیکشن میں کام کرتا تھا اور میری ڈیوٹی
پورٹ میں ہوتی تھی"...... وکرم سنگھ نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ بہرحال آپ کو یہ معلوم ہے کہ میں
انتہائی غور وخوض کے بعد اور صدر صاحب سے طویل مشوروں
بعد یہ فارن سیکشن قائم کیا ہے اور تمہاری اور تمہارے ساتھیوں
فائلیں دیکھ کر تمہیں اس سیکشن میں تعینات کیا ہے۔ اس کے
ایک بنیادی وجہ تھی اور وہ یہ کہ کرنل فریدی کے کافرستان
شفٹ ہو جانے کے بعد ان کی بلیک سروس ایک لحاظ سے ختم ہو
ہے اور اس سروس کے افراد کو دوسری ایجنسیوں میں ٹرانسفر کر دیا
ہے۔ اب یہاں کافرستان میں چار مخصوص ایجنسیاں رہ گئی ہیں
ایک سیکرٹ سروس جس کے چیف شاگل ہیں۔ دوسری پاور ایجن

جس کی چیف مادام ریکھا ہیں۔ تیسری ملٹری انٹیلی جنس اور چوتھی
سنٹرل انٹیلی جنس اور پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کا مقابلہ سیکرٹ
سروس کرتی رہی ہے یا پاور ایجنسی۔ کبھی کبھار ملٹری انٹیلی جنس کو
بھی استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی ان سب سے
اچھی طرح واقف ہیں اس لئے وہ ان سب کی کمزوریاں جانتے ہیں۔
یہی وجہ ہے کہ یہ ایجنسیاں ان کے مقابلے پر کبھی کامیاب نہیں ہو
سکیں۔ دوسری وجہ یہ کہ یہ سب ایجنسیاں یہاں کافرستان میں ہی کام
کرتی ہیں جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے ملک میں بھی کام کرتی ہے
اور دوسرے ممالک میں بھی۔ لیکن ہمارے پاس صرف سنٹرل انٹیلی
جنس ایسی ایجنسی ہے جس کا نیٹ ورک دوسرے ممالک اور خاص
طور پر پاکیشیا میں بھی موجود ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس مخصوص مقاصد
کے سلسلے میں کام کرتی ہے اس لئے صدر صاحب اور میں نے بہت
سوچ کر فارن سیکشن قائم کیا ہے اور اس سیکشن میں تمام تنظیموں
سے ایسے افراد منتخب کئے ہیں جو اس سیکشن میں کام کر سکیں اور آپ
کو بہرحال یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ انہیں کڑی تربیت
دلوائی گئی ہے اور آپ بھی ان کی تربیت سے پوری طرح مطمئن ہیں
اور دیگر ماہرین بھی۔ اس فارن سیکشن نے ابھی تک چھوٹے چھوٹے
کام تو سرانجام دیئے ہیں لیکن کوئی بڑا کام اسے نہیں دیا گیا ہے۔ اب
ایک ایسا بڑا کام سامنے آیا ہے اس لئے میں نے آپ کو کال کیا
ہے"...... پرائم منسٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" سر۔ فارن سیکشن آپ کے، صدر صاحب کے اور کافرستان کے عوام کے اعتماد پر ہمیشہ پورا اترے گا"...... وکرم سنگھ نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میں اس کیس کے سلسلے میں آپ کو بریف کر دیتا ہوں۔ ہمیں شوگران سے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کا ایک سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر فراست علی ہے، نے ایم ڈیفنس کا ایک ایسا فارمولا ایجاد کیا ہے کہ اس آلے کی مدد سے پاکیشیا اپنا ایم ڈیفنس ناقابل تسخیر بنا سکے گا۔ پاکیشیا میں کسی لیبارٹری میں اس فارمولے پر کام ہو رہا ہے اور اس فارمولے کے تحت جو آلہ تیار کیا جائے گا اس کا کوڈ نام اے ڈی ایف ہے جسے عام طور پر اے ایف کہا جاتا ہے۔ اس فارمولے کو مکمل کرانے میں شوگران بھی پاکیشیا کی مدد کر رہا ہے۔ یہ اطلاع حتمی اور درست تھی اس لئے ہم نے اس فارمولے کی کاپی حاصل کرنے کا پروگرام بنایا کیونکہ یہ ہمارے لئے ضروری تھا کہ ہم اس آلے کا توڑ کر سکیں۔ چنانچہ میں نے یہ کیس سنٹرل انٹیلی جنس کے ذمے لگایا۔ سنٹرل انٹیلی جنس نے اپنے طور پر وہاں بہت کوشش کی لیکن وہ اس لیبارٹری کو تو ٹریس نہ کر سکی البتہ انہیں یہ معلومات مل گئیں کہ ڈاکٹر فراست علی پاکیشیا کے دارالحکومت سے دو اڑھائی سو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹے شہر فیروز آباد کے رئیس نواب اعظم علی کا بھتیجا ہے اور اس کی بیٹی کا منگیتر ہے اور نواب اعظم علی چاہے تو فراست علی سے فارمولا لے سکتا ہے لیکن سنٹرل انٹیلی جنس

اس بارے میں وہاں کام نہ کر سکتی تھی اس لئے ہم نے بہت سوچ سمجھ کر یورپ کی ایک ایسی تنظیم سے رابطہ کیا جس کا پاکیشیا میں نیٹ ورک موجود تھا۔ یہ تنظیم منشیات کا کام کرتی ہے لیکن انتہائی کامیاب تنظیم ہے۔ ہم نے سوچا کہ ایسے لوگ آسانی سے اس نواب اعظم علی کو کور کر کے فارمولا حاصل کر لیں گے۔ چنانچہ اس تنظیم کے پاکیشیا میں گروپ نے نواب اعظم علی کے بارے میں معلومات حاصل کیں لیکن اس نواب نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا جس پر اس تنظیم جس کا نام ریڈ آئی ہے، نے نواب کو دھمکا کر کام کرانا چاہا لیکن پھر اچانک پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس میدان میں کود پڑی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس تنظیم کا پورا نیٹ ورک ختم کر دیا گیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس کے پیچھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا علی عمران تھا۔ وہ ایک بار نواب اعظم علی کی حویلی میں دیکھا گیا تھا۔ اس طرح یہ معاملہ ختم ہو گیا لیکن اس سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ ہمارے بارے میں انہیں کوئی شک نہ پڑا۔ چنانچہ اب یہ کیس فارن سیکشن نے مکمل کرنا ہے اور حکومت کافرستان کو یہ فارمولا ہر صورت میں چاہئے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

" یس سر۔ فارمولا حکومت کو ضرور ملے گا"...... وکرم سنگھ نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" فائل آپ کے سیکشن میں پہنچ جائے گی۔ مزید تفصیل آپ نے معلوم کرنی ہو تو آپ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل رمیش ورما

سے حاصل کر سکتے ہیں۔ انہیں آپ کے بارے میں بریف کر دیا گیا ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن اس فارمولے کی پہچان کیا ہے اور یہ کس شکل میں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کوئی فائل ہے یا کوئی فلم ہے یا کسی اور صورت میں ہے"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

"ابھی اس بات کا کسی کو بھی علم نہیں ہے کیونکہ فارمولے تک یا اس لیبارٹری تک تو کوئی پہنچ ہی نہیں سکا البتہ ایک اہم بات کا بھی علم ہوا ہے کہ جس لیبارٹری میں اس فارمولے پر کام ہو رہا ہے اس کا انچارج کوئی سائنس دان سرداور نامی ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"او کے سر۔ کام ہو جائے گا"...... وکرم سنگھ نے جواب دیا تو پرائم منسٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر میز کے کنارے پر موجود بٹن پریس کر کے اس نے دروازوں پر موجود سیاہ رنگ کی دھات کی چادریں ہٹائیں تو وکرم سنگھ نے سلام کیا اور پھر تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس سے وہ اندر آیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد جب دروازہ بند ہو گیا تو پرائم منسٹر نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے پرائم منسٹر کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"صدر صاحب سے میری بات کراؤ"...... پرائم منسٹر نے تحکمانہ

لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو پرائم منسٹر نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"صدر صاحب سے بات کیجئے جناب"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ پرائم منسٹر شیکھر رائے بول رہا ہوں"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... دوسری طرف سے صدر کی باوقار آواز سنائی دی۔

"سر۔ آپ کی ہدایت کے مطابق اے ایف فارمولے کا کیس فارن سیکشن کے چیف وکرم سنگھ کے حوالے باضابطہ طور پر کر دیا گیا ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"کیا اسے بتا دیا گیا ہے کہ اس سلسلے میں اس کا ٹکراؤ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہو سکتا ہے"...... صدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ وہ پر اعتماد ہے کہ وہ انہیں شکست دے کر فارمولا لے آئے گا"...... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

"گڈ۔ میرا اپنا خیال بھی یہی ہے کہ وکرم سنگھ اور اس کا سیکشن کامیاب رہے گا۔ وہ انتہائی ٹھنڈے دماغ کا آدمی ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کی طرح جذباتی نہیں ہے اور نہ مادام ریکھا کی طرح

انا پرست ہے اس لئے وہ ضرور کامیاب رہے گا"...... صدر نے جواب
دیا۔

" سر ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے اگر آپ اجازت دیں تو
اس پر عمل کر لیا جائے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

" کون سی بات"...... صدر نے چونک کر پوچھا۔

" یہ کہ اس سیکشن کے سلسلے میں باقاعدہ تمام ایجنسیوں کی
میٹنگ کال کر کے انہیں بریف کر دیا جائے تاکہ فارن سیکشن کو اگر
ایمرجنسی میں کسی ایجنسی کی مدد کی ضرورت پڑے تو وہ ان کی مدد
کرنے کی پابند ہوں"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

" ابھی نہیں۔ یہ مشن انہیں مکمل کر لینے دو۔ اس کے بعد ایسا کر
لیا جائے گا۔ ابھی فارن سیکشن کے بارے میں جتنے کم لوگ جانیں
گے اتنی ہی ان کی کامیابی کے چانس بڑھ جائیں گے"...... صدر نے
کہا۔

" یس سر۔ ٹھیک ہے سر"...... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

" جب بھی فارن سیکشن کی طرف سے کوئی اہم رپورٹ آپ کو
ملے تو آپ نے مجھے ضرور آگاہ کرنا ہے"...... صدر نے کہا۔

" یس سر"...... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

" او کے۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پرائم منسٹر نے بھی ایک طویل سانس
لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر وہ اپنے آفس کی طرف بڑھ گئے۔

ایک کمرے کے درمیان رکھی ہوئی مستطیل شکل کی میز کے گرد
تین عورتیں اور تین مرد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ میز کی ایک
سائیڈ پر ایک کرسی خالی تھی۔ ان میں سے ایک مرد اور دو عورتیں
میز کی ایک طرف اور دو مرد اور ایک عورت میز کی دوسری طرف
بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کمرے
کے کونے میں موجود دروازہ کھلا اور لمبے قد اور سڈول ورزشی جسم کا
ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔ اس
کی پیشانی فراخ اور آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ یہ وکرم سنگھ تھا۔
کافرستان کے فارن سیکشن کا انچارج جبکہ میز کے گرد پہلے سے موجود
تینوں مرد اور تینوں عورتیں فارن سیکشن کی ممبرز تھیں۔ وکرم سنگھ
کے اندر داخل ہوتے ہی وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

" بیٹھو"...... وکرم سنگھ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور خود بھی

وہ میز کی ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی وہ چاروں بھی دوبارہ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے تو وکرم سنگھ چند لمحوں تک خاموش بیٹھا ان چاروں کو دیکھتا رہا جبکہ ان چاروں کی توجہ بھی وکرم سنگھ کی طرف ہی تھی۔

" فارن سیکشن کو ایک ایسا کیس ملا ہے جسے اس کا ٹیسٹ کیس بنا دیا گیا ہے اور پرائم منسٹر صاحب نے مجھے کال کر کے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ ہمیں اگر اپنا وجود قائم رکھنا ہے تو ہمیں ہر صورت میں اس کیس میں فتح حاصل کرنی ہے۔ میں نے اس کیس پر کام کرنے کے لئے فارن سیکشن کے ممبرز کی فائلیں بغور چیک کرنے کے بعد آپ کو اس خصوصی میٹنگ میں کال کیا ہے کیونکہ آپ کی فائلز کے مطابق آپ فارن سیکشن کے بہترین ایجنٹ ہیں۔ گو یہ انتخاب پرائم منسٹر صاحب نے کیا ہے لیکن آپ کی فائلز دیکھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کم از کم آپ کا انتخاب پرائم منسٹر صاحب نے میرٹ پر کیا ہے اس لئے بھی میں نے فارن سیکشن کے اس پہلے اہم کیس کی تکمیل کے لئے آپ کا انتخاب کیا ہے"...... وکرم سنگھ نے آہستہ آہستہ اور انتہائی ٹھنڈے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" ہم آپ کے اعتماد پر پورا اتریں گے باس"...... ایک ایک کر کے ان چھ افراد نے ایسے ہی انداز کے فقرے کہے۔

" میں آپ کو کیس کی نوعیت بتا دیتا ہوں۔ اس نوعیت کے بارے میں معلوم ہونے کے بعد آپ کو اس کی اہمیت کا علم ہو گا۔

اس کے بعد میں چاہوں گا کہ آپ اس بارے میں اپنے مشورے دیں تاکہ ان مشوروں کی روشنی میں اس کیس کا حتمی لائحہ عمل تیار کیا جا سکے"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

" یس باس"...... ایک عورت نے کہا جبکہ باقی پانچوں ساتھی خاموش بیٹھے رہے۔

" پاکیشیا کے ایک سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر فراست علی ہے، نے ایم ڈیفنس کا ایک ایسا فارمولا ایجاد کیا ہے جس کے تحت بننے والے آلے کے استعمال کے بعد پاکیشیا کا ایم ڈیفنس ناقابل تسخیر ہو جائے گا۔ کافرستان اور پاکیشیا کے درمیان دشمنی کے بارے میں آپ کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پاکیشیا کی مکمل تباہی اور اس پر کافرستان کا قبضہ ہمارا ایک ایسا خواب ہے جس کی تعبیر بہرحال ہم نے عمل میں لانی ہے۔ اس فارمولے کا کوڈ نام اے ڈی ایف فارمولا ہے لیکن عام طور پر اسے اے ایف کہا جاتا ہے۔ ابھی یہ معاملہ صرف فارمولے تک محدود ہے۔ اس فارمولے پر شوگران کے سائنس دانوں کی مدد سے پاکیشیا کی کسی لیبارٹری میں کام ہو رہا ہے اور اطلاعات کے مطابق یہ فارمولا اب تکمیل کے قریب ہے۔ اس کے بعد اس فارمولے کے تحت اس آلے کی تیاری کا کام شروع ہو جائے گا۔ کافرستان کو اس فارمولے کے بارے میں شوگران سے معلومات حاصل ہوئیں۔ چنانچہ اس فارمولے کے حصول کا کام سنٹرل انٹیلی جنس کے ذمہ لگایا گیا کیونکہ سنٹرل انٹیلی جنس کا نیٹ ورک پاکیشیا

میں موجود ہے لیکن سنٹرل انٹیلی جنس باوجود کوشش کے اس
لیبارٹری کا پتہ نہ چلا سکی اور نہ ہی فارمولا حاصل کر سکی۔ البتہ انہوں
نے یہ معلومات حاصل کر لیں کہ ڈاکٹر فراست علی کا چچا جس نے
اسے پالا ہے اور جس کی اکلوتی بیٹی کے ساتھ اس کی شادی ہونے
والی ہے پاکیشیائی دارالحکومت سے دو اڑھائی سو کلومیٹر دور ایک
چھوٹے شہر فیروز آباد کا رئیس ہے اور ڈاکٹر فراست علی اپنے چچا کا
انتہائی تابعدار اور فرمانبردار ہے۔ اگر اس کا چچا جس کا نام نواب اعظم
علی ہے چاہے تو ڈاکٹر فراست علی سے اس فارمولے کی کاپی حاصل کر
کے ہمیں دے سکتا ہے لیکن سنٹرل انٹیلی جنس خود اس معاملے میں
سامنے نہ آنا چاہتی تھی اس لئے حکومت نے یورپ کی ایک تنظیم ریڈ
آئی کی خدمات حاصل کیں جو منشیات کا کام کرتی ہے اور جس کا کافی
بڑا نیٹ ورک پاکیشیا میں موجود ہے اور یہ تنظیم اس نواب اعظم علی
کو آسانی سے قابو کر کے فارمولا حاصل کر سکتی تھی۔ چنانچہ ریڈ آئی
نے پہلے نواب اعظم علی کو دولت دے کر خریدنے کی کوشش کی
لیکن نواب اعظم علی نے دولت لینے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ خود
رئیس ہے۔ اسے دولت کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ پھر ریڈ آئی نے اسے
ہلاک کرنے کی دھمکی دی اور ریڈ آئی کا خیال تھا کہ نواب اعظم علی
موت کے خوف سے ان کا کام کر دے گا کیونکہ ایسے نواب اور رئیس
لوگ موت سے بہت خوفزدہ رہتے ہیں لیکن پھر یکلخت حالات بدل
گئے۔ پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس اچانک حرکت میں آئی اور پھر

دیکھتے ہی دیکھتے ریڈ آئی کا پاکیشیا میں پورا نیٹ ورک تباہ کر دیا گیا۔
اس کے سارے آدمی ہلاک کر دیئے گئے۔ اس طرح ریڈ آئی کو بے
پناہ نقصانات اٹھانے پڑے اور اس کے ہیڈ آفس نے اس کیس پر
مزید کام کرنے سے انکار کر دیا۔ کافرستان کی انٹیلی جنس نے جب
اس سلسلے میں تحقیقات کی تو پتہ چلا کہ اس انٹیلی جنس کی بیک پر
پاکیشیا کا سب سے خوفناک ایجنٹ علی عمران تھا۔ علی عمران کو
نواب اعظم کی حویلی میں دیکھا گیا تھا اور یہ عمران پاکیشیا کی سنٹرل
انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا گہرا دوست ہے اور اس کا والد
سنٹرل انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل ہے۔ اس سپرنٹنڈنٹ فیاض نے
اچانک ساری کارروائی کی جس کے نتیجے میں ریڈ آئی کا پورا نیٹ
ورک ختم ہو گیا۔ اس کے منشیات کے تمام سٹورز بھی انٹیلی جنس
نے سیل کر دیئے۔ اس رپورٹ کے ملنے کے بعد اعلیٰ حکام سمجھ گئے کہ
اس سارے کام کے پیچھے عمران موجود ہے اور عمران کے بارے میں
اعلیٰ حکام خصوصاً وزیراعظم اور صدر صاحب مجھ سے بھی زیادہ جانتے
ہیں۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ کیس اب فارن سیکشن کو دیا جائے
اس کے پیچھے دو باتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ فارن سیکشن نیا بنا ہے۔ یہ
نیا اس لئے ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس، پاور ایجنسی اور دوسری
ایجنسیاں صرف کافرستان تک ہی محدود رہی ہیں۔ دوسری بات یہ کہ
سیکرٹ سروس، پاور ایجنسی، سنٹرل انٹیلی جنس یا ملٹری انٹیلی جنس
میں کوئی سیکشن ایسا نہیں جو ڈی ایجنٹوں پر مشتمل ہو۔ چنانچہ یہ

کیس نہ صرف فارن سیکشن کو منتقل کیا گیا ہے بلکہ وزیراعظم صاحب نے مجھے بلا کر یہ بھی کہہ دیا ہے کہ یہ ہمارے لئے ٹیسٹ کیس ہو گا"....... وکرم سنگھ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" باس۔ مشن یہی ہے ناں کہ ہم نے یہ فارمولا حاصل کرنا ہے"....... ایک نوجوان نے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

" فارمولا یا اس کی کاپی"....... وکرم سنگھ نے جواب دیا۔

" باس۔ کاپی کا حصول مشکل ہے۔ ہمیں یہ فارمولا حاصل کرنے میں زیادہ آسانی رہے گی"....... اسی نوجوان نے کہا تو وکرم سنگھ اور باقی ساتھی چونک کر اس نوجوان کا چہرہ دیکھنے لگے۔

" تمہارا نام ورما ہے اور تم ملٹری انٹیلی جنس سے فارن سیکشن میں شفٹ ہوئے ہو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" یس باس"....... ورما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے جو کچھ کہا ہے اس کی وضاحت کرو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" باس۔ جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ ہماری تربیت ڈی ایجنٹس کے طور پر ہوئی ہے اور میں تو ویسے بھی ملٹری انٹیلی جنس کے ایکشن سیل کا انچارج تھا۔ کاپی حاصل کرنا سیکرٹ ایجنٹ کا کام ہے۔ ہمارا نہیں ہے۔ ہم نے تو اس لیبارٹری کو ٹریس کرنا ہے جہاں اس فارمولے پر کام ہو رہا ہے۔ پھر اس پر ریڈ کرنا ہے اور سب کچھ تباہ کر کے فارمولا حاصل کر کے واپس آجانا ہے"....... ورما نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

" باس۔ کاپی کا حصول زیادہ آسان ہو گا"....... اچانک ایک لڑکی نے کہا تو سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

" تمہارا نام نرملا ہے اور تم پاور ایجنسی سے فارن سیکشن میں شفٹ ہوئی ہو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" یس باس"....... نرملا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اپنی بات کی وضاحت کرو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" باس۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر انٹیلی جنس کے پاکیشیائی نیٹ ورک کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ڈاکٹر فراست علی کس لیبارٹری میں کام کر رہا ہے اور یہ لیبارٹری کہاں ہے تو ڈی ایجنٹ کسی صورت بھی اسے معلوم نہ کر سکیں گے اس لئے اس لیبارٹری پر ریڈ کرنا ہی ناممکن ہو جائے گا۔ دوسری بات یہ کہ جب علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ کافرستان اس فارمولے کے پیچھے لگا ہوا ہے تو اب وہ ہر طرح سے چوکنا ہوں گے اس لئے ورما نے جو کچھ کہا ہے وہ ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کا طریقہ وہی درست رہے گا کہ کسی طرح اس ڈاکٹر فراست علی سے سودے بازی کر کے اس سے کاپی حاصل کر لی جائے۔ ایسی صورت میں نہ لیبارٹری پر ریڈ ہو گا نہ ڈاکٹر فراست علی کسی کو بتائے گا اور نہ ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آئے گی"....... نرملا نے جواب دیا۔

" لیکن یہ کام کس طرح ہو گا"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" باس۔ اس نواب اعظم کو یا اس کے کسی ایسے عزیز رشتہ دار کو استعمال کیا جا سکتا ہے یا کوئی اور طریقہ سوچا جا سکتا ہے"....... نرملا نے جواب دیا۔

" گڈ۔ نواب اعظم علی کی اکلوتی بیٹی ماہ بانو ہے جو اس ڈاکٹر فراست علی کی منگیتر ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے اس بارے میں حتمی فیصلہ کرتے ہوئے سوچا جائے گا۔ آپ میں سے مزید کوئی بات کرنا چاہے تو کھل کر کر لے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" باس۔ جب تک عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی اور چکر میں نہ الجھایا جائے گا اس مشن پر کام ہی نہ ہو سکے گا اس لئے پہلے اس بارے میں سوچا جائے"....... ایک اور نوجوان نے کہا۔

" تمہارا نام جسونت ہے اور تم سیکرٹ سروس سے فارن سیکشن میں آئے ہو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" یس باس۔ میں نے بے شمار بار عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کام کیا ہے اس لئے مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ ہمیں وہاں کام نہیں کرنے دیں گے۔ یہ بھوتوں کی طرح ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے اور بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے کام کریں گے اس لئے انہیں لازماً کسی ایسے چکر میں الجھانا ہو گا کہ یہ ہماری طرف متوجہ ہی نہ ہو سکیں۔ تب ہی ہم کام کر سکتے ہیں"....... جسونت نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے حتمی فیصلے کے وقت اس پہلو کو بھی مدنظر رکھا

جائے گا"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" باس۔ میرا خیال ہے کہ ہم سب خیالی گھوڑے دوڑا رہے ہیں"....... اچانک ایک اور لڑکی نے کہا جو اب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

" تمہارا نام ریتا ہے اور تم سنٹرل انٹیلی جنس کے مانیٹرنگ سیکشن سے یہاں شفٹ ہوئی ہو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" یس باس"....... ریتا نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اپنی بات کی وضاحت کرو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" باس۔ پاکیشیا میں مشن دنیا کے ہر ملک سے زیادہ کٹھن سمجھا جاتا ہے اور خاص طور پر اس وقت جب مشن کے سلسلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور سنٹرل انٹیلی جنس پہلے سے ہوشیار ہوں اس لئے جو کچھ یہاں کہا گیا ہے وہ عام اور نارمل حالات میں تو درست ہو سکتا ہے لیکن موجودہ حالات میں درست نہیں ہو سکتا"....... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر تمہاری کیا رائے ہے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" باس۔ میں چونکہ سنٹرل انٹیلی جنس میں کام کرتی رہی ہوں اور میرا تعلق اس ایجنسی کے فارن سیکشن سے رہا ہے اس لئے مجھے معلوم ہے کہ پاکیشیا کے قانون کے مطابق جس فارمولے پر کسی لیبارٹری میں کام ہو رہا ہو اس کی ایک کاپی وزارت دفاع کے خصوصی سٹور میں حفاظتی نقطہ نظر سے رکھی جاتی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ

وزارت دفاع کا یہ خصوصی سٹور انتہائی محفوظ انداز میں بنایا گیا ہے
لیکن اگر ہم اس آئیڈیئے پر کام کریں کہ خاموشی سے اس سٹور سے
مطلوبہ فارمولا یا اس کی کاپی اڑا لی جائے اور کسی طرف بھی توجہ نہ
کریں تو ہم زیادہ آسانی سے کامیاب ہو سکیں گے"...... ریتا نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم چار نے اپنی اپنی رائے دے دی ہے
لیکن مایا دیوی اور منگل سنگھ خاموش رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے
کہ ان کے ذہن میں فی الحال کوئی آئیڈیا نہیں ہے۔ بہرحال میں نے
خود بھی اس پر بہت غور کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے
پاکیشیا سے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق ہمیں بیک
وقت ہر طرف کام کرنا ہو گا تاکہ کسی بھی طرف سے ہم کامیاب ہو
سکیں اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ نواب اعظم علی کی بیٹی سے نرملا
دوستی کرے گی اور اگر ہو سکے تو اس لڑکی کا روپ دھار لے گی اور پھر
ڈاکٹر فراست علی سے رابطہ کر کے اس سے فارمولا حاصل کرے گی۔
کس طرح کرے گی یہ سوچنا اس کا اپنا کام ہے۔ ریتا وزارت دفاع
کے سٹور روم پر کام کرے گی جبکہ ورما اس لیبارٹری کو ٹریس کر کے
اس پر ریڈ کرنے کے مشن پر کام کرے گا جبکہ جسونت پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو ٹریس کر کے اس بات کو یقینی بنائے
گا کہ ہمیں یہ اطلاعات ملتی رہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا کر رہی
ہے۔ مایا دیوی اور منگل سنگھ تمہارا ساتھ دیں گے۔ تم سب نے

زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر مجھ سے رابطہ رکھنا ہے اور مزید ہدایات لینی ہیں
جبکہ میں وہاں اپنے طور پر کام کروں گا"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

"سوری باس۔ آپ کی یہ پلاننگ سراسر غلط ہے اور اس طرح ہم
میں سے ایک بھی کامیاب نہ ہو سکے گا"...... ورما نے کہا تو وکرم
سنگھ کے ساتھ ساتھ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"وہ کیسے"...... وکرم سنگھ نے کہا۔ اس کے چہرے پر غصے کے
تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میں معافی چاہتا ہوں باس کہ مجھے یہ الفاظ اس انداز میں ادا
کرنے پڑے ہیں۔ چونکہ اس مشن کو ہم نے ہر صورت میں کامیاب
کرنا ہے اس لئے مجھے یہ بات کہنا پڑی ہے۔ جو پلان آپ نے بنایا ہے
اس طرح ہماری طاقت تقسیم ہو جائے گی اور ایک کے پکڑے جانے
کی صورت میں پورا فارن سیکشن سامنے آجائے گا اور ہو سکتا ہے کہ
باقی سب کے پلان بھی انہیں معلوم ہو جائیں۔ اب ایسی مشینیں
ایجاد ہو چکی ہیں کہ وہ لاشعور سے سب کچھ معلوم کر لیتی ہیں اور آدمی
کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں کوئی ایک
پلان بنانا چاہئے اور پھر ہم سب مل کر پوری طاقت کے ساتھ اس
پلان پر عمل شروع کر دیں۔ اس طرح تو ہم کامیاب ہو جائیں گے
ویسے نہیں اور یہ بھی بتا دوں باس کہ ہم چاہے کچھ بھی کر لیں پاکیشیا
سیکرٹ سروس بہرحال ہمارے خلاف حرکت میں آجائے گی کیونکہ
معمولی سی بات سے وہ لوگ بہت دور تک کے نتائج اخذ کر لیتے ہیں

اس لئے میں نے تجویز دی تھی کہ ہمیں ڈی ایجنٹس کے طور پر کام کرنا چاہئے ۔اس طرح ہم انتہائی کم وقت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ مس ریتا نے جو کچھ بتایا ہے اگر وہ درست ہے تو پھر میری رائے کے مطابق ہمیں لیبارٹری اور ڈاکٹر فراست کو چھوڑ کر براہ راست اس سٹور کو نشانہ بنانا چاہئے "....... ورمانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" گڈ ورما۔ تمہارے اندر جرأت اور حوصلہ کے ساتھ ساتھ ذہانت بھی ہے اس لئے میں تمہیں فارن سیکشن کا نمبر ٹو بناتا ہوں۔آج سے تم میرے ڈپٹی کے طور پر کام کرو گے "....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"بہت شکریہ باس۔ میں ہمیشہ آپ کے اعتماد پر پورا اتروں گا"۔ ورمانے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" لیکن یہ کس طرح طے ہو گا کہ سٹور میں فارمولے کی کاپی موجود ہے "....... جسونت نے کہا۔

" یہ کام ہو سکتا ہے۔وزارت دفاع کے ایک کمپیوٹر ریکارڈ آفس میں ایک آدمی احسان کام کرتا ہے۔وہ انتہائی لالچی اور عیاش فطرت آدمی ہے۔ انٹیلی جنس بھی اسے عورتیں، شراب اور دولت پیش کر کے اس سے معلومات حاصل کرتی رہتی ہے۔ میرا بھی اس سے تعلق رہا ہے اور میں آسانی سے اس سے معلومات حاصل کر لوں گی"۔ ریتا نے جواب دیا۔

" گڈ۔ تو پھر یہ طے ہو گیا۔ مس ریتا ہم سے پہلے پاکیشیا جائے گی اور جب یہ اس آدمی احسان سے معلومات حاصل کر کے ہمیں اطلاع

دے گی تو ہم سب وہاں پہنچ جائیں گے اور انتہائی تیز رفتاری سے کام کر کے ہم یہ فارمولا حاصل کر لیں گے "....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" یس باس۔ یہ ٹھیک رہے گا"....... سب نے کہا تو وکرم سنگھ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" مس ریتا آپ میرے ساتھ آئیں۔ باقی سیکشن ہیڈ کوارٹر رپورٹ کریں اور کسی بھی لمحے مشن پر جانے کے لئے ہر طرح سے تیار رہیں"....... وکرم سنگھ نے کہا اور اس دروازے کی طرف مڑ گیا جدھر سے وہ آیا تھا۔ ریتا اس کے پیچھے تھی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ بلیک زیرو کچن سے باہر آیا۔ اس نے چائے کی دو پیالیاں اٹھائی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری اٹھائے وہ میز کی دوسری طرف اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر کے میز پر رکھ دی اور پھر چائے کی پیالی اٹھا کر اس نے ایک گھونٹ لیا۔

"اب تم چائے بنانے میں مہارت حاصل کر چکے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کیسے اندازہ لگا لیا"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری چائے کا ذائقہ بالکل جوشاندے سے ملتا جلتا ہے"......

عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میں سمجھا تھا کہ آپ کہیں گے کہ اب میں سلیمان کی طرح چائے بنانے لگ گیا ہوں اور ظاہر ہے سلیمان نہ صرف ماہر باورچی ہے بلکہ آل ورلڈ ککس ایسوسی ایشن کا صدر بھی ہے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آغا سلیمان پاشا چائے کے نام پر گرم لسی پلاتا رہتا ہے اور اگر احتجاج کیا جائے تو وہ اماں بی کی تازہ ترین ہدایات دوہرا دیتا ہے کہ عمران کو دودھ میں چائے کی معمولی سی مقدار ڈال کر دیا کرو اور اماں بی کا نام سامنے آتے ہی تمہیں معلوم ہے کہ مجھے اس چائے کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے پڑ جاتے ہیں"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"چلو شکر ہے۔ کوئی تو ایسا بھی ہے کہ جس کا خوف آپ کو سیدھا رکھتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کبھی دو چار جوتیاں اماں بی کی کھا کر دیکھو پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ خوف کی اصل ماہیت کیا ہوتی ہے اور خاص طور پر جب اماں بی کا ہاتھ روکنے والا بھی کوئی نہ ہو"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے ڈاکٹر فراست علی اور اس کے

فارمولے کے بارے میں بات کی تھی لیکن پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ کیا ہوا اس کا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ارے تو تمہیں معلوم ہی نہیں۔ سارا معاملہ ہی سوپر فیاض نے ایک دو روز میں ختم کر دیا"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ نے کیس حل کر کے سوپر فیاض تک پہنچا دیا"...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے لسی بنا چائے پر بھی خرچہ آتا ہے۔ دودھ اور چائے کی پتی تو بہرحال خریدنی ہی پڑتی ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" کیا وہ سیکرٹ سروس یا فور سٹارز کا کیس نہیں بنتا تھا"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں۔ وہ سیکرٹ سروس کا تو ویسے ہی کیس نہیں تھا اور فور سٹارز تو اب بین الاقوامی سطح پر چمکنے لگ گئے ہیں۔ ویسے ایک غیر ملکی تنظیم اس میں ملوث تھی۔ ریڈ آئی۔ اس تنظیم کے بارے میں ٹائیگر کو خاصی معلومات حاصل تھیں۔ چونکہ یہ تنظیم منشیات کا دھندہ کرتی تھی اس لئے ٹائیگر نے اس پر توجہ نہ دی تھی لیکن میرے کہنے پر اس نے ایک دو روز میں ہی اس کا پورا نیٹ ورک ٹریس کر لیا اور پھر تم جانتے ہو کہ سوپر فیاض بنے بنائے حلوے پر کس طرح ٹوٹتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" لیکن فارمولے کے حصول کا منشیات سے تعلق رکھنے والی تنظیم

سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تمہیں پوری تفصیل بتانی پڑے گی"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" اگر بتا دیں تو مہربانی ہو گی"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بس مہربانی۔ کنجوسی کی بھی کوئی حد تو ہوتی ہو گی لیکن تمہاری کنجوسی کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ اگر میں بتا دوں تو ایک چھوٹا سا چیک مل جائے گا۔ بس مہربانی کہہ کر بات ختم کر دی تم نے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ یقیناً مہربانی کی بڑی بھرپور قیمت پہلے ہی سوپر فیاض سے وصول کر چکے ہوں گے اس لئے لالچ اچھا نہیں ہوتا"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" ارے کہاں بھرپور قیمت۔ سوپر فیاض اب فیاض نہیں رہا۔ وہ تم سے بھی بڑا کنجوس ہو چکا ہے۔ بزرگ سچ کہتے ہیں کہ جس کے پاس جتنی دولت زیادہ ہو وہ اتنا ہی کنجوس ہو جاتا ہے۔ بہرحال میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں ارساکی جاتے ہوئے ماہ بانو سے ٹکرا گیا اور پھر یہ سارا سلسلہ سامنے آیا تھا"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ بس اتنا ہی معلوم ہے اس کے بعد کیا ہوا اس بارے میں آپ نے بتایا ہی نہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" بتانے کے لئے باقی کیا رہ گیا ہے۔ میں نے ریڈ آئی کے بارے میں ٹائیگر سے پوچھا تو ٹائیگر نے تفصیل بتا دی۔ میں نے اس سے کہا کہ اس کا پورا نیٹ ورک معلوم کر کے بتائے۔ اس نے معلوم کر لیا۔ پھر میں نے جوزف اور جوانا کے ذریعے یہاں ان کے سرغنہ کو اغوا کرایا اور اس نے رانا ہاؤس میں زبان کھول دی۔ اس نے بتایا کہ یہ مشن کافرستان نے ریڈ آئی کو دیا ہے۔ اس کے بعد سوپر فیاض تک معاملہ پہنچا۔ نتیجہ یہ کہ ریڈ آئی وائٹ آئی میں تبدیل ہو گئی اور معاملہ ختم"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ریڈ آئی کی حد تک تو ختم ہو گیا۔ کافرستان کی حد تک تو ختم نہیں ہوا ہو گا"....... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات ٹھیک ہے۔ میں نے ناٹران کو کہہ دیا تھا کہ وہ اس بارے میں معلومات حاصل کرے لیکن ناٹران نے بتایا ہے کہ یہ کیس کافرستان کی کسی ایجنسی کے پاس نہیں ہے اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ البتہ سرداور کو میں نے کہہ دیا کہ جب تک فارمولا مکمل نہ ہو جائے وہ ڈاکٹر فراست علی کو لیبارٹری سے باہر نہ جانے دیں۔ اس طرح وہ محفوظ ہو گئے۔ اب اگر کوئی حرکت ہوئی تو پھر دیکھ لیں گے"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اس نواب اعظم علی اور اس کی بیٹی ماہ بانو کو آپ نے کچھ بتایا تو ہو گا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ سوپر فیاض نے ڈیڈی کی طرف سے نواب اعظم علی کو ساری صورت حال بتا دی کہ اب وہ ہر قسم کے خطرے سے آزاد ہو چکے ہیں۔ البتہ وہ فارمولے کی تکمیل تک ڈاکٹر فراست علی سے نہ بات کر سکتے ہیں اور نہ مل سکتے ہیں۔ اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو وہ براہ راست سنٹرل انٹیلی جنس سے رابطہ کر سکتے ہیں اور بس"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی بات کرتا پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" جولیا بول رہی ہوں سر"....... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" یس "....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" سر۔ چوہان نے رپورٹ دی ہے کہ اس نے ہوٹل گرانڈ میں ایک ایکریمین جوڑے کے درمیان ہونے والی بات چیت سنی ہے۔ ان کے درمیان پاکیشیا کے ایک اہم ڈیم غازی ڈیم کے بارے میں بڑے پراسرار انداز میں بات چیت ہو رہی تھی۔ چوہان کا خیال ہے کہ یہ جوڑا غازی ڈیم کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہتا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

" پھر"....... عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

" میں نے چوہان کو ان کی نگرانی کا حکم دے دیا ہے اور اب آپ

کو رپورٹ دے رہی ہوں"....... جولیا نے کہا۔

" صفدر سے کہو کہ وہ اس جوڑے کے کاغذات ان کے رہائشی ہوٹل سے حاصل کرے اور انہیں چیک کرے اور اس جوڑے کی فون کالز بھی ٹیپ کی جائیں اور ان کے ملنے جلنے والوں کی بھی نگرانی کراؤ۔ پھر کوئی اہم بات ہو تو رپورٹ دینا"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" غازی ڈیم کے خلاف کیا سازش ہو سکتی ہے"....... بلیک زیرو نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

" کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ چیکنگ بہرحال ضروری ہے"....... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" وہ سرخ جلد والی ڈائری دینا"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھول کر ایک ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران کافی دیر تک اس کی ورق گردانی کرتا رہا۔ پھر اس نے ڈائری رکھی اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" گنپت کلاتھ مرچنٹ"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی تو بلیک زیرو لاؤڈر پر یہ آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ نام سے ظاہر ہوتا تھا کہ عمران نے کال کافرستان کی ہے اور یہی بات اس کے لئے حیرت کا موجب بنی تھی کیونکہ عمران کافرستان میں تمام کام فارن ایجنٹ ناٹران کے ذریعے کراتا تھا اور خال خال ہی

وہ کسی اور پارٹی کی طرف رجوع کرتا تھا اس لئے اب کافی طویل عرصے بعد جب عمران نے کافرستان کسی اور جگہ کال کی تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا تھا۔

" کرشن سے بات کراؤ۔ میں کاٹانی سے بول رہا ہوں مائیکل"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ کرشن بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

" کیا یہ نمبر محفوظ ہے کرشن۔ خصوصی کاروباری امور پر بات کرنی ہے"....... عمران نے کہا۔

" کون بول رہا ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کاٹانی سے مائیکل بول رہا ہوں"....... عمران نے کہا۔

" اوہ اچھا۔ نمبر نوٹ کریں۔ دس منٹ بعد اس نمبر پر فون کریں"۔ دوسری طرف سے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی نیا فون نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" یہ کرشن کون ہے"....... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کرنل فریدی کی بلیک سروس میں کام کرتا تھا۔ کرنل فریدی کے کافرستان سے جانے کے بعد اس کی نئے باس سے نہ بن سکی تو

اس نے بلیک سروس چھوڑ دی اور بظاہر اب وہ ایک کلاتھ مرچنٹ
ہے لیکن دراصل اس نے خفیہ طور پر اعلیٰ ترین حکام اور آفیسرز کی
مخبری کا دھندہ اپنا رکھا ہے اور اس کا نیٹ ورک بے حد کامیاب جا
رہا ہے اور بہت سے ممالک کی ایجنسیاں اس کی گاہک ہیں۔ میری
اس سے کرنل فریدی کے زمانے کی واقفیت ہے۔ مجھے کرنل فریدی
نے ایک بار اس کے بارے میں بتایا تو میں نے اس سے بات کی۔
وہ دراصل کافرستان کا اصل باشندہ نہیں ہے بلکہ ناپالی ہے لیکن
طویل عرصے سے چونکہ کافرستان میں رہ رہا ہے اس لئے کافرستانی
باشندہ ہے لیکن ناپالی ہونے کی وجہ سے اسے کافرستان سے وہ لگاؤ
نہیں ہے جو کسی کافرستانی کو ہو سکتا ہے۔ انتہائی تیز، فعال اور عیار
آدمی ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے تو اسے اپنا نام مائیکل بتایا ہے اور شہر بھی کاٹانی
بتایا ہے۔ کیا یہ کوڈ اس سے طے شدہ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے ساتھ یہ کوڈ طے ہوئے تھے تاکہ کافرستانی
ایجنسیاں اگر اس کال کا سراغ لگا لیں تو وہ کچھ نہ سمجھ سکیں"۔ عمران
نے جواب دیا۔

"لیکن آپ اس سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"...... بلیک زیرو
نے کہا۔

"میرے ذہن میں یہ خلش موجود ہے کہ ریڈ آئی کی ناکامی کے بعد
کافرستانی حکام خاموش نہیں ہو سکتے۔ لامحالہ انہوں نے اے ایف

فارمولے کے حصول کے لئے کوئی نہ کوئی پلان بنایا ہو گا اور میں
اس پلان تک پہنچنا چاہتا ہوں کیونکہ بہرحال یہ فارمولا پاکیشیا کے
لئے انتہائی اہم ہے اور اس پر انتہائی کثیر ملکی دولت خرچ ہو رہی ہے۔
اگر اس فارمولے کی کاپی کافرستان تک پہنچ گئی تو وہ اس آلے کا توڑ
خاموشی سے بنا لے گا اور اس کے بعد ہم جو اس آلے کی بنیاد پر اپنے
ملک کا ایم ڈیفنس سسٹم تیار کریں گے وہ اسے انتہائی آسانی سے توڑ
دیں گے۔ اس طرح پاکیشیا کی سلامتی صریحاً خطرے میں پڑ جائے گی
اور ناٹران نے یقیناً اس معاملے میں ہر طرح سے چھان بین کی ہو گی
لیکن کرشن کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی
بات ٹریس کر لے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔ دس منٹ بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور کرشن کا بتایا
ہوا نیا فون نمبر ڈائل کر دیا۔

"یس"...... کرشن کی آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں کاٹانی سے"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے بڑے طویل عرصے بعد کال کیا ہے مسٹر مائیکل"۔
دوسری طرف سے اس بار بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تمہاری مشورہ فیس بہت بھاری ہے اور تم جانتے ہو کہ میں تو
ایک غریب کاروباری آدمی ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو
کرشن دوسری طرف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"مجھے معلوم ہے مسٹر مائیکل کہ آپ کتنے غریب کاروباری ہیں۔

بہرحال فرمائیے ۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"....... کرشن نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" فون محفوظ ہے ناں کیونکہ بات بڑے سخت کاروباری مقابلے کی ہے"....... عمران نے کہا۔

" آپ کھل کر بات کریں۔ فون ہر لحاظ سے محفوظ ہے"۔ دوسری طرف سے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا گیا تو عمران نے اسے فارمولے کے بارے میں حکومت کافرستان کے ریڈ آئی کو ہائر کرنے اور اس کے یہاں کام کرنے کی تفصیل بتا دی۔

" اب مسئلہ یہ ہے کہ ریڈ آئی کے خاتمے کے بعد یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حکومت کافرستان اس فارمولے کے حصول کے لئے کیا پلان بنا رہی ہے۔ کافرستان میں موجود مخبری کے تمام نیٹ ورک اس بارے میں ناکام رہے ہیں لیکن مجھے معلوم ہے کہ جو کام کسی سے بھی نہیں ہو سکتا وہ کرشن آسانی سے کر سکتا ہے اس لئے تم یہ معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ حکومت کافرستان نے اس سلسلے میں مزید کیا اقدامات کئے ہیں لیکن معلومات تمہاری فیس کی طرح وزنی ہونی چاہئیں"....... عمران نے کہا تو کرشن ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" معاوضہ ڈبل ہو گا مسٹر مائیکل کیونکہ معاملہ انتہائی خفیہ ہے اور پرائم منسٹر اور صدر کے علاوہ صرف مجھے اس کا علم ہے"۔ کرشن نے جواب دیا تو عمران کے ساتھ ساتھ میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کرشن کا یہ فقرہ بتا رہا تھا

کہ حکومت کافرستان نے کوئی خاص پلاننگ کی ہے جس کا علم انہوں نے کسی کو نہیں ہونے دیا جبکہ کرشن پہلے سے ہی اس سے باخبر ہے۔

" ٹھیک ہے۔ پہنچ جائے گا۔ وہی بینک اور وہی بینک اکاؤنٹ ہے جو تم نے بتایا تھا یا تبدیل کر دیا ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہی ہے اور چونکہ مجھے آپ پر اعتماد ہے اس لئے میں بتا دیتا ہوں کہ حکومت کافرستان نے ایک نئی ایجنسی بنائی ہے جس کا نام فارن سیکشن ہے۔ اس میں تمام ایجنسیوں سے عورتیں اور مرد منتخب کر کے اس سیکشن میں ڈالے گئے ہیں اور پھر انہیں کافرستان میں بھی اور غیر ممالک میں بھی انتہائی سخت اور کڑی تربیت دی گئی ہے۔ اس کا چیف وکرم سنگھ ہے جو پہلے کرنل فریدی کی بلیک سروس میں کام کرتا رہا ہے لیکن اس کا تعلق نیوی سیکشن سے تھا اور وہ ماکی پورٹ پر تعینات تھا اور وہیں کام کرتا رہا ہے اس لئے آپ کو نہ اس کے بارے میں علم ہے اور نہ آپ سے اس کا کبھی ٹکراؤ ہوا ہے۔ بہرحال وہ انتہائی ٹھنڈے دل و دماغ کا انتہائی ذہین، تیز اور فعال ایجنٹ ہے اور اس کے کارنامے ایسے ہیں کہ کرنل فریدی بھی اس کی قدر کرتا تھا۔ وہ انتہائی محب وطن آدمی ہے۔ اسے پاکیشیا میں کسی فارمولے کا مشن سونپا گیا ہے۔ اب یہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ وہی فارمولا ہے جو آپ کہہ رہے ہیں یا کوئی اور ہے"....... کرشن نے جواب دیا۔

"اس فارن سیکشن کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس میں کتنے ممبرز ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہیڈ کوارٹر تو دارالحکومت میں ہے۔ پرنس روڈ پر خاکی رنگ کی عمارت ہے لیکن اس عمارت میں بظاہر شوٹنگ کلب قائم کیا گیا ہے۔ ٹارگٹ شوٹنگ کلب۔ اس لحاظ سے اس بلڈنگ کو ٹارگٹ بلڈنگ کہا جاتا ہے"...... کرشن نے جواب دیا۔

"اگر تم ناراض نہ ہو تو میں یہ پوچھ لوں کہ تمہیں اس قدر خفیہ معلومات کہاں سے ملی ہیں کیونکہ اس طرح مجھے اس بارے میں کسی نتیجے پر پہنچنے میں خاصی مدد ملے گی"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ناراضگی کی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کے علاوہ میں اور کسی کو نہ بتاتا لیکن آپ کو بتا رہا ہوں۔ فارن سیکشن کا ریکارڈ کیپر راٹھور میرا مخبر ہے۔ وہ پہلے ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرتا تھا۔ وہاں سے یہاں شفٹ ہوا تو میں چونک پڑا اور پھر اس نے مجھے یہ ساری تفصیل بتائی ہے جو میں نے آپ کو بتائی ہے۔ فارمولے کے سلسلے میں بھی اس نے ہی بتایا ہے کہ فارن سیکشن کے چھ ممبرز سے وکرم سنگھ کی خصوصی میٹنگ ہوئی جس میں بتایا گیا کہ انہیں ٹیسٹ کیس دیا گیا ہے اور یہ کیس پاکیشیا سے ایک سائنسی فارمولے کا حصول ہے"...... کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں کیا پلان بنایا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ کیونکہ یہ میٹنگ انتہائی خفیہ تھی اس لئے یہ معلوم نہیں کیا جا سکتا"...... کرشن نے جواب دیا۔

"اس فارن سیکشن کے ممبرز کی تفصیل تو معلوم کی جا سکتی ہے۔ ان کی فائلیں یقیناً ریکارڈ میں ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس کے لئے آپ کو علیحدہ معاوضہ دینا ہو گا"۔ کرشن نے کہا۔

"مل جائے گا۔ کتنا وقت لو گے"...... عمران نے کہا۔

"کل آپ اسی وقت مجھے فون کر لیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں کل پھر اسی وقت فون کروں گا اور معاوضہ بھی کل اکٹھا ہی پہنچ جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"تو یہ نئی ایجنسی قائم کی گئی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ایجنسی یقیناً کافرستان سیکرٹ سروس کی ناکامیوں کو سامنے رکھ کر بنائی گئی ہو گی کیونکہ کافرستان سیکرٹ سروس صرف اپنے ہی ملک تک محدود ہے اس لئے غیر ممالک میں مشنز کے لئے یہ نئی ایجنسی بنائی گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا آپ ان کا انتظار کریں گے"۔

بلیک زیرو نے کہا۔

"کل تفصیلات مل جائیں پھر ناٹران کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی جائے گی کہ وہ ان سب ممبرز اور فارن سیکشن کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کرے۔ اس کے بعد ان کا پاکیشیا میں انتظار کیا جائے اور جب ان کے بارے میں تمام تفصیلات سامنے ہوں گی تو انہیں آسانی سے یہاں کور کیا جاسکے گا کیونکہ ان کے لحاظ سے تو ہمیں اس سیکشن کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے اور یقیناً اس میں ایسے لوگ رکھے گئے ہوں گے جن سے میں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پہلے سے واقف نہیں ہوں گے"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وکرم سنگھ اپنے سیکنڈ ہیڈ کوارٹر کے آفس میں بیٹھا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے فائل سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ وکرم سنگھ بول رہا ہوں"....... وکرم سنگھ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ورما بول رہا ہوں باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے"....... وکرم سنگھ نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ فارن سیکشن کے بارے میں پاکیشیا سے معلومات حاصل کی جا رہی ہیں"....... دوسری طرف سے ورما نے کہا تو وکرم سنگھ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"پاکیشیا سے فارن سیکشن کے بارے میں معلومات۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا۔ فارن سیکشن کے بارے میں تو ابھی صدر، پرائم منسٹر اور ہمارے علاوہ اور کوئی واقف ہی نہیں ہے حتیٰ کہ دوسری ایجنسیوں پر بھی اسے اوپن نہیں کیا گیا۔ پھر پاکیشیا سے ہمارے بارے میں معلومات کیسے حاصل کی جا سکتی ہیں"...... وکرم سنگھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے علاوہ یہاں ایک نیٹ ورک چلانے والا بھی اس ساری بات سے واقف ہے۔ اس کا نام کرشن ہے اور یہ پہلے کرنل فریدی کا بہت اچھا ساتھی رہا ہے"...... ورما نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ میں جانتا ہوں کرشن کو۔ لیکن وہ تو اب کلاتھ کا بزنس کر رہا ہے اور اس نے ایسی سرگرمیاں ترک کر دی ہیں"۔ وکرم سنگھ نے کہا۔

"کلاتھ بزنس بظاہر آڑ ہے باس۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ وہ ناپالی نژاد ہے۔ اس نے خفیہ طور پر مخبری کا بڑا وسیع نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے اور اس کے کلائنٹس میں صرف کافرستان کے لوگ ہی نہیں ہیں بلکہ ایکریمیا، یورپ، پاکیشیا حتیٰ کہ شوگران کے حکام بھی اس کے کلائنٹس ہیں"...... ورما نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ تمہیں اس ساری تفصیل کا علم کیسے ہوا"۔ وکرم سنگھ نے کہا۔

"وہ میرا بھی گہرا دوست ہے۔ میں جب بلیک سروس میں تھا تو

اس نے مجھے بھی آفر کی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا اس لئے مجھے یہ معلوم تھا کہ وہ یہ کام کرتا ہے لیکن میرا خیال تھا کہ یہاں کی انڈر ورلڈ کے سلسلے میں وہ کام کرتا ہو گا۔ اس لئے میں نے کبھی اس کی پرواہ نہ کی تھی"...... ورما نے جواب دیا۔

"پھر تمہیں اس بات کا علم کیسے ہوا"...... وکرم سنگھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس کا ایک خاص آدمی جس کا نام رابندر ہے، میرا گہرا دوست ہے۔ رابندر میرے ساتھ والے فلیٹ میں اپنی فیملی کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کی بیوی شکنتلا بے حد بیمار ہے۔ اس نے مجھے فون کیا کہ وہ ایک انتہائی ضروری کام کے لئے جا رہا ہے۔ شکنتلا کو لیڈی ڈاکٹر کے پاس لے جانا ہے جبکہ لیڈی ڈاکٹر نے بھی وہی وقت دیا ہے جو وقت اس کا کسی پارٹی سے طے ہے اور وہ پارٹی سے ملاقات کو کسی صورت نہیں چھوڑ سکتا اس لئے اس نے مجھے کہا کہ میں شکنتلا کو لیڈی ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں۔ میں نے حامی بھر لی۔ چنانچہ میں شکنتلا کو اپنی کار میں لے کر لیڈی ڈاکٹر کے کلینک میں گیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر ہم نے ایک ریستوران میں کافی پی۔ اس دوران ویسے ہی باتوں باتوں میں رابندر کی اس ملاقات کا ذکر آ گیا جس کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی کو بھی نظرانداز کر دیا تھا تو شکنتلا نے بتایا کہ پہلے اس نے اپنے آفس سے اس کی خاطر چھٹی لے لی تھی لیکن پھر اس کے باس کرشن کا فون آیا۔ اس نے اسے بتایا کہ وہ تمام کام چھوڑ کر اس

کے پاس پہنچے کیونکہ پاکیشیا کی ایک اہم پارٹی کا کام فوراً کرنا ہے۔ پاکیشیا کا نام سن کر میں چونک پڑا۔ مجھے معلوم تھا کہ رابندر اس کرشن کا خاص آدمی ہے اور انتہائی خاص کاموں کے لئے کرشن رابندر سے کام لیتا ہے۔ میں نے شکنتلا سے کرید کر جب مزید پوچھا تو شکنتلا جو ایک عام سی عورت ہے اس نے بتایا کہ وہ فون پر کسی فارن سیکشن کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ اس سے زیادہ اسے معلوم نہیں ہے۔ اس کے بعد میں نے شکنتلا کو اس کے فلیٹ پر پہنچا دیا۔ رابندر کی ابھی واپسی نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ میں اپنے فلیٹ پر آ گیا اور پھر جب میں نے سارے حالات پر بیٹھ کر غور کیا تو میں سمجھ گیا کہ پاکیشیا سے فارن سیکشن کے بارے میں ہی معلومات حاصل کی جا رہی ہیں اور فارن سیکشن کے بارے میں اس کرشن کو بخوبی علم ہے"....... ورما نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کرشن اور رابندر دونوں کو فوری طور پر اٹھانا پڑے گا"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"یس باس۔ یہ کام فوری طور پر ہونا چاہئے"....... ورما نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا۔ تم آفس آ جاؤ"....... وکرم سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو تین بٹن پریس کر دیئے۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ

آواز سنائی دی۔

"پنڈت سے بات کراؤ"....... وکرم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"پنڈت بول رہا ہوں باس"....... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میرے آفس میں آ جاؤ"....... وکرم سنگھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک چھریرے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے وکرم سنگھ کو سلام کیا۔

"بیٹھو"....... وکرم سنگھ نے کہا تو پنڈت میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ پنڈت فارن سیکشن کے ایکشن گروپ کا انچارج تھا۔ اس گروپ کو انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے اور کسی بھی شخص کو ہلاک یا اغوا کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ پنڈت کا تعلق زیر زمین دنیا سے تھا اور وہ دارالحکومت کا بڑا مشہور پیشہ ور قاتل رہا تھا۔ وکرم سنگھ اس کی صلاحیتوں کا بے حد معترف تھا اور پنڈت سے اس کے طویل عرصے سے دوستانہ تعلقات تھے اس لئے وکرم سنگھ نے فارن سیکشن کا انچارج بنتے ہی اسے فارن سیکشن میں لے لیا اور اسے ایکشن گروپ کا انچارج بنا دیا۔ تب سے پنڈت کی کارکردگی ہمیشہ انتہائی اطمینان بخش رہی تھی۔

" پنڈت۔ کرشن کلاتھ مرچنٹ کے مالک کرشن کو جو پہلے کرنل فریدی کی سروس میں کام کرتا تھا جانتے ہو"....... وکرم سنگھ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

" یس باس۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ میرا کلائنٹ بھی رہا ہے"....... پنڈت نے جواب دیا تو وکرم سنگھ لفظ کلائنٹ پر بے اختیار مسکرا دیا۔

" اس کا ایک خاص آدمی ہے رابندر جو ورما کے فلیٹ کے ساتھ رہتا ہے۔ اسے جانتے ہو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" یس باس۔ وہ ورما کا خاصا گہرا دوست ہے اس لئے ورما کے ساتھ اکثر اس سے ملاقات ہوتی رہتی ہے"....... پنڈت نے جواب دیا۔

" ان دونوں کو میں بلیک روم میں دیکھنا چاہتا ہوں بغیر کوئی وقت ضائع کئے۔ ان سے پوچھ گچھ کرنی ہے جو فوری نوعیت کی ہے۔ اگر یہ کام فوری نہ ہوا تو فارن سیکشن کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ تم بتاؤ کہ یہ کام کر سکتے ہو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" یس باس۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے"....... پنڈت نے جواب دیا۔

" اوکے۔ جاؤ اور فوراً انہیں اس طرح بلیک ردم میں پہنچاؤ کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے اور انہیں زندہ اور صحیح سلامت بھی ہونا چاہئے تاکہ ان سے پوچھ گچھ کی جاسکے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" یس باس"....... پنڈت نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے

واپس چلا گیا۔ وکرم سنگھ نے دوبارہ فائل پر نظریں جما دیں۔ پھر تقریباً تین گھنٹوں کے بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" پنڈت بول رہا ہوں۔ دونوں آدمی بلیک روم میں پہنچ چکے ہیں باس"....... دوسری طرف سے پنڈت نے کہا۔

" بہت دیر لگا دی تم نے"....... وکرم سنگھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" باس۔ وہ دونوں اپنے اپنے ٹھکانوں پر موجود نہیں تھے اس لئے ان کا انتظار کرنا پڑا"....... پنڈت نے جواب دیا۔

" کوئی پرابلم تو نہیں ہوا یا کوئی نگرانی وغیرہ"....... وکرم سنگھ نے پوچھا۔

" نو باس۔ بے داغ انداز میں کام ہوا ہے"....... پنڈت نے جواب دیا۔

" گڈ"....... وکرم سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انٹرکام کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

" یس باس"....... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ورما آفس پہنچ چکا ہے یا نہیں"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" یس باس۔ کافی دیر سے آچکے ہیں۔ وہ اپنے آفس میں ہیں"
دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اسے کہو کہ وہ بلیک روم میں پہنچ جائے ۔ میں وہیں جا رہا ہوں"....... وکرم سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں داخل ہوا جس میں جدید ترین ٹارچنگ مشینوں کے ساتھ ساتھ قدیم دور کے آلات بھی موجود تھے۔ سامنے بڑی دیوار کے ساتھ راڈز والی کرسیوں کی ایک طویل قطار موجود تھی۔ وہاں ورما کے ساتھ ساتھ دو قوی ہیکل آدمی بھی موجود تھے جنہوں نے خاکی رنگ کی یونیفارمز پہنی ہوئی تھی۔ یہ اس بلیک روم کے انچارج تھے۔ انہیں ٹارچنگ کے جدید آلات سمیت تمام حربوں کی خصوصی تربیت دلائی گئی تھی۔ کرسیوں میں سے دو پر دو آدمی بے ہوشی کے عالم میں راڈز میں جکڑے ہوئے موجود تھے۔

" یہ کرشن ہے باس اور یہ رابندر"....... ورما نے وکرم سنگھ سے مخاطب ہو کر ان دونوں کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا۔

" تم ماسک میک اپ کر لو"....... وکرم سنگھ نے کہا تو ورما نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

" راکو"....... وکرم سنگھ نے ان خاکی یونیفارمز والوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس"....... اس قوی ہیکل نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں

کہا۔

" اس رابندر کو پہلے ہوش میں لے آؤ"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" یس باس"....... راکو نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے مڑا۔ اس نے دیوار میں موجود الماری کھولی اور اس میں سے ایک بوتل اٹھا کر واپس مڑا اور رابندر کی کرسی کے قریب پہنچ کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور اس کا دہانہ رابندر کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی۔ اس کا ڈھکن لگایا اور اسے لا کر واپس الماری میں رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ورما اندر داخل ہوا۔ اب اس کا چہرہ اور سر کے بال یکسر بدل چکے تھے۔ وکرم سنگھ، کرشن اور رابندر کے سامنے موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ ورما اس کے ساتھ والی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی رابندر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے چند لمحوں تک تو وہ خالی خالی نظروں سے وکرم سنگھ اور ورما کو دیکھتا رہا پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک پیدا ہوئی تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا اور پھر اس کی گردن گھومی اور وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔ اس کی نظروں میں حیرت تھی۔

" تم نے اپنے باس کرشن کو دیکھ لیا ہے رابندر"....... وکرم سنگھ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو رابندر چونک کر غور سے وکرم سنگھ اور ورما کو دیکھنے لگا۔

"یہ سب کیا ہے۔ تم کون ہو۔ ہم کہاں ہیں"....... رابندر نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اب اس کے بولنے کا انداز بتا
رہا تھا کہ وہ فوری ذہنی جھٹکے سے سنبھل چکا ہے۔
"تم فارن سیکشن کے ٹارچنگ روم میں ہو۔ یہاں ٹارچنگ کے
انتہائی جدید ترین آلات بھی موجود ہیں اور انتہائی قدیم ترین بھی اور
یہ دونوں ایکریمیا سے خصوصی طور پر ٹارچنگ کی تربیت حاصل کر
کے آئے ہیں۔ تم ایجنسی میں رہے ہو اس لئے تمہیں معلوم ہو گا کہ
بہرحال تمہیں زبان کھولنا ہی پڑے گی۔ البتہ یہ بات دوسری ہے کہ
اس کے بعد تم زندہ ہی نہ رہو۔ یہ ساری باتیں میں نے اس لئے کی
ہیں کہ میں نہیں چاہتا کہ تم پر ٹارچنگ کا کوئی حربہ استعمال کیا
جائے۔ ہمیں بہرحال حتمی اطلاع مل چکی ہے کہ کرشن نے جو مخبری
کا نیٹ ورک بنایا ہوا ہے اس کے تم بھی خاص آدمی ہو اور کرشن
نے پاکیشیا سے بھاری دولت لے کر فارن سیکشن کے بارے میں
اسے معلومات مہیا کی ہیں اور مزید معلومات کے حصول کے لئے اس
نے تمہیں بھیجا تھا۔ کرشن کو ابھی اس لئے ہوش میں نہیں لایا گیا کہ
اگر تم سب کچھ بتا دو گے تو ہم تمہیں خاموشی سے واپس بھجوا دیں گے
اور کرشن کو کبھی یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ تم بھی یہاں لائے گئے
تھے"....... وکرم سنگھ نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں تفصیل سے بات
کرتے ہوئے کہا۔
"آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نہ ہی کرشن کو جانتا

ہوں اور نہ میرا کسی مخبری کرنے والے کسی نیٹ ورک سے کوئی
تعلق ہے۔ میں تو ایک امپورٹ ایکسپورٹ فرم میں گذشتہ آٹھ
سالوں سے کام کر رہا ہوں۔ آج ایک فیملی فنکشن میں شرکت کرنے
کے لئے میں نے چھٹی کی ہے اور اس فیملی فنکشن سے فارغ ہونے
کے بعد میں جیسے ہی اپنے اس پلازہ میں پہنچا جہاں میرا فلیٹ ہے تو
اچانک میری ناک سے تیز بو ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی میرا ذہن
تاریک پڑ گیا اور اب میری آنکھیں یہاں کھلی ہیں۔ میں تو سیدھا سادا
شریف آدمی ہوں۔ میری بیوی بیمار ہے۔ آپ میرے بارے میں
میری فرم سے تصدیق کر سکتے ہیں۔ میرا فلیٹ جس پلازہ میں ہے
وہاں کے رہنے والوں سے بھی آپ معلومات حاصل کر سکتے ہیں"۔
رابندر نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
"اگر تم تشدد ہی سہنا پسند کرتے ہو تو تمہاری مرضی"۔ وکرم
سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ گیا۔
"راکو"....... وکرم سنگھ نے تیز لہجے میں کہا۔
"یس باس"....... راکو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔
"یہ ملک کا غدار ہے اور میں نے اسے مہلت بھی دی کہ یہ سب
کچھ بتا کر اپنی غداری کی تلافی کر لے لیکن اس نے مہلت سے فائدہ
نہیں اٹھایا اس لئے پہلے اس کی دائیں آنکھ خنجر سے نکال دو اور پھر
دونوں کان کاٹ دو پھر ناک کاٹ دینا۔ اس کے بعد اس کے دونوں

بازوؤں اور پھر دونوں ٹانگوں کی ہڈیاں توڑ دینا اور سب سے آخر میں زبان کاٹ دینا۔ اس کے بعد اسے اٹھا کر کسی چوک پر پھینک دینا پھر میں دیکھوں گا کہ اس کا کیا حشر ہوتا ہے۔ چلو شروع ہو جاؤ" وکرم سنگھ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس"....... راکو نے کہا اور تیزی سے الماری کی طرف مڑ گیا۔

"ستاگو۔ تم کرشن کو ہوش میں لے آؤ۔ اب رابندر کا تو فیصلہ ہو چکا ہے"....... وکرم سنگھ نے دوسرے خاکی یونیفارم والے سے کہا۔

"یس باس"....... اس دوسرے آدمی نے کہا اور تیزی سے الماری کی طرف مڑا جبکہ اس دوران راکو ہاتھ میں ایک بڑا اور انتہائی تیز دھار خنجر اٹھائے واپس مڑا۔ اس کا انداز بے حد جارحانہ تھا۔ چہرے پر یکلخت پتھریلی سفاکی سی امڈ آئی تھی۔

"رک جاؤ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ رک جاؤ"....... رابندر نے کہا لیکن دوسرے لمحے کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ راکو نے انتہائی بے دردی سے اس کی آنکھ خنجر کی نوک سے نکال دی تھی۔ ہال رابندر کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے مسلسل گونج رہا تھا۔ اس کی دوسری آنکھ بھی بند ہو گئی تھی اور وہ اس طرح دائیں بائیں سر جھٹک رہا تھا جیسے وہ سر پر موجود کسی چیز کو زبردستی اتار پھینکنا چاہتا ہو جبکہ راکو خاموش کھڑا تھا کیونکہ وکرم

سنگھ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید کچھ کرنے سے روک دیا تھا۔ چند لمحوں بعد رابندر کی گردن ایک سائیڈ پر ڈھلک گئی۔ وہ بے پناہ تکلیف کی وجہ سے بے ہوش ہو چکا تھا۔

"اسے تھپڑ مار کر ہوش میں لے آؤ"....... وکرم سنگھ نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا تو راکو کا بازو گھوما اور کمرہ تھپڑ کی زوردار آواز سے گونج اٹھا۔ دوسرے تھپڑ پر رابندر چیخ مار کر ہوش میں آگیا۔ اس کی دوسری آنکھ تکلیف کی شدت کی وجہ سے کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھی۔

"چلو اب کان کاٹ دو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"....... یکلخت رابندر نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور وکرم سنگھ نے ہاتھ کے اشارے سے راکو کو روک دیا۔

"بولتے جاؤ ورنہ راکو کا ہاتھ اب نہیں رکے گا"....... وکرم سنگھ نے سرد لہجے میں کہا۔

"پانی۔ مجھے پانی دو۔ میرا دل ڈوب رہا ہے"....... رابندر نے کہا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں۔ بولتے جاؤ ورنہ"....... وکرم سنگھ کے لہجے میں مزید سردی کا عنصر ابھر آیا۔

"مم۔ مم۔ مجھے کرشن نے کہا تھا کہ میں فارن سیکشن کے ممبرز کے بارے میں تفصیلات حاصل کروں اور ہمارا مخبر فارن سیکشن کے ریکارڈ روم کا انچارج راٹھور ہے۔ اس نے ہی ہمیں پہلے فارن سیکشن

کے بارے میں بتایا تھا۔ راٹھور نے کافی لمبی چوڑی رقم وصول کرنے
کے بعد مجھے ممبرز کی لسٹ دی جس میں ان کے ناموں کے ساتھ
ساتھ ان کے بارے میں تمام تفصیلات موجود تھیں۔ یہ کمپیوٹرائزڈ
فہرست تھی اور کمپیوٹر گرافک میں تھی۔ میں نے اس فہرست کو
کرشن تک پہنچایا اور پھر واپس اپنے فلیٹ پر آگیا اور پھر وہاں سے
یہاں آگیا"....... رابندر نے کہا۔

"اس راٹھور کا حلیہ بتاؤ"....... وکرم سنگھ نے ٹھہرے ہوئے لہجے
میں کہا تو رابندر نے حلیہ بتا دیا۔

"تم جا کر اس راٹھور کو گولی سے اڑا دو"....... وکرم سنگھ نے
ساتھ بیٹھے ہوئے ورما کو اس کا نام لئے بغیر کہا اور ورما سر ہلاتا ہوا اٹھا
اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"اب مجھے پانی پلا دو"....... رابندر نے کہا۔

"راکو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"یس باس"....... راکو نے جواب دیا۔

"اسے گولی مار دو۔ اس نے کافرستان سے غداری کی ہے اور اس
کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دو"....... وکرم سنگھ نے کہا تو رابندر نے
چیخ چیخ کر فریاد کرنی شروع کر دی لیکن دوسرے لمحے راکو نے اپنے
سائیڈ ہولسٹر سے مشین پسٹل نکالا اور پھر تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ
ہی رابندر کے حلق سے نکلنے والی چیخیں آہستہ آہستہ دم توڑ گئیں۔
راکو نے پیچھے ہٹ کر دروازے کے ساتھ موجود سوئچ پینل پر ایک

بٹن پریس کیا تو کھٹاک کی آواز سے رابندر کی کرسی کے راڈز ہٹ گئے
راکو نے جلدی سے آگے بڑھ کر رابندر کی لاش اٹھا کر کاندھے پر ڈالی
اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب اس کرشن کو ہوش میں لاؤ"....... وکرم سنگھ نے کہا تو
ستاگو ایک بار پھر الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر
اس میں سے وہی بوتل اٹھائی اور پھر اس کا ڈھکن کھول کر بوتل کا
منہ کرشن کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور
پھر اس کا ڈھکن بند کر کے وہ واپس مڑا اور اس نے بوتل الماری میں
رکھ دی۔ پھر واپس آکر وہ وکرم سنگھ کے قریب کھڑا ہو گیا۔ وکرم
سنگھ کی نظریں کرشن پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد کرشن نے
آنکھیں کھول دیں۔ اس نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی بے اختیار
اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے
وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ پھر اس کی نظریں ادھر ادھر گھومتی ہوئیں
سامنے بیٹھے ہوئے وکرم سنگھ پر جم گئیں۔ اس کے چہرے پر حیرت
کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"تم۔ تم وکرم سنگھ ہو"....... کرشن کے منہ سے نکلا۔

"ہاں۔ تم مجھے نہ صرف پہچانتے ہو بلکہ اچھی طرح جانتے بھی ہو۔
تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ اب میں فارن سیکشن کا چیف ہوں اور تم
اس وقت فارن سیکشن کے ٹارچنگ روم میں ہو۔ تم خود ایجنسی میں
رہے ہو اور انتہائی ذہین اور فعال ایجنٹ بھی رہے ہو اس لئے تم

یہاں موجود ایسی مشینیں بھی دیکھ رہے ہو جو تمہارے لاشعور سے
سب معلومات حاصل کر سکتی ہیں لیکن اس کے بعد ظاہر ہے تمہیں
غداری کے جرم میں سزا دی جائے گی جبکہ تم سے پرانے تعلقات کی
وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تم خود ہی سب کچھ بتا دو اور یہ بھی بتا
دوں کہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا پاکیشیا سے رابطہ ہوا اور تم نے
انہیں فارن سیکشن کے بارے میں تفصیل بتا دی ہے۔ تمہارا مخبر
فارن سیکشن ہیڈ کوارٹر کا ریکارڈ کیپر راٹھور تھا۔ پھر تمہیں پاکیشیا سے
کہا گیا کہ تم فارن سیکشن کے تمام ممبرز کی تفصیلات انہیں مہیا
کرو۔ تمہارے خاص آدمی رابندر نے راٹھور سے رابطہ کیا اور راٹھور
نے بھاری دولت لے کر تمہیں تمام تفصیلات کمپیوٹر گرافک تحریر
میں مہیا کر دیں جو رابندر نے تم تک پہنچا دیں۔ اب تم میرے
صرف دو سوالوں کا جواب دو۔ اگر تم نے درست جواب دیئے اور مجھ
سے تعاون کیا اور آئندہ کافرستان کے سرکاری اداروں کے بارے میں
مخبری نہ کرنے کا وعدہ کیا تو میں پرانے تعلقات کی بنا پر تمہیں
خاموشی سے رہا کر دوں گا اور سب کچھ بھول جاؤں گا لیکن اگر تم نے
انکار کیا یا ٹالنے کی کوشش کی تو پھر میں اٹھ کر چلا جاؤں گا اور میرے
تربیت یافتہ آدمی تمہارے لاشعور سے تمام معلومات حاصل کر کے
مجھے میرے آفس میں پہنچا دیں گے اور پھر تمہیں گولی مار کر تمہاری
لاش برقی بھٹی میں ڈال دی جائے گی“...... وکرم سنگھ نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تمہیں کیا معلومات چاہئیں وکرم۔ تمہیں اگر معلوم نہیں ہے
تو میں بتا دیتا ہوں کہ میں کام بھی یہی کرتا ہوں۔ مجھے معاوضہ دے
کر تم معلومات حاصل کر سکتے ہو اس لئے تمہیں اس طرح کا انداز
اپنانے کی ضرورت ہی نہ تھی“...... کرشن نے خشک لہجے میں کہا تو
وکرم سنگھ بے اختیار مسکرا دیا۔

”گڈ۔ تم نے اچھی بات کی ہے۔ تم واقعی کاروباری ذہن کے
آدمی ہو۔ مجھے حیرت ہے کہ تم کیسے ایجنسی میں کام کرتے رہے ہو۔
تم ادھر پاکیشیا سے بھی رقم کمانا چاہتے ہو اور ادھر مجھ سے بھی“۔
وکرم سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا سے۔ کیا مطلب۔ میرا پاکیشیا سے کیا تعلق“۔ کرشن
نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن وکرم سنگھ نے اس کے
سوال کا جواب دینے کی بجائے پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا
اور تیزی سے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

”پنڈت بول رہا ہوں“...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف
سے آواز سنائی دی۔ چونکہ اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس نہ کیا تھا اس
لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز وہ خود ہی سن رہا تھا۔

”تم نے کرشن کو کب اور کس طرح اٹھایا تھا“...... وکرم سنگھ
نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس۔ کرشن اپنے آفس میں موجود نہ تھا۔ اس کے آفس کا ایک
عقبی راستہ بھی ہے اور مجھے معلوم تھا کہ وہ اس راستے سے ہی آفس

میں آتا ہے۔ میں نے اس راستے پر پکٹنگ کی ہوئی تھی لیکن اچانک مجھے معلوم ہوا کہ وہ مین راستے سے آفس میں پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ میں مین راستے سے اندر داخل ہوا تو کرشن اپنے آفس میں اکیلا موجود تھا۔ میں نے اس پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور پھر اسے اٹھا کر عقبی راستے سے باہر گاڑی میں ڈالا اور یہاں لے آیا"۔ پنڈت نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم آفس میں رہنا۔ میں ابھی تمہیں پھر کال کرتا ہوں"۔ وکرم سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ راکو اس دوران واپس آچکا تھا۔ وکرم سنگھ نے راکو کی طرف گردن موڑی۔

" راکو"....... اس نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس"....... راکو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" کرشن کی جامہ تلاشی لی تھی"....... وکرم سنگھ نے پوچھا۔

" یس باس"....... راکو نے جواب دیا۔

" کیا نکلا تھا اس کی جیب سے"....... وکرم سنگھ نے پوچھا۔

" باس۔ ایک مشین پسٹل، پرس اور ایک کاغذ جس پر کمپیوٹر ٹائپ کی لکھائی تھی"....... راکو نے جواب دیا تو وکرم سنگھ چونک پڑا۔

" کہاں ہے وہ کاغذ۔ مجھے دکھاؤ"....... وکرم سنگھ نے کہا تو راکو تیزی سے دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں موجود ایک تہہ شدہ کاغذ نکال کر واپس مڑا اور

وکرم سنگھ کے قریب آکر اس نے کاغذ وکرم سنگھ کو دے دیا۔ وکرم سنگھ نے کاغذ کھولا۔ یہ کاغذ کمپیوٹر گرافک تھا لیکن وکرم سنگھ اسے اس انداز میں پڑھ رہا تھا جیسے وہ عام سی تحریر میں ہو۔ پھر اس کے چہرے پر اطمینان اور سکون کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ اس نے کاغذ کو دوبارہ تہہ کیا اور پھر اسے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

" تم نے رابندر کے ذمے یہ کام لگایا تھا کہ وہ میرے ریکارڈ کیپر راٹھور سے فارن سیکشن کے تمام ممبران کی تفصیلات حاصل کر کے تمہیں دے اور راٹھور نے بھاری دولت کے عوض اس کاغذ پر تمام تفصیلات درج کر کے رابندر کو دے دیں اور پھر رابندر نے یہ کاغذ تمہیں پہنچا دیا"....... وکرم سنگھ نے سرد لہجے میں کہا۔

" میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا اور نہ ہی یہ کاغذ میری جیب سے نکلا ہو گا کیونکہ میں اس کاغذ کو پہلی بار دیکھ رہا ہوں"....... کرشن نے جواب دیا تو وکرم سنگھ بے اختیار ہنس پڑا۔

" رابندر تمہارے ساتھ اس کرسی پر موجود تھا اور اسے تم سے پہلے ہوش میں لایا گیا تھا۔ اس نے یہ ساری تفصیل بتائی تھی۔ پھر اسے غداری کے جرم میں موت کی سزا دے دی گئی۔ تم اس کے خون کے دھبے اس کی کرسی پر دیکھ سکتے ہو۔ پھر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دی گئی۔ اس طرح راٹھور کو بھی اس کی غداری کی سزا دے دی گئی ہے اور اس کی لاش بھی اب تک برقی بھٹی میں پہنچ چکی ہو گی۔ یہ لسٹ میرے پاس واپس پہنچ گئی ہے۔ اب تم صرف اتنا بتا دو

که پاکیشیا سے تمہارے ساتھ کس نے رابطہ کیا تھا"....... وکرم سنگھ نے سرد لہجے میں کہا۔

" اگر میں بتا دوں تو پھر تم میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے"۔ کرشن نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا بشرطیکہ تم وعدہ کرو کہ آئندہ تم پاکیشیا کے لئے کام نہیں کرو گے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر اعتماد ہے۔ تمہاری ساری باتیں ٹھیک ہیں۔ مجھے پاکیشیا سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ علی عمران کی کال آئی تھی"....... کرشن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عمران کے ساتھ ہونے والی بات چیت کی تمام تفصیل بتا دی۔ وکرم سنگھ خاموش بیٹھا یہ سب کچھ سنتا رہا۔ اس کا چہرہ نارمل رہا تھا۔ اس دوران ورما اندر آ کر اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ وہ بھی یہ ساری گفتگو سنتا رہا۔

" ٹھیک ہے۔ تم نے سب کچھ بتا دیا ہے لیکن تم نے فارن سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں اسے معلومات مہیا کر کے ملک سے غداری کی ہے اور غدار کے ساتھ کوئی وعدہ نہیں ہو سکتا۔ راکو اسے گولیوں سے بھون دو اور اس کی لاش اٹھا کر کسی بڑے چوک میں پھینک دو تاکہ اس عمران تک اس کی موت کی اطلاع پہنچ جائے"۔ وکرم سنگھ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرشن احتجاج کے لئے منہ کھولتا راکو

نے انتہائی برق رفتاری سے اس پر فائر کھول دیا اور چند لمحوں بعد ہی کرشن لاش میں تبدیل ہو چکا تھا۔

" باس۔ ہیڈ کوارٹر بند کرانا پڑے گا"....... ورما نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ اس کا صرف حفاظتی نظام مزید سخت کرنا ہو گا۔ یہ ایک مستقل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ہے کسی فرم کا نہیں کہ یہاں سے منتقل کر کے کسی اور پلازہ میں لے جائیں اسے"....... وکرم سنگھ نے جواب دیا اور ورما نے اثبات میں سرہلا دیا۔

ریتا پاکیشیا کے دارالحکومت کے مضافات میں واقع ایک
درمیانے درجے کے ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھی۔ اسے
یہاں آئے ہوئے دو روز گزر چکے تھے۔ اس نے یورپی میک اپ کر
رکھا تھا اور اس کے پاس یورپ کے ایک ملک کے کاغذات موجود
تھے۔ یہ کاغذات چونکہ خصوصی طور پر تیار کرائے گئے تھے اس لئے
ان کی چیکنگ بھی اگر کر لی جاتی تب بھی یہ درست ہی ثابت
ہوتے۔ ان کاغذات کی رو سے ریتا کا نام ریٹا تھا اور اس کا تعلق
یورپ کے ایک ملک ناروشا سے تھا۔ ناروشا یورپ کا سب سے
خوبصورت اور سب سے آزاد ملک سمجھا جاتا تھا۔ ناروشا میں انسانی
آزادی کے نام پر اس قدر آزادیاں مرد اور عورت کو دے دی گئی
تھیں کہ جن کا تصور تک شاید خود یورپ میں نہ کیا جا سکتا ہو۔ یہی
وجہ تھی کہ اس وقت ریتا نیم عریاں نہیں بلکہ تقریباً عریاں لباس میں

تھی اور چونکہ یہ ہوٹل سیاحوں کے لئے خصوصی طور پر مضافات میں
بنایا گیا تھا اس لئے یہاں آنے والے سیاح ہر قسم کے لباسوں میں
گھومتے پھرتے رہتے تھے اور انہیں یہاں ہر وہ چیز کھلے عام مل جاتی تھی
جس کا شاید دارالحکومت کے دوسرے ہوٹل سوچ بھی نہ سکتے تھے۔
یہی وجہ تھی کہ ہر ملک کے سیاحوں کے ساتھ ساتھ امراء طبقے سے
تعلق رکھنے والے نوجوان مرد اور عورتوں کا بھی یہ پسندیدہ ہوٹل
تھا۔ ریتا نے بہت سوچ سمجھ کر ناروشا کے کاغذات تیار کرائے تھے
کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وزارت دفاع کے ریکارڈ روم کا انچارج
احسان نہ صرف دولت کا پجاری تھا بلکہ وہ عیاشی میں بھی خاصا آگے
تھا اور ریتا کو یقین تھا کہ اگر دولت نے احسان کو معلومات مہیا
کرنے پر آمادہ نہ بھی کیا تو ریتا کا عریاں حسن اسے بہرحال مطیع کر
لے گا۔ یہاں پہنچ کر اس نے اس پارٹی سے رابطہ کیا جس کے ذریعے
احسان سے بات ہوا کرتی تھی۔ اس پارٹی کو ظاہر ہے کافرستان کا
حوالہ ہی دیا گیا تھا لیکن اسے یہ بتایا گیا تھا کہ اس کام کے لئے
کافرستان نے ناروشا کی ایک ایجنٹ ریٹا کو ہائر کیا ہے اس لئے
احسان کو یہی بتایا جائے کہ وہ ریٹا سے مل کر بات کر سکتا ہے۔
پارٹی کے ذریعے احسان کے ساتھ بات ہو چکی تھی اور جو وقت
ملاقات کا مقرر ہوا تھا وہ تیزی سے قریب آتا جا رہا تھا۔ احسان کو اس
ہوٹل اور ریٹا کا کمرہ نمبر بتا دیا گیا تھا اس لئے ریتا کو یقین تھا کہ وہ
درست وقت پر یہاں پہنچ جائے گا۔ وہ بار بار کمرے کی دیوار پر لگے

ہوئے کلاک پر نظریں ڈالتی اور پھر سامنے رکھے ہوئے شراب کا گلاس اٹھا کر اس سے گھونٹ لے لیتی۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو ریتا بے اختیار چونک پڑی۔ وہ کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی اور دروازے کے ساتھ لگے ہوئے ڈور فون کا بٹن اس نے پریس کر دیا۔

" کون ہے "...... ریتا نے یورپی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" احسان "...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور ریتا اس کی آواز پہچان کر بے اختیار مسکرا دی کیونکہ انٹیلی جنس کے دوران وہ کئی بار احسان سے ملاقات کر چکی تھی۔ گو آج تک یہ ملاقاتیں صرف رقم کے لین دین اور معلومات کے تبادلے تک ہی محدود رہی تھیں لیکن بہرحال وہ احسان کو اور اس کی آواز کو اچھی طرح پہچانتی تھی۔ اس نے ڈور فون کا بٹن آف کیا اور پھر دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر ادھیڑ عمر احسان کھڑا تھا۔ ریتا کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں یکلخت جیسے سینکڑوں وولٹ کے بلب جل اٹھے۔

" اندر آ جائیں مسٹر احسان "...... ریتا نے مسکراتے ہوئے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

" شکریہ۔ آپ تو بے حد خوبصورت ہیں "...... احسان نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ چند لمحوں میں ہی جذبات کی حدت سے سرخ ہو گیا تھا۔

" اس تعریف کا شکریہ مسٹر احسان۔ میں ناروشا کی رہنے والی

ہوں اور ناروشا کا حسن تو پوری دنیا میں مشہور ہے "...... ریتا نے دروازہ بند کر کے کرسیوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر وہ احسان کے سامنے کرسی پر ایک مخصوص انداز میں بیٹھ گئی۔

" لیجئے شراب لیں۔ یہ ناروشا میں سب سے زیادہ پسند کی جانے والی شراب ہے "...... ریتا نے مسکراتے ہوئے کہا اور شراب کی بوتل اٹھا کر اس نے ایک خالی گلاس آدھے سے زیادہ بھرا اور پھر گلاس احسان کی طرف بڑھا دیا۔

" شکریہ "...... احسان نے گلاس لیتے ہوئے کہا۔

" میرا نام ریتا ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ میرا تعلق ناروشا سے ہے اور میری خدمات کافرستان کی ایک حساس ایجنسی نے حاصل کی ہیں تاکہ آپ سے چند معلومات خریدی جا سکیں "۔ ریتا نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

" معلومات۔ کیا مطلب مس ریتا۔ کیسی معلومات۔ میں تو معلومات کی خرید و فروخت نہیں کیا کرتا "...... احسان نے چونک کر کہا تو ریتا بے اختیار مترنم آواز میں ہنس پڑی۔ پھر وہ اٹھی اور بڑے ناز و انداز سے چلتی ہوئی کمرے کی سامنے والی دیوار کی طرف بڑھ گئی جہاں دیوار میں ہوٹل کی طرف سے ایک سیف نصب تھا تاکہ مسافر اپنا قیمتی سامان اس میں رکھ سکیں۔ احسان کی نظریں ریتا پر اس انداز میں جمی ہوئی تھیں جیسے مقناطیس لوہے سے چپک جاتا ہے۔ ریتا نے سیف کا نمبر ملایا اور پھر جھٹکے سے اس کا بھاری دروازہ کھول

دیا۔ سیف بھاری مالیت کے نوٹوں کی گڈیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ریٹا
نے ایک گڈی اٹھائی اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے گڈی
میز پر رکھ دی۔ احسان کی نظروں میں حیرت تھی۔

" یہ گڈی میں اس لئے لے آئی ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ
پورا خانہ اس مالیت کے نوٹوں کی گڈیوں سے بھرا ہوا ہے اور یہ
پاکیشیا کا سب سے بڑی مالیت کا نوٹ ہے اور ان گڈیوں کی تعداد
ایک ہزار ہے۔ ان معلومات کے عوض تمہیں اس جیسی سو گڈیاں
دی جا سکتی ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی"...... ریٹا نے
مسکراتے ہوئے کہا تو احسان کی آنکھیں حیرت سے کانوں تک
پھیلتی چلی گئیں کیونکہ سو گڈیاں واقعی بہت بڑی مالیت تھی۔ یعنی
ایک کروڑ روپے۔

" اوہ۔ اوہ۔ تم کیا پوچھنا چاہتی ہو"...... احسان نے جلدی سے
کہا۔

" صرف اتنا کہ وزارت دفاع کے خصوصی ریکارڈ روم میں اے
ڈی ایف کے فارمولے کی کاپی موجود ہے یا نہیں"...... ریٹا نے کہا
تو احسان بے اختیار اچھل پڑا۔

" میں جو بھی جواب دوں۔ تم اس پر کیسے یقین کرو گی کیونکہ میں
اپنی بات کو کسی طرح بھی کنفرم نہیں کر سکتا"...... احسان نے کہا
تو ریٹا بے اختیار مسکرا دی۔

" ہمیں تم پر اعتماد ہے۔ ویسے بھی اگر بعد میں تمہاری بات غلط

ثابت ہوئی تو تم سمجھ سکتے ہو کہ جو پارٹی اس معمولی سی بات پر اتنی
زیادہ دولت دے سکتی ہے وہ تمہاری غلط بیانی پر تمہارا کیا حشر کر
سکتی ہے اور پھر تم اس وقت تک اس پارٹی کی مسلسل نظروں میں
رہو گے"...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا تو احسان نے بے اختیار
ایک طویل سانس لیا۔

" ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا لیکن مس ریٹا۔ سٹور میں تو لاکھوں
نہیں تو ہزاروں فائلیں ہوں گی۔ مجھے بہرحال چیکنگ کرنا پڑے گی۔
پھر ہی میں بتا سکتا ہوں"...... احسان نے کہا۔

" تم سودا کر لو۔ پھر آگے بات ہو گی"...... ریٹا نے کہا۔

" سودا۔ کیا مطلب۔ اب سودے میں کیا باقی رہ گیا ہے"۔
احسان نے کہا۔

" ابھی تو صرف بات ہوئی ہے۔ اگر تم سودا کر لو کہ تم یہ
معلومات فروخت کرو گے تو میں تمہیں پچاس گڈیاں پیشگی کے طور
پر دے سکتی ہوں اور جب تم حتمی رزلٹ دو گے تو میں تمہیں بقایا
پچاس گڈیاں بھی دے دوں گی"...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ سودا ہو گیا۔ میں کل رات آپ کو حتمی طور پر بتا
دوں گا"...... احسان نے کہا تو ریٹا سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور اس نے
سیف میں سے گڈیاں نکال کر نیچے رکھنا شروع کر دیں۔ پھر نصف
گڈیاں اٹھا کر اس نے واپس آکر میز پر رکھ دیں۔ پھر دوبارہ جا کر اس
نے باقی گڈیاں اٹھائیں اور انہیں لا کر میز پر رکھ دیا۔

"گن لو۔ یہ پچاس گڈیاں ہیں"....... ریتا نے کہا۔

"میں نے گن لی ہیں۔ لیکن کیا تمہارے پاس کوئی بریف کیس
ہے"....... احسان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"....... ریتا نے کہا اور اٹھ کر وہ ایک الماری کی طرف بڑھ
گئی۔ اس نے الماری کھول کر ایک بریف کیس نکالا اور پھر اسے لا کر
احسان کے سامنے رکھ دیا۔ احسان نے جلدی جلدی نوٹوں کی
گڈیاں اٹھا کر بریف کیس میں رکھیں اور پھر بریف کیس بند کر کے
وہ اٹھنے لگا۔

"بیٹھو۔ ابھی تو ایک سودا ہوا ہے اس سے بڑا سودا بھی ہو سکتا
ہے۔ بیٹھو"....... ریتا نے کہا تو احسان کے چہرے پر حیرت کے
تاثرات ابھر آئے۔

"میں نے اس لئے سیف بند نہیں کیا تھا کہ تمہیں یہ دولت نظر
آتی رہے۔ اب تمہارے سامنے دو سودے ہیں۔ ایک سودا تو یہ ہو
سکتا ہے کہ تم اس سٹور سے ہماری مطلوبہ فائل لا کر مجھے دے دو۔
اس صورت میں اس سیف میں موجود باقی تمام گڈیاں تمہاری ہو
سکتی ہیں"....... ریتا نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں مس ریتا۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اس سٹور کے
حفاظتی انتظامات انتہائی سخت ہیں اور تمام تر انتظامات فوج کے پاس
ہیں جن کا انچارج کرنل طارق ہے اور اس کے خصوصی فوجیوں کے
علاوہ اس سٹور کے قریب بھی کوئی نہیں پھٹک سکتا جبکہ اس کے

اندر صرف کرنل طارق اور کسی لیبارٹری کا وہ سائنس دان جا سکتا
ہے جس کے پاس سیکرٹری وزارت داخلہ کا خصوصی کارڈ ہو۔ اس
کارڈ کے بغیر یہ سٹور روم اوپن ہی نہیں ہو سکتا اس لئے ایسا تو سوچنا
ہی حماقت ہے"....... احسان نے کہا۔

"سوچ لو۔ اس دولت کے ساتھ ساتھ میں بھی شامل ہو سکتی
ہوں"....... ریتا نے کہا تو احسان بے اختیار چونک پڑا۔

"کاش ایسا ہو سکتا تو میں اپنی جان پر کھیل کر بھی اس سودے کو
مکمل کر دیتا"....... احسان نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ اب دوسرا سودا سن لو۔ اگر تم اس سٹور کا اندرونی نقشہ،
اس کا بیرونی نقشہ جہاں سے باہر کا آدمی اندر داخل ہوتا ہے، سے لے
کر سٹور تک کا نقشہ وہاں کے تمام حفاظتی انتظامات، سائنسی
انتظامات اور ان کی تفصیل سب کچھ معلوم کر کے بتا دو۔ تب بھی یہ
ساری دولت مجھ سمیت تمہاری ہو سکتی ہے"....... ریتا نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ کام ہو سکتا ہے۔ بالکل ہو سکتا ہے۔ ریکارڈ روم میں
ایک فائل موجود ہے جس میں یہ سب کچھ موجود ہے۔ میں اس کی
کاپی لا سکتا ہوں"....... احسان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ پھر سودا ہو گیا۔ کل اس فائل کی کاپی لے آنا اور یہ
ساری دولت لے جانے کے انتظامات بھی کر لینا۔ اس کے ساتھ
میری طرف سے دعوت ہے کہ تم رات یہاں میرے کمرے میں گزار

سکتے ہو"....... ریتا نے بڑے بے باکانہ لہجے میں کہا۔

"یس مس ریتا۔ یہ میرے لئے انتہائی خوشی کا اور خوش قسمتی کا لمحہ ہے"....... احسان نے اٹھتے ہوئے کہا اور ریتا بھی مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ احسان نے بریف کیس اٹھایا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ریتا نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

"کل اسی وقت آؤں گا"....... احسان نے کہا اور ریتا کے سر ہلانے پر وہ بریف کیس اٹھائے تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا اور ریتا نے مسکراتے ہوئے دروازہ بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کل یہ فائل اس کے پاس ہو گی اور پھر جب وہ یہ فائل وکرم سنگھ کے سامنے رکھے گی تو وکرم سنگھ کو اس کی صلاحیتوں کا صحیح معنوں میں علم ہو جائے گا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ بلیک زیرو بھی اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران بار بار سامنے دیوار پر لگے ہوئے کلاک کو دیکھ رہا تھا تاکہ وہ کرشن کو کال کر سکے۔ کرشن نے اسے کل اسی وقت کال کرنے کا کہا تھا اس لئے عمران اگلے روز وقت سے پہلے یہاں آگیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے اس بار وہ نمبر ڈائل کئے تھے جو کرشن نے محفوظ فون کے بتائے تھے۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"....... ایک اجنبی سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کرشن سے بات کراؤ۔ میں کاٹانی سے مائیکل بول رہا ہوں۔ کرشن نے خود مجھے یہ نمبر دے کر کہا تھا کہ میں اسے فون کروں"۔

عمران نے کہا۔

" سوری مسٹر مائیکل۔اب کرشن سے آپ کی بات نہیں ہو سکتی کیونکہ انہیں کل رات اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ان کی لاش ایک چوک پر پڑی ہوئی ملی ہے۔انہیں گولیاں ماری گئی ہیں"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" اوہ۔ویری سیڈ۔یہ کیسے ہو گیا"....... عمران نے کہا۔

" پولیس انکوائری کر رہی ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" عمران صاحب لگتا ہے کہ اس فارن سیکشن والوں کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ کرشن نے ہمیں معلومات پہنچائی ہیں"....... بلیک زیرو نے کہا جو لاؤڈر پر بات چیت سن رہا تھا۔

" ہاں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مزید معلومات کے حصول کے چکر میں وہ ٹریس ہو گیا ہو اور اس بنا پر مارا گیا ہو۔بہرحال یہ آسان سا راستہ رک گیا۔اب ناٹران کو بریف کرنا پڑے گا"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ناٹران بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس سر"....... ناٹران کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

" کافرستان میں ایک نئی ایجنسی قائم کی گئی ہے فارن سیکشن۔کیا تمہیں اس کے بارے میں علم ہے"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" نو سر۔ابھی تک تو کسی طرف سے بھی یہ نام سامنے نہیں آیا"....... ناٹران نے جواب دیا جبکہ اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

" عمران نے اپنے مخصوص ذرائع سے اس کا پتہ چلایا ہے۔اس فارن سیکشن کا انچارج وکرم سنگھ ہے جو پہلے کرنل فریدی کی فورس میں کام کرتا تھا۔عمران کے مطابق اس کا ہیڈ کوارٹر پرنس روڈ پر خاکی رنگ کی عمارت ہے جس میں ٹارگٹ شوٹنگ کلب بنایا گیا ہے۔اس بلڈنگ کا نام ہی ٹارگٹ بلڈنگ ہے۔عمران نے کافرستان میں مخبری کرنے والے ایک گروپ جس کا انچارج کرشن کلاتھ مرچنٹ کا مالک کرشن تھا، سے رابطہ کیا تاکہ اس کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو سکیں لیکن عمران نے ابھی مجھے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا ہے کہ کرشن کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے اور یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ پاکیشیا سے حاصل کئے جانے والے فارمولے کا مشن اب فارن سیکشن کو دے دیا گیا ہے"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" جناب عمران صاحب تو ناممکن کو بھی ممکن کر سکتے ہیں۔ویسے

کرشن کی موت کی اطلاع تو مجھے بھی مل چکی ہے لیکن مجھے اس بارے میں معلوم نہ تھا"....... ناٹران نے کہا۔

" تم کافرستان میں موجود ہو جبکہ عمران یہاں پاکیشیا میں رہ کر بھی ایسی معلومات حاصل کر لیتا ہے اور تمہیں کچھ معلوم نہیں ہو سکتا"....... عمران کے لہجے میں تلخی آ گئی تھی۔

" میں شرمندہ ہوں باس۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہاں کسی کو اس بارے میں قطعاً کچھ معلوم نہیں ہو سکا"....... ناٹران نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" معلومات اپنے آپ نہیں مل جایا کرتیں۔ تمہیں اور تمہارے آدمیوں کو ہر لمحے اپنے کان اور آنکھیں کھلی رکھنی چاہئیں اور سنو۔ اب تم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ اس فارن سیکشن میں کون لوگ ہیں اور وہ اس فارمولے کے لئے کیا پلان بنا رہے ہیں لیکن خیال رکھنا تم نے کسی کام میں مداخلت نہیں کرنی۔ صرف معلومات حاصل کرنی ہیں۔ صرف معلومات"....... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" یس باس۔ میں سمجھتا ہوں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" جس قدر جلد سے جلد ممکن ہو سکے یہ کام کرو کیونکہ ایسا نہ ہو کہ ہم معلومات حاصل کرتے رہ جائیں اور وہ لوگ مشن بھی مکمل کر لیں لیکن اس فارن سیکشن کو تمہارے یا تمہارے ساتھیوں کے بارے میں ہرگز معلوم نہیں ہونا چاہئے"....... عمران نے کہا۔

" یس باس۔ میں سمجھتا ہوں باس"....... ناٹران نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ڈاکٹر فراست علی کی لیبارٹری کے گرد حفاظتی سرکل قائم کر دینا چاہئے تاکہ اگر فارن سیکشن والے وہاں پہنچیں تو ہم انہیں کور کر سکیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ سرداور کی لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات کیسے ہیں۔ اول تو کوئی اس لیبارٹری کو ٹریس نہ کر سکے گا اگر کر بھی لے تب بھی وہ اندر تو کسی صورت بھی نہیں جا سکتا اس لئے اس طرف سے تو میں مطمئن ہوں۔ البتہ مجھے دلچسپی اس نئے سیکشن سے ہو گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے بارے میں تفصیلی معلومات مل جائیں کیونکہ پہلے تو ہمارا سابقہ شاگل سے پڑتا تھا یا ریکھا سے اور میں ان دونوں کے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں اس لئے انہیں آسانی سے ڈیل کر لیا جاتا تھا"۔ عمران نے کہا۔

" یہ وکرم سنگھ کرنل فریدی کی فورس میں کام کرتا رہا ہے تو کرنل فریدی سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" میرا مرشد ایسے معاملات میں سخت کٹھور واقع ہوا ہے اس لئے ان سے ایسی باتیں پوچھنا پتھر سے سر ٹکرانے کے مترادف ہے۔ وہ تم

سے بھی زیادہ اصول پسند واقع ہوئے ہیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" اوہ۔ پھر تو واقعی سوائے انتظار کے اور کچھ نہیں ہو سکتا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ناٹران کو خاصا سبق دے دیا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ بہرحال ہمارے مطلب کی معلومات حاصل کر ہی لے گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ جب بھی آپریشن روم میں ہوتا تو ٹرانسمیٹر پر اپنی فریکونسی ایڈجسٹ کر لیتا تھا کیونکہ ٹائیگر کسی بھی وقت اسے کال کر سکتا تھا اور ٹائیگر پہلے فلیٹ پر اور پھر رانا ہاؤس فون کرتا تھا۔ اگر عمران وہاں نہ ہو تو پھر وہ ٹرانسمیٹر ہی استعمال کرتا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور"...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" یس۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" باس۔ میں نے پہلے آپ کے فلیٹ پر فون کیا لیکن آپ وہاں نہ تھے۔ پھر میں نے رانا ہاؤس فون کیا۔ وہاں بھی آپ موجود نہ تھے تو میں نے ٹرانسمیٹر پر کال کیا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

" مطلب کی بات کیا کرو ٹائیگر۔ فضول باتوں میں میرا وقت ضائع مت کیا کرو۔ اوور"...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سخت ہو گیا تھا۔

" سوری باس۔ میں آئندہ خیال رکھوں گا۔ میں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا تھا کہ وزارت دفاع سے متعلق ایک آدمی دو روز سے جوئے میں بڑی بڑی رقمیں ہار رہا ہے لیکن اس کا انداز ایسا ہے جیسے اس کے پاس قارون کا خزانہ آگیا ہو اور سب لوگ اس کے بارے میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں کہ اس کی یقیناً کوئی بڑی لاٹری نکل آئی ہے۔ مجھے جب یہ اطلاع ملی تو میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ تب مجھے پتہ چلا کہ وہ وزارت دفاع میں ملازم ہے۔ پہلے تو اس قدر شاہ خرچ نہ تھا لیکن دو روز سے ایسا ہو رہا ہے۔ وزارت دفاع کا سن کر میں چونک پڑا اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے بات کر لوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس آدمی کو گھیر کر اس سے معلوم کیا جائے کہ اس قدر دولت اچانک اس کے پاس کہاں سے اور کیسے آگئی ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

" گڈ شو۔ ٹائیگر۔ تم نے یہ بات کر کے ثابت کر دیا ہے کہ تم پر میری محنت ضائع نہیں ہوئی۔ لازمی بات ہے کہ اس آدمی نے کوئی ایسا ناجائز کام کیا ہے جس کی بدولت اسے اس قدر کثیر دولت ملی ہے اور وزارت دفاع سے اس کا تعلق اس بات کو خطرناک بنا رہا ہے۔ گڈ شو۔ اس کے بارے میں تفصیلات کیا ہیں۔ کیا نام ہے۔ کس

عہدے پر کام کر رہا ہے۔اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"شکریہ باس۔ اس کا نام احسان ہے اور وہ وزارت دفاع کے ریکارڈ روم میں کام کرتا ہے۔ ذیشان کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو اٹھارہ بی بلاک میں رہتا ہے۔ بس فی الحال تو اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے۔اوور"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اس وقت تم کہاں سے بات کر رہے ہو۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"کرستان کلب سے باس۔ وہ آدمی اس وقت بھی یہاں موجود ہے اور بھاری رقمیں جوئے میں لگا رہا ہے۔ پہلے تو ہارتا رہا لیکن آج شاید اس کا لکی ڈے ہے۔ آج وہ بھاری رقمیں جیت رہا ہے۔ ویسے وہ شراب بھی پیتا ہے اور اپنے چہرے کے خدوخال سے وہ لالچی اور عیاش فطرت آدمی دکھائی دیتا ہے۔اوور"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن یہ تو آفس اوقات ہیں۔ پھر وہ اس وقت کلب میں کیسے موجود ہے۔اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے باس کہ اس نے آفس سے چھٹیاں لے رکھی ہوں۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او کے۔ تم اس کی نگرانی کرو اور جب وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچے تو مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کر دینا۔ پھر اس سے بات ہو جائے گی۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"باس۔ اگر آپ حکم دیں تو اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا دوں۔اوور"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اگر ایسا ہو سکتا ہے تو ایسا کر لو۔اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہو جائے گا باس۔ میں آپ کو اطلاع کر دوں گا۔اوور"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن احتیاط سے۔اوور اینڈ آل"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"وزارت دفاع کے سیکورٹی آفیسر کو خود ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے اور ایسے آدمیوں کی نگرانی کرنی چاہئے"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ آفس کا آدمی ہو گا۔ آفس میں کیا ہوتا ہے۔ بہرحال اس آدمی نے ضرور کوئی ایسی حرکت کی ہے کہ اسے اس قدر کثیر دولت جوئے کے لئے ملی ہے کہ زیر زمین دنیا میں اس کے چرچے شروع ہو گئے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز دوبارہ سنائی دی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔اوور"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" باس۔ میں رانا ہاؤس سے کال کر رہا ہوں۔ احسان یہاں پہنچ چکا ہے۔ اوور"....... ٹائیگر نے کہا۔

" او کے۔ میں آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"....... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" اس کی فریکونسی چینج کر لینا"....... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ رانا ہاؤس پہنچ کر عمران نے کار پورچ میں روکی اور نیچے اترا تو وہاں موجود ٹائیگر نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔

" جوانا کہاں ہے"....... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" وہ بلیک روم میں ہے۔ جوزف کو جب میں نے بتایا کہ آپ آ رہے ہیں تو وہ یہاں آ گیا تھا تاکہ پھاٹک کھول سکے"....... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اسے لے آنے میں کوئی پرابلم تو نہیں ہوا"....... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اندرونی عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" نو سر۔ یہ کلب سے فارغ ہو کر جیسے ہی باہر نکلا اور اپنی نئی خرید کردہ کار میں بیٹھ کر روانہ ہوا تو میں اس کے پیچھے لگ گیا۔ اس نے جیتی ہوئی دولت ساتھ ہی ایک بینک میں جمع کرائی۔ اس کے بعد یہ اپنی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ ذیشان کالونی

جاتے ہوئے راستے میں ایک ویران سی سڑک سے یہ گزرے گا۔ چنانچہ میں پہلے وہاں پہنچ گیا اور پھر میں نے سڑک پر چند پتھر رکھ کر راستہ روک دیا۔ اس کی کار جیسے ہی وہاں رکی میں نے گیس کھڑکی کے اندر فائر کر دی۔ یہ بے ہوش ہو گیا تو میں نے اسے وہاں سے نکال کر اپنی کار میں ڈالا۔ اس کی کار کو ایک سائیڈ پر کر کے کھڑا کیا۔ پتھر ہٹائے اور پھر اسے لے کر یہاں آ گیا"....... ٹائیگر نے بلیک روم تک پہنچتے پہنچتے تفصیل بتا دی۔

" اتنی تکلیف کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ٹائر برسٹ کر کے بھی تم کار رکوا سکتے تھے"....... عمران نے کہا۔

" باس۔ یہ عام آدمی ہے ہو سکتا ہے کہ اچانک ٹائر برسٹ ہونے سے یہ کار کو سنبھال نہ سکتا اور کار الٹ جاتی۔ اس طرح یہ ہلاک بھی ہو سکتا تھا"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" گڈ۔ تمہاری عقل داڑھ اب واقعی نکل آئی ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ٹائیگر کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا۔ ظاہر ہے عمران کی تعریف اس کے لئے انتہائی مسرت کا موجب تھی۔ بلیک روم میں جوانا موجود تھا۔ اس نے عمران کو سلام کیا۔

" سنیک کلرز تنظیم کا کوئی نیا کارنامہ آجکل سننے میں نہیں آیا جوانا"....... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

" ماسٹر۔ جوزف اور میرے درمیان سنیکس کا ہی فیصلہ نہیں ہو

رہا۔ جسے میں سنیک کہتا ہوں جوزف اسے بے بی سنیکس کہہ دیتا ہے اور جسے جوزف سنیک کہتا ہے وہ میری نظروں میں سرے سے سنیک ہوتا ہی نہیں"...... جوانا نے کہا۔

" تب تم لیڈی سنیک کلر بن جاؤ۔ پھر تو جوزف کو کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ کیوں جوزف"...... عمران نے جوزف کو اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

" باس۔ اس سنیک کلرز کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چند غنڈوں کے مارے جانے سے یہاں غنڈے ختم تو نہیں ہو سکتے"...... جوزف نے جواب دیا۔

" ہمارے ہاں ایک قول مشہور ہے کہ چور کو نہیں بلکہ چور کی نانی کو مار ڈالو۔ مطلب ہے کہ ان لوگوں کا خاتمہ ہو سکے جو چور پیدا کرتے ہیں۔ چور خود بخود ختم ہو جائیں گے ورنہ تم چار چور مارو گے تو دس اور پیدا ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

" نانی کیا ہوتا ہے ماسٹر"...... جوانا نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

" ماں کی ماں کو نانی کہا جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" اوہ۔ اب میں آپ کی بات کا مطلب سمجھ گیا۔ لیکن ماسٹر یہ لوگ تو یہاں کے شرفاء کہلاتے ہیں۔ انہیں تو کوئی بھی سنیک سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہے"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" چلو نانی نہ سہی چور کی ماں تک آ جاؤ۔ ایک ڈگری نیچے سہی"۔ عمران نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

" یس ماسٹر۔ لیکن آپ جوزف کو کہہ دیں کہ وہ انہیں سنیکس سمجھا بھی کرے"...... جوانا نے کہا۔

" تم چیف ہو۔ جوزف سمجھے یا نہ سمجھے تم نے جب سمجھ لیا تو جوزف کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" باس۔ یہ کام ٹائیگر کے ذمے لگا دیں۔ یہ جس کی نشاندہی کرے اس سے جوانا نمٹ لیا کرے ورنہ جوانا کا ہاتھ کھل گیا تو قبیلے کے قبیلے گدھوں کی خوراک بن سکتے ہیں"...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" ٹائیگر کی تو ان سے دوستی ہوتی ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ پھر بات ہو گی۔ پہلے ان صاحب کا حدود اربعہ معلوم کر لیں۔ شاید یہ ملک کے لئے سنیک ثابت ہو"...... عمران نے کہا اور کرسی پر راڈز میں جکڑے ہوئے ادھیڑ عمر بے ہوش آدمی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

" اس کی تلاشی لے لی ہے"...... عمران نے اسے چند لمحے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" یس باس۔ لیکن سوائے پرس کے اور کچھ نہیں ہے اس کے پاس"...... جوزف نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف میز پر موجود پرس اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے پرس کھولا تو اس میں ایک طرف بڑے بڑے نوٹ ٹھنسے ہوئے تھے جبکہ دوسری طرف تعارفی کارڈز موجود تھے۔ عمران نے ان کارڈز کو نکال کر غور سے دیکھنا شروع کر دیا لیکن یہ عام سے کارڈز تھے مختلف

لوگوں اور فرموں کے۔ عمران نے یہ سب کارڈز سائیڈ پر موجود تپائی پر رکھ دیئے۔

" اسے ہوش میں لے آؤ"....... عمران نے کہا تو ٹائیگر اٹھا اور جیب سے ایک بوتل نکال کر احسان کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور اس کا دہانہ احسان کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اس کا ڈھکن لگایا اور پھر بوتل جیب میں رکھ کر وہ واپس عمران کے ساتھ والی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد احسان کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے چند لمحوں تک تو وہ خالی خالی نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک نمودار ہوئی۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

" یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ میں تو اپنی کار میں تھا۔ یہ۔ کون ہو تم۔ یہ کون سی جگہ ہے"....... اس نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

" تمہارا نام احسان احمد ہے اور تم وزارت دفاع کے ریکارڈ روم میں ملازم ہو۔ کیا عہدہ ہے تمہارا وہاں"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" تم۔ تم کون ہو اور تم نے مجھے کیوں اس طرح جکڑ رکھا ہے۔ میں سرکاری ملازم ہوں۔ شریف آدمی ہوں۔ کون ہو تم"۔ احسان

احمد نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" جوزف"....... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کی سائیڈ پر کھڑا تھا۔

" یس باس"....... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اس کا دماغ درست کرو لیکن خیال رکھنا یہ باتیں کرنے کے قابل رہ جائے"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" یس باس"....... جوزف نے کہا اور بڑے جارحانہ انداز میں احسان احمد کی طرف بڑھا۔

" رک جاؤ۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ رک جاؤ"....... احسان احمد نے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے تھپڑ کی آواز اور احسان احمد کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے بلیک روم گونج اٹھا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون کے قطرے بہہ نکلے تھے۔

" یہ صرف ہلکا سا نمونہ ہے ورنہ اس کا زور دار تھپڑ تمہارے جبڑے توڑ دیتا"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" تم۔ تم مجھے کیوں مار رہے ہو۔ میں نے کیا قصور کیا ہے"۔ احسان احمد نے اس بار روتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے گال پر جوزف کی انگلیوں کے نشانات خاصے گہرے نظر آرہے تھے۔

" جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو ورنہ تمہاری دونوں آنکھیں بھی نکالی جا سکتی ہیں"....... عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ احسان احمد کا جسم بے اختیار کانپنے لگ گیا۔

"مم۔ مم۔ میں انچارج ہوں ریکارڈ روم کا"....... احسان احمد نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ریکارڈ روم کے انچارج۔ کیا اس کمرے کے انچارج ہو جس میں سائنسی فارمولے رکھے جاتے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ وہ تو سپیشل ریکارڈ روم ہے۔ اس کا تعلق تو فوج سے ہے۔ میں تو وزارت کے ریکارڈ روم کا انچارج ہوں جس میں وزارت دفاع کے سلسلے کی فائلیں ہوتی ہیں"....... احسان احمد نے جواب دیا تو عمران کا ستا ہوا چہرہ قدرے نارمل ہو گیا۔

"تمہارے پاس اچانک بے پناہ دولت آئی ہے۔ بتاؤ کس نے دی ہے اور کس کام کے عوض"....... عمران نے کہا۔

"وہ۔ وہ تو میں نے جوئے میں جیتی ہے۔ میں نے آج بھی دس لاکھ روپے جیتے ہیں اور کس نے دینی تھی"....... احسان احمد نے کہا لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ چھپا رہا ہے۔

"جوزف۔ کوڑا نکالو اور اس پر اس وقت تک برساتے رہو جب تک یہ سچ نہ بول دے"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس"....... جوزف نے کہا اور تیزی سے سائیڈ میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ قسم لے لو مجھ سے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"....... احسان احمد نے ہذیانی انداز میں چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔

"ابھی تمہاری زبان سچ اگلنا شروع کر دے گی"....... عمران نے سرد اور خشک لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جوزف ہاتھ میں کوڑا چٹخاتا ہوا احسان احمد کی طرف بڑھا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"....... احسان احمد نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"اس کے پاس کھڑے ہو جاؤ جیسے ہی یہ جھوٹ بولے گا مجھے معلوم ہو جائے گا اور پھر میں تمہیں اشارہ کر دوں گا پھر تمہارا ہاتھ نہیں رکنا چاہئے"....... عمران نے کہا۔

"یس باس"....... جوزف نے کہا اور احسان احمد کی کرسی کے قریب اتنے فاصلے پر رک گیا تاکہ وہ آسانی سے اس پر کوڑے برسا سکے احسان احمد کا چہرہ خوف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔ آنکھوں سے انتہائی خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ ظاہر ہے وہ عام سا سرکاری ملازم تھا اس لئے اس کا خوفزدہ ہونا قدرتی بات تھی۔

"بولو۔ اور سچ بولنا ورنہ"....... عمران نے کہا۔

"مجھے یہ دولت ایک عورت نے دی ہے۔ اس کا نام ریٹا ہے۔ وہ مجھ سے ملی تھی۔ اس نے مجھے شہر کے مضافات میں ہوٹل سٹار میں بلایا۔ اس نے مجھے کہا کہ اگر میں اسے بتا دوں کہ کیا اے ایف فارمولا سپیشل سٹور میں ہے تو وہ مجھے ایک کروڑ روپے دے گی۔ میں نے دوسرے روز کا وعدہ کیا۔ میں نے سپیشل ریکارڈ روم کے رجسٹر کو چیک کیا۔ اس میں اس فارمولے کا اندراج موجود تھا۔

چنانچہ میں نے اسے بتا دیا۔ اس نے مجھے رقم دے دی اور میں چلا آیا"۔ احسان احمد نے جواب دیا۔

" اس نے کنفرم تو کیا ہو گا۔ کیسے کیا ہو گا"....... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اے ایف کوڈ اس فارمولے کا کوڈ ہے جس پر ڈاکٹر فراست علی تحقیق کر رہا ہے۔

" میں وہ رجسٹر ساتھ لے گیا تھا۔ اس نے رجسٹر کو اچھی طرح چیک کیا اور پھر وہ کنفرم ہو گئی"....... احسان احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ احسان احمد کی وضاحت سے مطمئن ہو گیا ہو۔

" وہ کہاں کی رہنے والی تھی"....... عمران نے پوچھا۔

" ناروشا کی"....... احسان احمد نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" ناروشا کی یا کافرستان کی"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" وہ ناروشا کی رہنے والی تھی۔ میں نے اس کے کاغذات بھی دیکھے تھے لیکن اس نے بتایا کہ اسے کافرستان نے اس کام کے لئے ہائر کیا ہے"....... احسان احمد نے جواب دیا۔

" سنو احسان احمد۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ تم نے اسے دیا ہے یا بتایا ہے اس کی تفصیل بتا دو ورنہ تمہارا حشر انتہائی عبرتناک ہو گا۔ یہ فارمولا انتہائی اہم ہے اور اس پر ملک کی سلامتی کا انحصار ہے اگر تم سچ بتا دو گے تو تمہیں معاف کیا جا سکتا ہے کیونکہ

ان لوگوں کے خلاف کام کر کے اس فارمولے کو بچایا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر تم نے غلط بیانی کی تو پھر تمہارا واقعی انتہائی عبرتناک انجام ہو گا کیونکہ یہ ملک سے غداری ہے اور غدار کے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑی جا سکتی ہے۔ اس کی بوٹیاں نوچی جا سکتی ہیں"....... عمران نے ایسے لہجے میں کہا کہ احسان احمد تو ایک طرف ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر کے جسم میں بھی سردی کی لہریں دوڑنے لگ گئی تھیں۔

" مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"....... احسان احمد نے کہا۔

" جوزف"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی شڑاپ کی آواز کے ساتھ ہی احسان احمد کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں"....... احسان احمد نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو عمران نے ہاتھ اٹھا کر جوزف کو روک دیا جو دوسرا کوڑا مارنے ہی والا تھا۔

" بولو۔ ورنہ"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" مم۔ مم۔ مجھے پانی دے دو۔ پانی"....... احسان احمد نے انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔ ایک ہی کوڑے نے اس کی حالت بے حد خراب کر دی تھی۔

" بتاؤ۔ پھر پانی ملے گا۔ بتاؤ۔ ورنہ"....... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" میں نے اسے سپیشل ریکارڈ روم کے حفاظتی انتظامات کی فائل

کی کاپی بھی دی تھی۔اس نے اس کے بدلے مجھے نو کروڑ روپے دیئے تھے"...... احسان احمد نے رک رک کر کہا۔

" حفاظتی انتظامات کی فائل تم نے کہاں سے حاصل کی تھی"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" ہمارے ریکارڈ روم میں اس فائل کی ایک کاپی موجود تھی۔میں نے اس کی کاپی اسے دے دی"...... احسان احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس فائل میں کیا کیا تفصیلات ہیں"...... عمران نے کہا اور احسان احمد نے تفصیل بتانا شروع کر دی تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" لیکن یہ انتظامات تو پرانے تھے۔اب تو انتظامات تبدیل ہو چکے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔مجھے معلوم ہے لیکن اسے تو معلوم نہیں تھا اس لئے میں نے اس سے دولت حاصل کرنے کے لئے اس کی کاپی اسے دے دی"۔احسان احمد نے جواب دیا۔

" تمہیں جدید انتظامات کا علم ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" نہیں۔ان کا تعلق تو ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔ہم سے نہیں ہے۔پہلے ہم سے تھا تو اس فائل کے مطابق انتظامات تھے۔پھر ملٹری انٹیلی جنس نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا تو تمام انتظامات بدل دیئے گئے"...... احسان احمد نے جواب دیا۔

" اسے ہاف آف کر دو"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر بلیک روم سے باہر آگیا۔ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔

" باس۔یہ فائل کہاں پہنچی ہو گی"...... ٹائیگر نے کہا۔

" کافرستان نے ایک نئی ایجنسی بنائی ہے۔اس کا نام فارن سیکشن رکھا گیا ہے۔یقیناً یہ فائل اس کے پاس پہنچی ہو گی اور تم نے اس طرح آنکھیں کھلی رکھ کر پاکیشیا کو ایک بڑے نقصان سے بچا لیا ہے۔اب میں اس فارن سیکشن کا بندوبست کر لوں گا۔تم اب جا سکتے ہو"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر سلام کر کے پورچ کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی جبکہ عمران خاموشی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون موجود تھا۔جوزف اس کے پیچھے چل رہا تھا لیکن وہ کمرے سے باہر رک گیا۔

" جوانا کا خیال رکھنا جوزف۔میں طاہر کو فون کر لوں"۔عمران نے دروازے میں رک کر جوزف سے کہا۔

" یس باس"...... دروازے کے باہر جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

دستک کی آواز سن کر وکرم سنگھ نے سامنے موجود فائل سے سر اٹھایا اور پھر میز کی سائیڈ پر موجود بہت سے بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور ریتا اندر داخل ہوئی۔ اس کا چہرہ جوش اور مسرت سے جگمگاتا نظر آ رہا تھا۔

" آؤ ریتا۔ تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم کامیاب لوٹی ہو"۔ وکرم سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یس باس۔ اپنے اندازے سے بھی زیادہ کامیابی ملی ہے مجھے"۔ ریتا نے سلام کرنے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے کاندھے سے لٹکے ہوئے بیگ کی زپ کھولی اور ایک فائل نکال کر اس نے وکرم سنگھ کے سامنے رکھ دی۔

" یہ کیا ہے"....... وکرم سنگھ نے فائل اپنی طرف کھسکاتے

ہوئے کہا۔

" یہ پاکیشیا کی وزارت دفاع کے اس سپیشل ریکارڈ روم کے حفاظتی انتظامات اور اس کے اندرونی و بیرونی نقشے پر مبنی تفصیلی فائل ہے جس میں ہمارا مطلوبہ فارمولا موجود ہے"....... ریتا نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا تو وکرم سنگھ بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ۔ یہ کیسے مل گئی تمہیں"....... وکرم سنگھ نے فائل کھولتے ہوئے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ریتا نے احسان احمد سے ملنے اور پھر فائل کے حصول تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

" یہ بات کنفرم ہے کہ اے ایف فارمولا اس سپیشل ریکارڈ روم میں موجود ہے۔ تم نے کیسے کنفرم کیا ہے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" وہ اپنے ساتھ سرکاری رجسٹر لے آیا تھا جسے میں نے اچھی طرح سے خود چیک کیا۔ اس میں اس فارمولے کا اندراج بھی موجود تھا"....... ریتا نے جواب دیا۔

" ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ لیکن یہ رجسٹر بنایا بھی تو جا سکتا ہے تاکہ دولت حاصل کی جا سکے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" بالکل ہو سکتا ہے باس۔ لیکن میں انسان کے سچ اور جھوٹ کو پہچانتی ہوں اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس نے درست بتایا ہے"۔ ریتا نے بڑے پراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ سپیشل ریکارڈ روم کب بنایا گیا تھا"....... وکرم سنگھ نے

کہا۔

" کیوں باس۔آپ یہ بات کیوں پوچھ رہے ہیں"....... ریتا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس لئے کہ اگر یہ کافی عرصہ پہلے قائم ہوا ہے تو یہ فائل اس وقت کی ہو گی جب یہ قائم ہوا ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ اس کے حفاظتی انتظامات میں بھی تبدیلی کر دی گئی ہو"....... وکرم سنگھ نے جواب دیا تو ریتا کا مسرت سے جگمگاتا ہوا چہرہ یکلخت لٹک سا گیا۔اس کی آنکھیں بجھ سی گئیں۔

" یہ بات تو میرے ذہن میں ہی نہیں آئی باس"....... ریتا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اس قدر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے ریتا۔ ہم نے بہرحال ہر پہلو کا جائزہ لینا ہوتا ہے۔بہرحال ابھی معلوم ہو جائے گا"....... وکرم سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے پڑے ہوئے کئی رنگ کے فون سیٹوں میں سے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

" ماورتی بول رہی ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" وکرم سنگھ بول رہا ہوں ماورتی۔اپنے آفس سے۔ تم ملٹری انٹیلی جنس سے معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ پاکیشیا کی وزارت دفاع

میں سپیشل ریکارڈ روم کب قائم ہوا تھا"....... وکرم سنگھ نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس"....... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو وکرم سنگھ نے رسیور رکھا اور پھر ریتا کی لائی ہوئی فائل کھول کر اسے دیکھنا شروع کر دیا۔ریتا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔پھر تقریباً بیس منٹ بعد سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وکرم سنگھ نے فائل سے سر اٹھایا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔شاید وہ چاہتا تھا کہ ریتا بھی دوسری طرف سے آنے والی آواز سن لے۔

" وکرم سنگھ بول رہا ہوں"....... وکرم سنگھ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" ماورتی بول رہی ہوں باس"....... دوسری طرف سے ماورتی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" یس۔کیا رپورٹ ہے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" باس۔پاکیشیائی وزارت دفاع میں سپیشل ریکارڈ روم دس سال قبل قائم کیا گیا تھا لیکن تین سال سے اب یہ ملٹری انٹیلی جنس کے ایک خاص سیکشن کے تحت ہے"....... ماورتی نے جواب دیا۔

" اوکے "....... وکرم سنگھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" یہ فائل بھی دس سال پرانی ہے۔ہو سکتا ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس نے ریکارڈ روم کو اپنی تحویل میں لے کر اس کے حفاظتی

انتظامات تبدیل کر دیئے ہوں"...... وکرم سنگھ نے رسیور رکھ کر سامنے بیٹھی ہوئی ریتا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ اس فائل کو پڑھ کر تو دیکھیں۔ پھر آپ کو خود بخود اندازہ ہو جائے گا کہ ایسا ہو بھی سکتا ہے یا نہیں"...... ریتا نے جواب دیا تو وکرم سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا مطلب۔ اس فائل سے کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ حفاظتی انتظامات تبدیل ہوئے ہیں یا نہیں"...... وکرم سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں نے اس فائل کو پڑھا ہے۔ اس میں سپیشل ریکارڈ روم کے حفاظتی انتظامات اس قدر سخت ہیں کہ ان میں کوئی جھول نہیں ہے۔ ایسی صورت میں انہیں تبدیل کرنے کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے"...... ریتا نے جواب دیا تو وکرم سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر فائل پر جھک گیا۔ اس نے پوری فائل کے ایک ایک صفحے کو بغور پڑھا اور پھر آخر میں ایک طویل سانس لے کر اس نے فائل بند کر دی۔

"تمہاری بات درست ہے۔ ایسے انتظامات کو تبدیل کرنا حماقت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ معمولی تبدیلیاں کی گئی ہوں لیکن بنیادی انتظامات بہرحال تبدیل نہیں کئے گئے ہوں گے لیکن اس احسان احمد کا کیا ہوا"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

"کیا ہونا تھا۔ میں نے اسے دولت دے دی اور اس سے فائل لے کر آ گئی"...... ریتا نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اس نے اگر کسی کو بتا دیا تو پھر۔ تمہیں اسے ہلاک کر دینا چاہئے تھا"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

"میں نے پہلے یہی سوچا تھا لیکن پھر میں نے اپنا ارادہ بدل دیا کیونکہ بہرحال وہ ایک حساس ادارے کے ریکارڈ روم کا انچارج ہے۔ اس کی اچانک اور اس انداز کی ہلاکت سے ملٹری انٹیلی جنس اور ملٹری حکام چونک پڑتے اور ظاہر ہے انہوں نے پھر تفصیلی انکوائری کرنی تھی اس طرح یہ بات سامنے آ سکتی تھی کہ وہ مجھ سے ملا تھا۔ گو میں نے اپنا تعلق ناروشا سے ظاہر کیا ہے لیکن بہرحال پھر بھی غیر ملکی تھی جبکہ وہ زندہ رہے گا تو ظاہر ہے اپنی زبان خود ہی بند رکھے گا"۔ ریتا نے جواب دیا۔

"گڈ۔ تم واقعی ذہین ہو۔ ویری گڈ۔ بہرحال اب دو باتیں طے ہو گئیں۔ ایک تو یہ کہ فارمولا اس سپیشل ریکارڈ روم میں موجود ہے وہاں سے اسے حاصل کیا جا سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ اس سپیشل ریکارڈ روم کا حدود اربعہ اور اس کے حفاظتی انتظامات کا بھی علم ہو گیا ہے۔ اب اس فارمولے کی کاپی حاصل کرنے کی پلاننگ کی جا سکتی ہے"...... وکرم سنگھ نے کہا اور ریتا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"باس۔ آپ اگر اجازت دیں تو میں اکیلی جا کر وہاں سے یہ

فارمولا حاصل کر لوں"....... ریتا نے کہا۔

" وہ کیسے"....... وکرم سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اس احسان احمد کے ذریعے اس سپیشل ریکارڈ روم کے کسی بھی آدمی کو کثیر دولت دے کر یہ کام آسانی سے کیا جا سکتا ہے"۔ ریتا نے کہا۔

" بشرطیکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تمہاری اس واردات کا علم نہ ہو سکے۔ تب ہی ایسا ہو سکتا ہے"....... وکرم سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ ان کا ملٹری انٹیلی جنس سے تو کوئی تعلق نہیں ہو سکتا"....... ریتا نے کہا۔

"یہی تو اصل مسئلہ ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی دائرے میں محدود نہیں رہتی۔ وہ ہر معاملے میں ٹانگ اڑا لیتی ہے اور یہ بھی ان کا ریکارڈ ہے کہ انہیں ایسے معاملات کا کسی نہ کسی انداز میں علم ہو جاتا ہے۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ماورتی معلوم کر سکتی ہے"....... وکرم سنگھ نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا اور ایک بار پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ماورتی بول رہی ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ماورتی کی آواز سنائی دی۔

" ماورتی۔ وزارت دفاع کے ریکارڈ روم کا انچارج احسان احمد ہے۔ اس سے میری ایک ماتحت نے کثیر دولت کے عوض ایک

فائل حاصل کی ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں اس معاملے کے بارے میں اعلیٰ حکام کو علم نہ ہو گیا ہو۔ کیا تم اس بارے میں معلومات حاصل کر سکتی ہو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"یس باس۔ بہت آسانی سے"....... ماورتی نے کہا۔

" تو معلوم کر کے مجھے اطلاع دو"....... وکرم سنگھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" باس۔ یہ ماورتی کون ہے"....... ریتا نے کہا۔

" یہ کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کے ایک خاص شعبے کی انچارج ہے۔ اس شعبے کا کام پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس اور فوجی حکام کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہے۔ اس کے مخبر وہاں موجود ہیں۔ اسے خصوصی طور پر ہمارے ساتھ تعاون کرنے کا حکم دیا گیا ہے"....... وکرم سنگھ نے جواب دیا تو ریتا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" باس۔ اس فائل میں جو انتظامات درج ہیں ان کے مطابق ہم سوائے ڈی ایکشن کے ویسے کسی صورت بھی یہ فارمولا حاصل نہیں کر سکتے"....... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ریتا نے کہا۔

" میں چاہتا ہوں کہ فارمولا بھی ہمارے پاس آ جائے اور پاکیشیا کو اس کا علم بھی نہ ہو سکے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" کیوں۔ اس کی وجہ"....... ریتا نے چونک کر پوچھا۔

" تاکہ پاکیشیا اس سسٹم کو تیار کر کے نصب کر لے اور وہ یہی سمجھے کہ اس کا دفاع ناقابل تسخیر ہو چکا ہے جبکہ ہم اس کا توڑ تیار کر

چکے ہوں اور پھر اچانک جب ہم پاکیشیا کا دفاعی نظام درہم برہم کر دیں گے تو وہ کسی صورت سنبھل ہی نہ سکے گا لیکن اگر اسے معلوم ہو گیا کہ فارمولا ہمارے پاس پہنچ چکا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ یا تو اس فارمولے میں تبدیلیاں کر دے گا یا پھر کوئی نیا سسٹم ایجاد کر لے گا۔ اس طرح ہمارے ہاتھ تو کچھ نہیں آئے گا"....... وکرم سنگھ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ وکرم سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ وکرم سنگھ بول رہا ہوں"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"مادرتی بول رہی ہوں باس"....... دوسری طرف سے مادرتی کی آواز سنائی دی تو وکرم سنگھ نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"باس۔ پاکیشیا کی وزارت دفاع کے ریکارڈ روم کا انچارج احسان احمد پکڑا جا چکا ہے اور اس نے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ اس نے سپیشل ریکارڈ روم کی فائل کی کاپی ناروشا کی ایجنٹ کو دی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس نے اس ناروشا کی ایجنٹ کو یہ بھی کنفرم کرا دیا ہے کہ اے ایف فارمولا سپیشل ریکارڈ روم میں موجود ہے اور باس اس بات کا بھی علم ہوا ہے کہ جو فائل احسان احمد نے ناروشا کی ایجنٹ کو دی ہے وہ پرانی فائل ہے۔ سپیشل ریکارڈ روم کے حفاظتی انتظامات اس دوران یکسر تبدیل کیے جا چکے ہیں اور باس اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ اس سے ملنے والی

ناروشا کی ایجنٹ نے خود اسے بتایا تھا کہ کافرستان کی کسی ایجنسی نے اسے اس کام کے لئے ہائر کیا ہے"....... دوسری طرف سے مادرتی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سامنے بیٹھی ہوئی ریتا کا چہرہ لٹک گیا جبکہ وکرم سنگھ کا چہرہ سپاٹ ہو گیا تھا۔

"احسان احمد کو کس نے گرفتار کیا ہے اور یہ کس بنیاد پر پکڑا گیا ہے"....... وکرم سنگھ نے پوچھا۔

"باس۔ جو تفصیلات ملی ہیں ان کے مطابق احسان احمد اس وقت ملٹری انٹیلی جنس کی تحویل میں ہے لیکن ملٹری انٹیلی جنس نے اسے براہ راست گرفتار نہیں کیا بلکہ اس کی گرفتاری پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذریعے عمل میں آئی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی علی عمران اسے ساتھ لے کر سیکرٹری وزارت دفاع کے آفس میں پہنچا اور پھر جو تفصیل میں نے بتائی ہے یہ اسی نمائندہ خصوصی نے سیکرٹری وزارت دفاع کو بتائی۔ وہاں ہمارا ایک آدمی مستقل موجود رہتا ہے۔ اس کے ذریعے یہ تفصیلات ہم تک پہنچی ہیں اور اس احسان احمد کو ملٹری انٹیلی جنس کی تحویل میں دے دیا گیا ہے"....... مادرتی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اب تم یہ معلوم کرو کہ اے ایف فارمولا اس سپیشل ریکارڈ روم سے نکال تو نہیں لیا گیا۔ کیا تم ایسا کر سکتی ہو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کتنا وقفہ چاہئے تمہیں اس کے لئے کیونکہ تمہاری اس رپورٹ پر ہی ہم کوئی ایکشن لے سکیں گے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"باس۔ ملٹری انٹیلی جنس کے جس سیکشن کے پاس سپیشل ریکارڈ روم کی سیکورٹی ہے اس سیکشن کا ایک آدمی ہمارا ہے۔ اگر وہ دستیاب ہو گیا تو ابھی چند منٹ میں معلومات مل جائیں گی ورنہ اس کی دستیابی پر ایسا ہو سکے گا"....... ماورتی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بہرحال کوشش کرو کہ جلد از جلد یہ کام ہو جائے"۔ وکرم سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"باس۔ میرا تو سارا کارنامہ تلپٹ ہو گیا۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آخر اس بارے میں کیسے معلوم ہو گیا اور پھر یہ کام تو ملٹری انٹیلی جنس کا ہے"....... ریتا نے بڑے افسردہ سے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی حدود کی تابع نہیں ہے اور مجھے پہلے ہی اس بات کا اندیشہ تھا کیونکہ تم نے مجھے بتایا ہے کہ تم نے احسان احمد کو نہ صرف زندہ چھوڑ دیا ہے بلکہ اسے کثیر دولت بھی دی ہے۔ ایسے لوگ دولت کا بے دریغ استعمال شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح یہ نظروں میں آجاتے ہیں اور پھر جبکہ ایسے آدمی کا تعلق بھی وزارت دفاع سے ہو جو انتہائی حساس وزارت ہے۔ بہرحال اب مجھے یقین ہے کہ یا تو اس فارمولے کو سپیشل ریکارڈ روم سے نکال لیا جائے گا یا دوسری صورت میں وہاں وہ لوگ ہمارے لئے ٹریپ بچھائے ہمارے منتظر ہوں گے"....... وکرم

سنگھ نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہو گا"....... ریتا نے کہا۔

"ماورتی کی رپورٹ آنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ ویسے اب جو بھی صورت ہو ہمارا ٹکراؤ اب براہ راست پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہو گا"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"انہیں ہمارے بارے میں تو علم نہیں ہو سکتا"....... ریتا نے کہا۔

"اس معاملے میں تو پاکیشیا سیکرٹ سروس شیطان کی طرح مشہور ہے۔ اسے بہرحال علم ہو جاتا ہے اور یقیناً اسے معلوم ہو گیا ہو گا یا وہ اس کھوج میں لگے ہوئے ہوں گے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"پھر باس آپ کا یہ خیال تو بہرحال اب قابل عمل نہیں رہا کہ پاکیشیا کو علم ہی نہ ہو سکے اور فارمولے کی کاپی ہم حاصل کر لیں"۔ ریتا نے کہا۔

"ہاں۔ دیکھو"....... وکرم سنگھ نے بجھے سے لہجے میں کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو وکرم سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر نہ صرف رسیور اٹھا لیا بلکہ اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس۔ وکرم سنگھ بول رہا ہوں"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"ماورتی بول رہی ہوں باس"....... دوسری طرف سے ماورتی کی

آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" فارمولا وہاں موجود ہے باس۔ لیکن سپیشل ریکارڈ روم کے حفاظتی انتظامات مزید سخت کر دیئے گئے ہیں اور سیکورٹی چیف کو بتا دیا گیا ہے کہ کافرستان کا نیا قائم شدہ فارن سیکشن یہاں حملہ کر کے فارمولا یا اس کی کاپی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اس لئے وہ ہر طرح سے ہوشیار رہیں اور خصوصی طور پر کافرستان میں اپنے ایجنٹس کو بھی الرٹ کر دیں کہ وہ فارن سیکشن کے بارے میں تفصیلات مہیا کریں"....... ماورتی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا کسی طرح سپیشل ریکارڈ روم کے اصل حفاظتی انتظامات کی تفصیل معلوم ہو سکتی ہے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" نو باس۔ اس خاص سیکشن میں کوئی مخبر نہیں ہے۔ یہ معلومات مجھے سیکرٹری وزارت دفاع کے آفس سے ملی ہیں"۔ ماورتی نے جواب دیا۔

"سیکورٹی چیف کا نام کیا ہے"....... وکرم سنگھ نے پوچھا۔

"کرنل طارق باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کا آفس کہاں ہے"....... وکرم سنگھ نے پوچھا۔

" وزارت دفاع سیکرٹریٹ میں ہے باس۔ چیف سیکورٹی آفس کے نام سے معروف ہے"....... ماورتی نے جواب دیا۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے"....... وکرم سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ

ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اب ایک ہی صورت رہ گئی ہے کہ ہم وہاں پاکیشیا پہنچ کر اس سیکورٹی آفس سے کوئی ایسا آدمی اغوا کریں جسے تمام معلومات کا علم ہو اور پھر اس کی مدد سے ہم اصل کام کریں اور یہ کام جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہونا چاہئے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"آپ اجازت دیں تو میں جا کر یہ کام کر لوں"....... ریتا نے کہا۔

" نہیں۔ اب پورا گروپ جائے گا۔ ہم نے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہے۔ اس سے پہلے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سنبھل سکے ہم نے اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ تم تیار رہنا میں تمہیں کال کر لوں گا"....... وکرم سنگھ نے کہا تو ریتا سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

" یس باس"....... ریتا نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا تھا جبکہ بلیک زیرو اس کے لئے کافی بنانے کے لئے کچن میں گیا ہوا تھا اور عمران ایک فائل کھول کر اس کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں باس"....... دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں نے فارن سیکشن کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں حالانکہ اسے اس انداز میں چھپایا گیا تھا کہ"....... ناٹران نے کہا۔

"کیا تفصیلات ہیں"....... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"سر۔ یہ چھ افراد پر مشتمل گروپ ہے۔ ان کا چیف وکرم سنگھ ہے جبکہ ممبرز میں تین مرد اور تین عورتیں شامل ہیں اور باس۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ گروپ کسی خصوصی مشن کے لئے ناپال گیا ہوا ہے۔ اس کی واپسی آئندہ ہفتے متوقع ہے"....... ناٹران نے جواب دیا۔

"ان کے نام، قدوقامت اور حلیوں کی کیا تفصیل ہے"۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا جبکہ اس دوران بلیک زیرو کچن سے واپس آکر کافی کی ایک پیالی عمران کے سامنے رکھ چکا تھا اور دوسری پیالی اٹھائے وہ میز کی دوسری طرف اپنی مخصوص کرسی پر جا کر بیٹھ گیا تھا اور اب فون میں موجود لاؤڈر کی وجہ سے وہ بھی دوسری طرف سے آنے والی آوازیں بخوبی سن رہا تھا۔

"صرف نام معلوم ہو سکے ہیں باس۔ حلیئے اور قدوقامت کی تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں"....... ناٹران نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ناپال کیا وہ بائی ایئر گئے ہیں یا کسی اور ذریعے سے"۔ عمران نے پوچھا۔

"میں نے ایئر پورٹ پر پڑتال کی ہے لیکن بائی ایئر کوئی گروپ نہیں گیا البتہ ہو سکتا ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ فلائٹ پر دوسرے ناموں

سے گئے ہوں۔ ویسے خیال یہی ہے کہ وہ بذریعہ ٹرین گئے ہوں
گے"...... ناٹران نے جواب دیا۔
" ناپال جانے کے بارے میں کس نے بتایا ہے"...... عمران
نے سرد لہجے میں پوچھا۔
" وکرم سنگھ کی پرسنل سیکرٹری کو ٹریس کر کے اس کی رہائش گاہ
سے اغوا کیا گیا لیکن اس عورت نے عام حالات میں زبان نہ کھولی تو
اس پر تشدد کیا گیا۔ تب اس نے یہی کچھ بتایا جو میں نے آپ کو بتایا
ہے۔ اس سے زیادہ بتانے سے پہلے وہ ہلاک ہو گئی۔ وہ کسی خاص
مرض میں مبتلا تھی جس کی وجہ سے زیادہ تشدد برداشت نہ کر سکی
تھی"...... ناٹران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
" اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں چھان بین کی ہے تم
نے"...... عمران نے پوچھا۔
" جو ہیڈ کوارٹر بتایا گیا ہے وہ خالی کر دیا گیا ہے۔ وہاں سے اس
پرسنل سیکرٹری کا کارڈ ہمیں مل گیا۔ اس کارڈ کی وجہ سے ہم اس کی
رہائش گاہ تک پہنچ گئے اور پھر اسے اغوا کیا گیا۔ اس سے ابھی ابتدائی
معلومات ہی حاصل کی گئی تھیں کہ وہ ہلاک ہو گئی"...... ناٹران نے
تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو"...... عمران نے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔
" ناپال شاید یہ ڈاج دینے کے لئے گئے ہوں گے"...... بلیک

زیرو نے کہا۔
" ہاں۔ ان کا خیال ہو گا کہ شاید کافرستان سے براہ راست پاکیشیا
آنے والوں کی نگرانی ہو رہی ہو اس لئے وہ ناپال سے جب پاکیشیا
پہنچیں گے تو ان کی نگرانی نہ ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں پہنچ بھی
چکے ہوں کیونکہ کافرستان سے ناپال اور ناپال سے پاکیشیا پہنچنے میں
زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
" چیف سیکورٹی آفس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔
" کرنل طارق سے بات کراؤ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
" یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" ہیلو۔ کرنل طارق بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک
بھاری سی آواز سنائی دی۔
" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔
عمران نے اس بار اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ کرنل
طارق سے تفصیلی ملاقات کر چکا تھا۔ ویسے بھی کرنل طارق عمران کو
اچھی طرح جانتا تھا کیونکہ کرنل طارق پہلے ملٹری انٹیلی جنس میں تھا
اور ایک خصوصی مشن میں وہ ملٹری انٹیلی جنس کی طرف سے عمران
کے ساتھ کام کر چکا تھا اس لئے وہ عمران کے بارے میں کافی کچھ جانتا

تھا۔

" آپ اپنا تفصیلی تعارف کسی سائنس دان سے کرایا کریں عمران صاحب۔ میں تو سیدھا سادا سپاہی ہوں۔ میرا سائنس سے کیا تعلق"....... دوسری طرف سے کرنل طارق کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" ارے یہ کوئی نیا محکمہ وجود میں آگیا ہے"....... عمران نے چونک کر کہا۔

" نیا محکمہ۔ کیا مطلب"....... کرنل طارق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے تو پولیس کا سپاہی، ٹریفک کا سپاہی اور فوج کا سپاہی ہوا کرتا تھا اب یہ سیدھا سادا سپاہی بھی سامنے آگیا ہے"....... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو کرنل طارق بے اختیار ہنس پڑا۔

" سیدھا سادا سے میرا مطلب تھا کہ ایسا آدمی جسے آپ کی طرح باتیں بنانا نہ آتی ہوں"....... کرنل طارق نے کہا۔

" چلو باتیں بنانا نہ آتی ہوں گی جلیبیاں بنانا تو آتی ہوں گی۔ دو چار کلو بنا کر بھجوا دینا۔ بڑی مدت ہوئی جلیبیاں کھائے ہوئے کیونکہ میرا باورچی آغا سلیمان پاشا جلیبیوں سے بڑا الرجک رہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے جلیبیاں کھانا ایسا ہے جیسے فلسفہ کھانا کیونکہ جلیبی بھی فلسفے کی طرح ٹیڑھی میڑھی اور پیچیدہ ٹائپ کی ہوتی ہے"....... عمران نے جواب دیا تو کرنل طارق ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" بات تو آغا سلیمان پاشا کی ٹھیک ہے لیکن آپ کو یہ اچانک جلیبیاں کیسے یاد آگئیں"....... کرنل طارق نے ہنستے ہوئے کہا۔

" سیدھا سادا پن اور جلیبی ایک دوسرے کے متضاد ہوتے ہیں اور کہا تو یہی جاتا ہے کہ ایک دوسرے کے متضاد ایک دوسرے میں کشش رکھتے ہیں"....... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو کرنل طارق کافی دیر تک ہنستا رہا۔

" آپ سے باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا عمران صاحب۔ بہرحال فرمائیے کیسے یاد کیا ہے"....... کرنل طارق نے سنجیدہ ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" مشرق کے لوگ خواہ مخواہ بدنام ہیں کہ زندہ کی بجائے مردوں کو یاد کرتے ہیں لیکن دیکھو ابھی تم زندہ ہو۔ اس کے باوجود میں تمہیں یاد کر رہا ہوں"....... عمران نے کہا۔

" میں آپ کا مشکور ہوں عمران صاحب"....... کرنل طارق نے ایک بار پھر ہنستے ہوئے کہا۔

" میں نے یہ کال اس لئے کی ہے کہ بعد میں تمہیں گلہ نہ ہو"۔ عمران نے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیا آپ کسی خطرے کی نشاندہی کر رہے ہیں"۔ کرنل طارق نے چونک کر پوچھا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" ہاں۔ تم ٹھیک سمجھے ہو اور مجھے خوشی ہے کہ تم اتنے بھی سیدھے سادے نہیں ہو کہ کوئی بات سمجھ ہی نہ سکو۔ کچھ نہ کچھ جلیبی

پن بہرحال تم میں موجود ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا
تو کرنل طارق ایک بار پھر عمران کے اس فقرے پر ہنس پڑا۔
" آپ پلیز مجھے کھل کر بتائیں۔ بہرحال میرے ذہن کی بناوٹ
میں اتنا بھی جلیبی پن نہیں ہے جتنا آپ کے ذہن میں ہو سکتا
ہے"...... کرنل طارق نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا تو اس بار
اس کی اس خوبصورت بات پر عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔
" کافرستان کا فارن سیکشن۔ سپیشل ریکارڈ روم سے اے ایف
فارمولا حاصل کرنے کے لئے روانہ ہو چکا ہے۔ رپورٹ یہ بھی ہے کہ
اس گروپ میں تین مرد اور تین عورتیں شامل ہیں۔ فارن سیکشن
کے چیف کا نام وکرم سنگھ ہے۔ فی الحال اس سے زیادہ تفصیل
نہیں مل سکی"...... عمران نے کہا۔
" ٹھیک ہے۔ میں ریڈ الرٹ کا آرڈر دے دیتا ہوں۔ جو بھی
ہوں گے بہرحال مارے جائیں گے"...... کرنل طارق نے اس بار
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
" ضروری نہیں ہے کہ یہ لوگ ڈی ایجنٹ کے انداز میں کام
کریں اس لئے تم لوگوں کو انتہائی ہوشیار اور محتاط رہنا ہوگا۔ پاکیشیا
سیکرٹ سروس بہرحال انہیں ٹریس کرنے کی کوشش کرے گی لیکن
چونکہ یہ سب لوگ پہلی بار سامنے آ رہے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ
یہ لوگ ٹریس ہونے سے پہلے ہی سپیشل ریکارڈ روم تک پہنچ جائیں
اس لئے اگر ایسا ہوا تو تم نے فوری طور پر سر سلطان کو اطلاع دینی

ہے۔ سر سلطان چیف آف سیکرٹ سروس تک اطلاع پہنچا دیں
گے"...... عمران نے کہا۔
" سر سلطان سیکرٹری وزارت خارجہ۔ انہی کی بات کر رہے ہیں
آپ"...... کرنل طارق نے چونک کر پوچھا۔
"ہاں۔ وہی"...... عمران نے جواب دیا۔
" اوہ نہیں جناب۔ وہ تو بہت بڑے افسر ہیں اور پھر ضروری نہیں
کہ اطلاع ان کے آفس میں ہی دی جائے۔ اس وقت وہ کسی میٹنگ
میں یا گھر پر ہو سکتے ہیں۔ میری تو جرأت نہیں ہے عمران صاحب۔
آپ کوئی اور جگہ بتا دیں"...... کرنل طارق نے کہا تو عمران بے
اختیار مسکرا دیا۔
"چیف آف سیکرٹ سروس سے صرف ان کا رابطہ ہی ہو سکتا ہے
کرنل طارق ورنہ صدر مملکت بھی چیف سے رابطہ نہیں کر سکتے۔
اگر آفس ٹائم میں اطلاع دینی ہو اور وہ کسی میٹنگ میں ہوں تو آپ
ان کے پی اے کو کہہ دیں کہ یہ اطلاع چیف تک پہنچانی ہے۔ پھر
چاہے سر سلطان کہیں بھی ہوں ان تک اطلاع پہنچ جائے گی اور وہ
چیف کو اطلاع کر دیں گے اور اگر آفس ٹائم نہ ہو تو آپ گھر میں
اطلاع دے دیں۔ سر سلطان چاہے گھر پر موجود ہو یا نہ ہوں جیسے ہی
آپ ان کے فون سیکرٹری کو چیف آف سیکرٹ سروس کا نام لیں گے
اطلاع ان تک پہنچ جائے گی"...... عمران نے وضاحت سے سمجھاتے
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ اگر آپ اپنا نمبر دے دیں تو زیادہ بہتر ہے"....... کرنل طارق اب بھی سر سلطان کے سلسلے میں ہچکچاہٹ کا شکار تھا۔ اس کی بات بھی درست تھی کہ سر سلطان کا عہدہ اتنا بڑا تھا کہ وہ جرأت ہی نہ کر پا رہا تھا کہ ان سے بات کرے حالانکہ وہ سیکرٹری وزارت دفاع ڈاکٹر بشارت کے کافی قریب تھا لیکن سر سلطان چونکہ سیکرٹریز میں سب سے سینئر تھے اور پھر ان کا رعب و دبدبہ، ان کی وزارت اس ٹائپ کی تھی کہ سیکرٹری لیول کے آفیسر بھی ان سے بات کرتے ہوئے گھبراتے تھے۔ یہ تو عمران ہی تھا جو انہیں انگلیوں پر نچاتا تھا اور وہ بھی اس لئے کہ سر سلطان جانتے تھے کہ عمران دراصل کیا ہے اور ملک کے لئے کیا کیا کرتا رہتا ہے اس لئے وہ اسے ہر حال میں نہ صرف برداشت کرتے تھے بلکہ صحیح معنوں میں وہ اسے اپنی حقیقی اولاد سے بھی زیادہ چاہتے تھے۔

"بھئی میں تو آوارہ گرد آدمی ہوں۔ دوسری بات یہ کہ اگرچہ میں چیف آف سیکرٹ سروس کا نمائندہ خصوصی ہوں لیکن مجھے بھی بہرحال سر سلطان کا ہی سہارا لینا پڑتا ہے۔ بہرحال تم بے فکر رہو میں کوشش کروں گا کہ ان لوگوں کو تم تک پہنچنے سے پہلے ہی ٹریس کر لوں"....... عمران نے کہا۔

"مجھے کوئی فکر نہیں ہے عمران صاحب کیونکہ میں اور میرے ساتھی اپنی جانیں تو دے سکتے ہیں لیکن دشمنوں کو دکٹری کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دیں گے۔ میں تو صرف سر سلطان کی وجہ سے یہ سب

کچھ کہہ رہا تھا۔ ٹھیک ہے۔ میں اطلاع دے دوں گا"....... کرنل طارق نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ اگر وہ فارمولا وہاں سے نکال لیتے تو زیادہ بہتر نہ تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اول تو اس سپیشل ریکارڈ روم کے انتظامات ایسے ہیں کہ کوئی فارمولے تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ دوسری بات یہ کہ اگر ہم ایسا کر لیتے تو کرنل طارق سمیت سب کا اعتماد بھی ختم ہو جاتا"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اگر آپ کہیں تو میں سیکرٹ سروس کو کہہ دوں کہ وہ اس گروپ کو ٹریس کریں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں کہہ دیتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ کافرستان کی تمام ۶ ایجنسیوں کی کمپیوٹر فائلیں چیک کرو۔ ان میں شاید وکرم سنگھ کے بارے میں معلومات اور اس کی تصویر وغیرہ مل جائے"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور ریکارڈ روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس"....... جولیا کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"کافرستان کا فارن سیکشن جو تین عورتوں اور چار مردوں پر مشتمل ہے کافرستان سے ناپال اور پھر ناپال سے پاکیشیا پہنچنے والا ہے یا پہنچ چکا ہے۔ان کا ٹارگٹ وزارت دفاع میں موجود سپیشل ریکارڈ روم سے اے ایف فارمولا حاصل کرنا ہے۔ان کے لیڈر کا نام وکرم سنگھ بتایا گیا ہے۔اس کے علاوہ اور کوئی تفصیلات فی الحال نہیں مل سکیں۔پوری ٹیم کو کہہ دو کہ وہ اس گروپ کو ٹریس کریں۔یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دو دو یا تین تین کی ٹولیوں میں تقسیم ہو کر کام کریں۔بہرحال یہ لوگ ٹارگٹ پر ہی کام کریں گے۔تم نے انہیں ٹریس کرنا ہے۔کسی بھی مشکوک آدمی کو مت چھوڑا جائے بلکہ اسے اغوا کر کے اس سے معلومات حاصل کی جائیں"۔ عمران نے کہا۔

"باس۔کیا یہ کوئی نئی پارٹی ہے"....... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔کافرستان نے نیا سیکشن قائم کیا ہے اور یہ لوگ پہلی بار پاکیشیا مشن پر آ رہے ہیں"....... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔پھر ایک طرف پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کو اپنی طرف گھسیٹ کر اس نے اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔علی عمران کالنگ۔اوور"....... عمران نے بار بار کال

دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔اوور"....... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے کال اٹنڈ کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے کافرستان کے فارن سیکشن کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"یہ لوگ یہاں بہرحال کسی گروپ کی مدد حاصل کریں گے تاکہ یہاں رہائش گاہ، گاڑیاں اور اسلحہ وغیرہ حاصل کر سکیں۔تم نے ایسے گروپس کا سراغ لگانا ہے جن کا تعلق ناپال سے ہو۔اوور"۔ عمران نے کہا۔

"ناپال سے۔وہ کیوں باس۔یہ لوگ تو کافرستانی ہیں۔اوور"۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ وہ کافرستانی ہیں اور انہیں بہرحال احسان احمد کے بارے میں بھی معلومات مل چکی ہوں گی اس لئے میرا خیال ہے کہ وہ ہمیں ڈاج دینے کے لئے ناپال سے کوئی ٹپ لے کر یہاں آئیں گے اور شاید اس لئے وہ ناپال گئے ہوں گے۔تم نے بہرحال پہلے ناپال اور پھر کافرستان سے متعلق گروپ کو چیک کرنا ہے۔اگر کوئی اطلاع ہو تو مجھے فوراً ٹرانسمیٹر پر کال کر کے بتانا ہے۔میں اس معاملے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔اوور"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس۔اوور"....... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔اسی لمحے بلیک زیرو واپس آ گیا۔

"نہیں عمران صاحب۔ وکرم سنگھ کے نام کی کوئی فائل ہمارے پاس موجود نہیں ہے"....... بلیک زیرو نے واپس آ کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ میں نے کئی بار سوچا ہے کہ کیوں نہ ہم اب ٹرانسمیٹر کی بجائے موبائل فون استعمال کریں۔ اس طرح کافی سہولت ہو سکتی ہے"....... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"صرف موبائل فون ہی کیوں۔ فیکس، انٹرنیٹ ایسی اور بھی بہت زیادہ الیکٹرونکس ڈیوائسز کام کر رہی ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی مسکراہٹ بتا رہی ہے کہ میں نے غلط بات کی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے تمہیں ہزار بار کہا ہے کہ ہر بات گہرائی میں جا کر سوچا کرو۔ تمہیں معلوم ہے کہ رازداری ہمارے کام میں کس قدر اہمیت رکھتی ہے اور موبائل فونز کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ یہ سنے جاتے ہیں۔ یہ ٹریس ہو سکتے ہیں جبکہ عام فون کا استعمال اس قدر زیادہ ہے کہ ان کے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس طرح ٹرانسمیٹر کالز کا بھی سلسلہ یہی ہے جبکہ فیکس اور انٹرنیٹ وغیرہ سب چیک ہو سکتے ہیں۔ اب تم خود سوچو کہ اگر یہ سب کچھ چیک ہو جائے تو ہمارا کیا حشر ہو گا"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر شرمندگی کے

تاثرات ابھر آئے۔

"آئی ایم سوری عمران صاحب۔ واقعی مجھے اس پہلو پر خود ہی سوچنا چاہئے تھا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ویسے تمہیں موبائل فون پر بات کرنے کا شوق ہے تو میں ایک ایک سیٹ تمہیں اور آغا سلیمان پاشا کو دلا دیتا ہوں۔ چلو تم اس کی مدد سے آغا سلیمان پاشا سے کچھ کھانے پکانے کی ترکیبیں بھی سیکھ لو گے"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ عمران کی بات کا جواب دیتا ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ کیا عمران موجود ہے یہاں"....... دوسری طرف سے سر سلطان کی متوحش سی آواز سنائی دی۔

"نہ بھی موجود ہو تو سلطان کے حکم کی وجہ سے اسے موجود ہونا پڑے گا"....... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ یہ تم نے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل طارق کو کیا ہدایت دی ہے کہ وہ مجھے اطلاع دے"....... سر سلطان نے کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا۔ کیا اس نے کوئی اطلاع دی ہے"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس نے ڈاکٹر بشارت سے بات کی ہے کہ تم نے اسے یہ

ہدایت دی ہے۔ ڈاکٹر بشارت نے کہا ہے کہ اس طرح ان کی وزارت کا ڈسپلن خراب ہو جائے گا کیونکہ وہ بہرحال وزارت دفاع کے تحت ہے"....... سر سلطان نے کہا۔

" یہ اطلاع کسی شادی کی نہیں ہو گی سر سلطان۔ یہ انتہائی اہم فارمولے کی حفاظت کا مسئلہ ہے۔ اس فارمولے کی حفاظت کا جس پر آئندہ پاکیشیا کے دفاع کا انحصار ہے اس لئے ڈاکٹر بشارت کو آپ چیف کی طرف سے کہہ دیں کہ وہ اس معاملے کی اہمیت کو سمجھے ورنہ دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ڈاکٹر بشارت کو اس عہدے سے فارغ کر کے وزارت خارجہ کے ساتھ ساتھ وزارت دفاع بھی آپ کے حوالے کی جا سکتی ہے"....... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ایسا نہ کرنا عمران بیٹے ۔ میں ڈاکٹر بشارت کو سمجھا دوں گا"....... سر سلطان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اسے بتا دیں کہ یہ وزارتی ڈسپلن یا پروٹوکول دیکھنے کا وقت نہیں ہے اور آپ بھی الرٹ رہیں۔ جیسے ہی کرنل طارق آپ کو کوئی اطلاع دے آپ نے فوری طور پر یہ اطلاع چیف کو پہنچانی ہے"....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں اس کا بندوبست کر لوں گا۔ تم بے فکر رہو۔ ایسے ہی ہو گا"....... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک غصے

اور ناراضگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

" اس قدر اہم معاملہ ہے اور ڈاکٹر بشارت کو پروٹوکول اور ضابطوں کی فکر ہے۔ نانسنس"....... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ سپیشل ریکارڈ روم بہرحال وزارت دفاع کے احاطے کے اندر ہے۔ یہ لوگ وہاں تک پہنچنے کے لئے بہرحال اندر تو داخل ہوں گے اس لئے کیوں نہ ہم وزارت دفاع کی عام سیکورٹی میں اپنے ممبران کو شامل کر دیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔ وہ شاید موضوع بدلنا چاہتا تھا۔

" وہ تربیت یافتہ افراد ہیں۔ ویسے بھی وہ لوگ گنیں ہاتھوں میں اٹھائے جلوس نکال کر اندر داخل نہیں ہوں گے اور نہ انہوں نے سپیشل ریکارڈ روم پر میزائل فائر کرنے ہیں۔ انہوں نے بہرحال فارمولا چرانا ہے اس لئے وہ کوئی نہ کوئی پلاننگ بنائیں گے اور ہم نے اس پلاننگ کو چیک کرنا ہے اور انہیں روکنا ہے"....... عمران نے جواب دیا۔

" کیا کرنل طارق یا اس کے آدمی اس پلاننگ کو چیک کر لیں گے"....... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" بظاہر جو انتظامات ہیں ان کے مطابق تو ایسا ہو سکتا ہے۔ بہرحال ہم اس وقت تک سامنے نہیں آئیں گے جب تک کوئی حتمی اطلاع نہ مل جائے ورنہ ہمارے سامنے آنے پر وہ لوگ اپنی پلاننگ تبدیل بھی کر سکتے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"ہم ظاہر ہے عام سیکورٹی افراد کے میک اپ میں ہوں گے۔ سامنے کیسے آسکیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ممبران کے مخصوص قدوقامت اور ان کا مخصوص انداز ہی انہیں سب کچھ بتا دے گا۔ تم نے دیکھا نہیں کہ انہوں نے کس طرح احسان احمد کو ڈیل کیا ہے۔ اگر احسان احمد کثیر دولت کو اس طرح لٹانے کی حماقت نہ کرتا اور ٹائیگر آنکھیں کھلی نہ رکھتا تو ہمیں کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سرداور اپنے آفس میں موجود تھے کہ دروازہ کھلا اور ایک خوبرو نوجوان اندر داخل ہوا تو سرداور اسے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ۔ ڈاکٹر فراست علی تم۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... سرداور نے چونک کر پوچھا۔

"کام میں رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ تھری زیڈ ٹی ایکس مالیکیول بریک نہیں ہو رہا۔ میں نے ہر طرح سے کوشش کر لی ہے"۔ نوجوان نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیا کوشش کی ہے۔ مجھے بتاؤ"...... سرداور نے کہا تو نوجوان نے تفصیل بتانی شروع کر دی جسے سرداور غور سے سنتے رہے۔

"ہونہہ۔ واقعی اس کے علاوہ اور کیا کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے

بغیر تو کام آگے نہیں بڑھے گا۔ پھر"...... سرداور نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر تصدق اسے بریک کر سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس پر سپیشلائز بھی کیا ہے اور ان کا پراجیکٹ بھی یہی ہے۔ آپ انہیں کال کر کے یہاں بلوا لیں"...... ڈاکٹر فراست علی نے کہا تو سرداور بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ ہاں۔ واقعی اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا۔ ایک منٹ۔ میں اس سے بات کرتا ہوں"...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور اٹھایا اور چند نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ان کے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"زیرو ون لیبارٹری میں ڈاکٹر تصدق سے میری بات کراؤ"۔ سرداور نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سرداور نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سرداور نے کہا۔

"سر۔ ڈاکٹر تصدق ایک ہفتے کی چھٹی پر ہیں۔ میں نے ان کی رہائش گاہ کا نمبر معلوم کر کے وہاں فون کیا تو وہاں سے بتایا گیا کہ ڈاکٹر تصدق اپنی کسی عزیزہ کی عیادت کے لئے قریبی شہر رسول نگر گئے ہوئے ہیں۔ ان کی واپسی کل کسی وقت ہو گی"...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"وہاں رسول نگر میں فون نہیں ہے"...... سرداور نے سرد لہجے میں کہا۔

"جی میں نے پوچھا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہاں کا فون نمبر انہیں معلوم نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس نے بات کی ہے۔ ان کی بیگم نے یا کسی اور نے"۔ سرداور نے پوچھا۔

"ان کی بیگم بھی ان کے ساتھ گئی ہوئی ہیں۔ گھر میں ان کا ایک ملازم موجود ہے"...... پرسنل سیکرٹری نے کہا۔

"ڈاکٹر تصدق انتہائی ذمہ دار آدمی ہیں۔ انہوں نے لازماً وہاں کا فون نمبر لیبارٹری میں لکھوایا ہو گا۔ تم وہاں کال کر کے معلوم کرو اور پھر مجھے بتاؤ"...... سرداور نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سرداور نے رسیور رکھ دیا۔

"کل ان سے بات کر لیں گے سر"...... ڈاکٹر فراست علی نے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر فراست علی۔ جو کام آج ہو سکتا ہے اسے کل پر چھوڑنا حماقت ہے۔ کل کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... سرداور نے کہا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے سر"...... ڈاکٹر فراست علی نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی

تو سرداور نے رسیور اٹھالیا۔

"یس"....... سرداور نے کہا۔

"ڈاکٹر تصدق نے رسول نگر کا فون نمبر لیبارٹری میں لکھوایا تھا۔ میں نے اس نمبر پر کال کی ہے۔ ڈاکٹر تصدق صاحب سے بات کریں"....... دوسری طرف سے سرداور کے پرسنل سیکرٹری نے کہا۔

"ہیلو۔ داور بول رہا ہوں"....... سرداور نے کہا۔

"سرداور۔ میں ڈاکٹر تصدق بول رہا ہوں۔ خیریت ہے"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری لیکن تشویش بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ خیریت ہے ڈاکٹر تصدق۔ آپ کو معلوم ہی ہو گا کہ ہمارے ہاں ایم ڈیفنس کے ایک خاص فارمولے پر کام ہو رہا ہے اور اس سلسلے میں ڈاکٹر فراست علی کام کر رہے ہیں"۔ سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے مزید ضروری تفصیل بھی بتا دی اور اصل مسئلہ بھی۔

"اوہ۔ اس کے لئے تو تفصیل سے بات ہو گی سرداور۔ تب ہی اس کا کوئی حل سامنے آسکتا ہے۔ میں کل دارالحکومت آجاؤں گا پھر آپ کو فون کر کے وہیں آپ کے پاس ہی حاضر ہو جاؤں گا اس کے بعد تفصیل سے بات ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ آپس میں بات کر کے ہم اس کا کوئی نہ کوئی حل تلاش کر لیں گے"....... ڈاکٹر تصدق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ فوری طور پر دارالحکومت نہیں آسکتے۔ میں چاہتا ہوں

کہ کام میں رکاوٹ نہ آئے اور کام آگے بڑھتا رہے"....... سرداور نے کہا۔

"اس وقت تو ممکن نہیں ہے سرداور کیونکہ میری عزیزہ بہت بیمار ہیں اور ہم ابھی یہاں پہنچے ہیں۔ ابھی فوراً واپسی نہیں ہو سکتی۔ میں کل خود حاضر ہو جاؤں گا۔ آپ بے فکر ہیں"....... ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں ڈاکٹر فراست علی کو آپ کے پاس بھیج دیتا ہوں۔ ایک گھنٹے میں وہ آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ ایک گھنٹہ بات چیت کے بعد وہ واپس آجائیں گے۔ اس طرح تین چار گھنٹوں کے بعد کام تو شروع ہو جائے گا ورنہ کافی وقت ضائع ہو جائے گا"....... سرداور نے کہا تو دوسری طرف ڈاکٹر تصدق بے اختیار ہنس پڑے۔

"میں آپ کی فطرت کو سمجھتا ہوں سرداور۔ کام کے دوران معمولی سی رکاوٹ بھی آپ کو چین نہیں لینے دیتی۔ ٹھیک ہے آپ ڈاکٹر فراست علی کو بھیج دیں۔ میں پتہ تفصیل سے بتا دیتا ہوں"....... ڈاکٹر تصدق نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے پتہ تفصیل سے بتا دیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ آپ کو تکلیف تو ہو گی اس کے لئے میں پیشگی معذرت خواہ ہوں لیکن میری نظر میں یہ کام بے حد اہمیت کا حامل ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ جلد از جلد مکمل ہو جائے"۔

سرداور نے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ آپ انہیں بھجوا دیں میں ان کا انتظار کروں گا"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر تصدق نے کہا تو سرداور نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" آپ ڈرائیور کو لے کر چلے جائیں ڈاکٹر فراست علی"۔ سرداور نے کہا۔

" یس سر"...... ڈاکٹر فراست علی نے کہا اور سرداور نے اسے ڈاکٹر تصدق کا بتایا ہوا پتہ بتا دیا تو ڈاکٹر فراست علی اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کر کے آفس سے باہر چلے گئے تو سرداور نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب انہیں اطمینان ہو گیا تھا کہ فارمولے پر کام تیزی سے آگے بڑھ سکے گا۔ دراصل جب سے عمران نے انہیں بتایا تھا کہ اس فارمولے کے حصول کے لئے کافرستان کوشش کر رہا ہے تب سے وہ اسے جلد از جلد مکمل کرنا چاہتے تھے ورنہ شاید وہ اتنی جلدی ہی نہ کرتے۔ انہوں نے سامنے رکھی ہوئی فائل پر نظریں جما دیں اور اس کے مطالعہ میں مصروف ہو گئے۔ پھر نجانے کتنا وقت گزر گیا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سرداور نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... سرداور نے تیز لہجے میں کہا کیونکہ کام کے دوران وہ عام طور پر ڈسٹربنس پسند نہیں کیا کرتے تھے۔

" ڈاکٹر فراست علی صاحب سے بات کریں سر"...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے کہا تو سرداور بے اختیار چونک پڑے۔

" کراؤ بات"...... سرداور نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر فراست علی بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر فراست علی کی آواز سنائی دی۔

" کہاں سے بات کر رہے ہیں آپ"...... سرداور نے پوچھا۔

" رسول نگر سے سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کیا بات ہے"...... سرداور نے پوچھا۔

" سر۔ ڈاکٹر تصدق صاحب سے تفصیلی بات ہوئی ہے لیکن مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ انہوں نے اس سلسلے میں ڈاکٹر ذیشان کا ریفرنس دیا ہے لیکن ڈاکٹر ذیشان سٹار لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں اور وہاں صرف آپ ہی رابطہ کر سکتے ہیں کیونکہ وہاں نہ میں ہی بات کر سکتا ہوں نہ ہی ڈاکٹر تصدق"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ڈاکٹر تصدق سے میری بات کرائیں"...... سرداور نے کہا۔

" ہیلو سرداور۔ میں ڈاکٹر تصدق بول رہا ہوں۔ ہم نے انتہائی تفصیل سے اس مسئلے پر بات کی ہے لیکن جس انداز میں اسے ڈاکٹر فراست علی بریک کرنا چاہتے ہیں اس انداز میں یہ بریک نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام متعلقہ تھیوریاں ہم نے تفصیل سے ڈسکس کر لی ہیں۔ ان تھیوریوں کے ذریعے بریک ہونے کے بعد ڈاکٹر فراست

علی کے پراجیکٹ پر کام نہیں ہو سکے گا۔ البتہ یہ کام ڈاکٹر ذیشان آسانی سے کر سکتے ہیں۔ میری ان سے ایک بار گفتگو ہوئی تھی۔ اس میں انہوں نے بتایا تھا کہ انہوں نے اے ایکس وی بریک کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے اور ڈاکٹر فراست علی کو بھی اے ایکس وی ہی بریک کرنا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ ڈاکٹر ذیشان سٹار لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں اور وہاں ہمارا تو ان سے رابطہ ہی نہیں ہو سکتا"۔ ڈاکٹر تصدق نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ فون ڈاکٹر فراست علی کو دیں"...... سرداور نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر فراست علی کی آواز سنائی دی۔

"آپ واپس لیبارٹری آ جائیں۔ میں ڈاکٹر ذیشان سے بات کرتا ہوں۔ پھر جیسے بھی پروگرام بنے گا ویسے ہی کام آگے بڑھائیں گے"...... سرداور نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر فراست علی نے جواب دیا اور سرداور نے ہاتھ بڑھا کر نہ صرف کریڈل دبا دیا بلکہ فون کے نیچے لگا ہوا ایک مخصوص بٹن بھی پریس کر کے اسے نہ صرف ڈائریکٹ کر دیا بلکہ اب یہ فون ہر لحاظ سے محفوظ بھی ہو گیا تھا۔ کریڈل دبنے کی وجہ سے ٹون آ گئی تھی۔ سرداور نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سٹار لیبارٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی

دی۔

"داور بول رہا ہوں ریڈ لیبارٹری سے۔ ڈاکٹر ذیشان سے بات کرائیں"...... سرداور نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر ذیشان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ لیکن انتہائی باوقار سی آواز سنائی دی۔

"داور بول رہا ہوں ڈاکٹر ذیشان"...... سرداور نے کہا۔

"اوہ سر آپ۔ خیریت۔ کیسے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا تو سرداور نے انہیں ساری تفصیل بتا دی۔

"ڈاکٹر تصدق نے درست بتایا ہے۔ میں اے ایکس وی بریک کر دوں گا لیکن اس کے لئے آپ کو ڈاکٹر فراست علی کو میرے پاس سٹار لیبارٹری بھیجنا پڑے گا کیونکہ یہ بات فون پر نہیں ہو سکتی اور میں یہاں ایک ایسے پراجیکٹ میں پھنسا ہوا ہوں کہ یہاں سے میرا نکلنا تقریباً ناممکن ہے"...... ڈاکٹر ذیشان نے کہا۔

"لیکن سٹار لیبارٹری میں ڈاکٹر فراست علی کا داخلہ کیسے ہو گا۔ وہاں تو انتہائی سخت ترین پابندی ہے"...... سرداور نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے لئے آپ کو صدر مملکت سے خصوصی اجازت لینی ہو گی"...... ڈاکٹر ذیشان نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ میں کچھ کرتا ہوں"...... سرداور نے کہا اور

اس کے ساتھ ہی سلام دعا کے بعد انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ صدر صاحب سے اجازت لینا خاصا دشوار مرحلہ تھا۔ وہ سوچ رہے تھے کہ اس سلسلے میں کیسے بات کریں کہ اچانک انہیں ڈاکٹر بشارت کا خیال آ گیا۔ انہوں نے رسیور اٹھایا اور دو تین نمبر پریس کر دیئے۔

" یس سر"....... دوسری طرف سے ان کے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" سیکرٹری دفاع ڈاکٹر بشارت سے میری بات کراؤ"....... سرداور نے کہا۔

" یس سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور سرداور نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"....... سرداور نے کہا۔

" سر ڈاکٹر بشارت صاحب کے سیکرٹری سے بات کیجئے "۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ ریڈ لیبارٹری سے داور بول رہا ہوں"....... سرداور نے کہا۔

" یس سر۔ پی اے ٹو سیکرٹری دفاع۔ سر حکم فرمایئے "۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" ڈاکٹر بشارت سے بات کرائیں "....... سرداور نے کہا۔

" ہیلو"....... چند لمحوں بعد ڈاکٹر بشارت کی مخصوص باوقار سی آواز سنائی دی۔

" ریڈ لیبارٹری سے داور بول رہا ہوں جناب"....... سرداور نے کہا۔

" اوہ۔ سرداور آپ۔ خیریت۔ کیسے فون کیا ہے"....... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا تو سرداور نے ڈاکٹر فراست علی کے سلسلے میں ساری بات تفصیل سے بتا دی۔

" اب سٹار لیبارٹری میں داخلے کے لئے صدر صاحب کی خصوصی اجازت کی ضرورت نہیں رہی۔ انہوں نے اس سلسلے میں اپنے اختیارات مجھے سونپ دیئے ہیں۔ آپ ڈاکٹر فراست علی کو میرے آفس بھجوا دیں۔ میں انہیں سپیشل کارڈ بنا دوں گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوہ۔ بے حد شکریہ۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ اہم فارمولا جلد از جلد مکمل ہو سکے "....... سرداور نے کہا۔

" یہ وہی فارمولا ہے جس کے پیچھے کافرستانی ایجنٹ کام کر رہے ہیں"....... ڈاکٹر بشارت نے کہا تو سرداور بے اختیار چونک پڑے۔

" کافرستانی ایجنٹ۔ کیا مطلب"....... سرداور نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔ حالانکہ عمران انہیں اشارتاً پہلے ہی بتا چکا تھا لیکن وہ نہیں چاہتے تھے کہ ڈاکٹر بشارت کو ان کے اور عمران کے اس انداز کے رابطے کا علم ہو سکے کیونکہ جو کچھ ڈاکٹر بشارت بتا رہے

تھے وہ بہرحال ٹاپ سیکرٹ تھا اور ڈاکٹر بشارت نے مختصر طور پر تفصیل بتادی۔

" اوہ۔ پھر تو ڈاکٹر فراست علی کا لیبارٹری سے باہر جانا ہی خطرناک ہے اور دوسری بات یہ کہ سپیشل ریکارڈ روم سے وہ فارمولا فوراً نکلوا لینا چاہئے "...... سرداور نے کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ڈاکٹر فراست علی کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا اور فارمولا بھی محفوظ ہے۔ کافرستانی ایجنٹ چاہے لاکھ کوشش کر لیں وہ اسے کسی صورت بھی حاصل نہیں کر سکتے "...... ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

" ٹھیک ہے سر۔ اگر آپ مطمئن ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔ میں تو واقعی آپ کی بات سن کر گھبرا گیا تھا "...... سرداور نے کہا۔

" آپ صرف سائنس دان ہیں سرداور جبکہ میں نے ہر قسم کی سیٹوں پر کام کیا ہوا ہے اس لئے مجھے معلوم ہے کہ کن حالات میں کیا ہوتا ہے اور کیسے ہوتا ہے۔ بہرحال آپ ڈاکٹر فراست علی کو میرے پاس بھجوا دیں۔ میں ان کا انتظار کروں گا "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سرداور نے رسیور رکھ دیا لیکن اب ان کے چہرے پر گہری پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ اب چونکہ ڈاکٹر بشارت سے بات کر چکے تھے اس لئے اب وہ یہ بات واپس بھی نہیں لے سکتے تھے اور اب انہیں ڈاکٹر فراست علی کو لیبارٹری سے باہر بھیجنے پر واقعی پریشانی ہو رہی تھی۔ وہ کافی دیر

تک بیٹھے سوچتے رہے۔ پھر انہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھایا۔ فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے دوبارہ ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" سلیمان بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد عمران کے باورچی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

" داور بول رہا ہوں سلیمان۔ عمران سے انتہائی اہم بات کرنی ہے۔ کیا وہ فلیٹ میں موجود ہے "...... سرداور نے کہا۔

" نہیں جناب۔ بہرحال میں انہیں ٹریس کر کے ابھی آپ کا پیغام ان تک پہنچا دیتا ہوں۔ وہ آپ سے خود ہی رابطہ کر لیں گے "۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" اوکے شکریہ "...... سرداور نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد ساتھ پڑے ہوئے ان کے خصوصی نمبروں والے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ براہ راست فون تھا اس لئے سرداور سمجھ گئے تھے کہ یہ عمران کی طرف سے کال ہے۔

" داور بول رہا ہوں "...... سرداور نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ابھی سلیمان نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے خود میرے فلیٹ پر فون کیا ہے اور یقین کیجئے کہ میں سلیمان کی بات سن کر نہ صرف خوشی سے اچھل پڑا بلکہ اس قدر اونچا اچھلا کہ واپس زمین تک پہنچتے پہنچتے مجھے دس منٹ لگ گئے "...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"کیوں۔ کیا میں تمہارے فلیٹ پر فون نہیں کر سکتا"۔ سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ جیسے بڑے سائنس دان کا مجھ جیسے حقیر فقیر پر تقصیر بندہ نادان کو فون کرنے کی عزت بخشنا اتنا بڑا اعزاز ہے کہ یہ تو میں بڑا ڈھیٹ واقع ہوا ہوں کہ اچھلنے کے بعد دس منٹ بعد بہرحال واپس زمین پر آگیا ورنہ میری جگہ کوئی قدر شناس ہوتا تو شاید اس کی واپسی ہی مشکل ہو جاتی"....... عمران نے جواب دیا تو سرداور اس کے اس خوبصورت اور گہرے طنز پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"خدا تم سے سمجھے۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ اے ڈی ایف فارمولے کے سلسلے میں کیا واقعی کافرستانی ایجنٹ یہاں پاکیشیا میں کام کر رہے ہیں"....... سرداور نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا آپ واقعی یہ چاہتے ہیں کہ میں اچھلنے کے بعد واپس نہ آؤں"....... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات۔ میں سنجیدگی سے بات کر رہا ہوں"....... سرداور نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ حقیقتاً عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھے تھے۔

"پہلے میں خوشی سے اچھلا تھا اس لئے دس منٹ بعد بہرحال واپسی ہو گئی تھی کیونکہ مجھ جیسے عام آدمی کو ملنے والی خوشی دیرپا نہیں ہوا کرتی لیکن اب آپ کی بات سننے کے بعد مجھے حیرت سے اچھلنا پڑے گا اور جس طرح تصوف میں یہ کہا جاتا ہے کہ ایک مقام حیرت

بھی ہوتا ہے اور جو اس مقام حیرت میں پھنس جائے وہ نہ آگے جا سکتا ہے اور نہ واپس آسکتا ہے اور لوگ اسے پاگل کہنا شروع کر دیتے ہیں"....... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تھی۔

"خدا تم سے سمجھے۔ تم یقیناً روزانہ ایک درجن کوؤں کا دماغ کھاتے ہو گے اس لئے مسلسل اور نان سٹاپ بولتے ہو"۔ سرداور نے کہا۔

"کوؤں کے پاس واقعی دماغ ہوتا ہے۔ بچپن میں سکول میں ایک کہانی پڑھائی جاتی تھی "پیاسا کوا" اس پیاسے کوے کو مٹکے کی تہہ میں پڑا پانی پینا ہوتا ہے لیکن اس کی چونچ پانی کی سطح تک نہیں پہنچ سکتی تو وہ کنکریاں اٹھا کر مٹکے میں ڈالنا شروع کر دیتا ہے اس طرح پانی کی سطح بلند ہو جاتی ہے اور وہ اطمینان سے پانی پی لیتا ہے۔ میں نے جب بھی یہ کہانی پڑھی تو مجھے کوے کے دماغ کا قائل ہونا پڑا۔ میں نے اپنے استاد سے کہا کہ میں کوا بننا چاہتا ہوں۔ میرا مطلب ہے عقلمند تو انہوں نے مجھے ہدایت کی کہ میں سائنس دان بن جاؤں۔ میری حسرت پوری ہو جائے گی"....... عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ وہ عمران کی چوٹ کو سمجھ گئے تھے۔

"تو اس طرح تم بہرحال کوے بن ہی گئے۔ یہی کہنا چاہتے ہو تم اور شاید اسی لئے تم یہ سائنسی ڈگریاں بھی دوہراتے رہتے ہو"۔ سرداور نے کہا۔

"جہاں دو دماغ ہوں وہاں میری ڈگریاں بے چاری کیا کر سکتی ہیں۔ بہرحال آپ نے یہ بات کیوں کی ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"....... عمران نے کہا تو سرداور نے ڈاکٹر فراست علی کی مشکل سے لے کر ڈاکٹر بشارت سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

"آپ ڈاکٹر فراست علی کو سٹار لیبارٹری بھجوا دیں۔ کافرستانی ایجنٹوں کا ٹارگٹ سپیشل ریکارڈ روم ہے۔ انہیں ڈاکٹر فراست علی کے کام کا تو علم ہے کیونکہ انہوں نے ڈاکٹر فراست علی کی منگیتر کو اغوا کرنے کی کوشش کی تھی لیکن انہیں بہرحال یہ معلوم نہیں ہے کہ ڈاکٹر فراست علی کس لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں اور بہرحال کام میں رکاوٹ نہیں آنی چاہئے"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اگر تمہارا خیال یہی ہے تو پھر ٹھیک ہے ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر فراست علی کو ڈاکٹر بشارت سے کارڈ لے کر تمہارے فلیٹ پر بھجوا دوں اور پھر تم خود اسے سٹار لیبارٹری لے جاؤ تاکہ کسی قسم کا خدشہ باقی نہ رہے"....... سرداور نے کہا۔

"ڈاکٹر فراست علی اگر میرے فلیٹ پر آ گئے تو پھر ہو سکتا ہے کہ انہیں سٹار لیبارٹری جانے کی ضرورت ہی نہ پڑے کیونکہ ہر قسم کی بریکج کا سامان آغا سلیمان پاشا کے پاس موجود ہے۔ وہ جب بھی بکری کی سری پکانے کے لئے لاتا ہے تو خود اسے بریک کرتا ہے کیونکہ اس کا کہنا ہے کہ دماغ چاہے بکری کا ہی کیوں نہ ہو اسے باہر کی ہوا نہیں

لگنی چاہئے"....... عمران نے کہا تو سرداور اس کی بات پر کافی دیر تک بے اختیار ہنستے رہے۔

"باہر کی ہوا والا محاورہ تم نے واقعی خوب بولا ہے۔ اوکے اللہ حافظ"....... سرداور نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر جب ڈاکٹر فراست علی واپس آ گئے تو سرداور نے اسے بریف کر دیا کہ وہ ڈاکٹر بشارت سے ان کے آفس میں جا کر ملے اور وہاں سے کارڈ لے کر سٹار لیبارٹری جا کر ڈاکٹر ذیشان سے ملاقات کرے اور ڈاکٹر فراست علی سر ہلاتا ہوا اٹھا اور آفس سے باہر چلا گیا تو سرداور نے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا کیونکہ انہیں یقین تھا کہ ان کے ذہن میں جو خدشہ تھا وہ غلط تھا۔ اگر واقعی ڈاکٹر فراست علی کو کوئی خطرہ ہوتا تو عمران اس کا ضرور کوئی بندوبست کرتا۔

وکرم سنگھ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پاکیشیا دارالحکومت کی ایک نو تعمیر کوٹھی میں موجود تھا۔ اس کوٹھی کا بندوبست اس نے مادرتی کے آدمیوں کے ذریعے کرایا تھا کیونکہ وہ کوئی ایسا رسک نہیں لینا چاہتا تھا جس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ان کے بارے میں معلومات مل سکیں۔ وہ سب میک اپ میں تھے۔ ان کے پاس ایسے کاغذات تھے جن کی رو سے ان کا تعلق پاکیشیا کے ایک اور بڑے شہر میں واقع یونیورسٹی سے تھا اور وکرم سنگھ نے مادرتی کے آدمیوں کی مدد سے اس یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے ان آدمیوں کو اغوا کرا کر قید میں رکھوا دیا تھا اور پھر ان کا میک اپ کیا گیا تاکہ اگر ان کے کاغذات کی چیکنگ ہو تب بھی کاغذات درست ثابت ہو سکیں۔ یونیورسٹی میں ان دنوں چھٹیاں تھیں اس لئے وہ پاکیشیا دارالحکومت کی قدیم عمارتوں کا سروے کرنے کے لئے یہاں آئے ہوئے تھے۔

یونیورسٹی میں ان کا تعلق شعبہ آثار قدیمہ سے بھی تھا اور موجودہ میک اپ میں وکرم سنگھ کا نام ڈاکٹر توفیق تھا جبکہ اس کے ساتھیوں کے نام بھی بدل چکے تھے۔

" باس۔ آپ نے ناپال جانے اور پھر وہاں سے یہاں آنے کی ضرورت کیوں سمجھی ہے جبکہ ہم کافرستان سے براہ راست بھی یہاں آ سکتے تھے جبکہ ہم نے میک اپ بھی کر لینے تھے اس لئے ہمیں کس نے کافرستانی سمجھنا تھا"...... ورما نے جس کا نام اب کرامت تھا وکرم سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہو سکتا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس والے کافرستان سے آنے والوں کا ریکارڈ چیک کریں جبکہ ناپال پاکیشیا کا دوست ملک ہے اور پھر ناپال کے بارے میں ان کا خیال ہی نہیں جا سکتا"...... وکرم سنگھ نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وکرم سنگھ سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ یہاں کے بارے میں کسی کو معلوم نہ تھا پھر یہاں فون کیسے اور کس کا آ سکتا تھا۔

" میرا خیال ہے رانگ نمبر ہو گا"...... ریتا نے کہا تو وکرم سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" ڈاکٹر توفیق بول رہا ہوں"...... وکرم سنگھ نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" احسن بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ ہمارے شعبے کی صدر میڈم

آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں"....... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے"....... وکرم سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کون تھا اور یہ میڈم کون ہے"....... مایا دیوی نے حیران ہو کر کہا۔

"ایک منٹ رک جاؤ پھر بتاتا ہوں"....... وکرم سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور اس کی سائیڈ پر موجود بٹن پریس کیا تو ڈبہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر کھل گیا۔ وکرم سنگھ نے ڈبے کو فون کے ساتھ لگایا تو وہ ٹک کی آواز کے ساتھ ہی فون پیس کے ساتھ اس طرح چپک گیا جیسے مقناطیس لوہے سے چپکتا ہے۔

"میڈم ماورتی ہے جبکہ یہ آدمی یہاں کا خاص آدمی ہے۔ یہ کوٹھی اس کے ذریعے ہی حاصل کی گئی ہے"....... وکرم سنگھ نے جواب دیا اور سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے اب بات ان کی سمجھ میں آ گئی ہو۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو وکرم سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"وکرم سنگھ بول رہا ہوں"....... اس بار وکرم سنگھ نے اپنا اصل نام بتاتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ فون کے ساتھ چسپاں آلے کی وجہ سے کال کسی طرح بھی چیک نہ ہو سکے گی۔

"ماورتی بول رہی ہوں باس کافرستان سے"....... دوسری طرف سے ماورتی کی آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے وکرم سنگھ کے اصل نام بتانے پر وہ بھی سمجھ گئی تھی کہ وکرم سنگھ فون محفوظ کر چکا ہے۔

"یس۔ کیا کوئی خاص اطلاع ہے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے آپ کی وجہ سے پاکیشیا میں اپنے تمام مخبروں کو خصوصی طور پر نہ صرف الرٹ کر رکھا تھا بلکہ انہیں آپ کے مشن کے بارے میں بھی بریف کر دیا تھا تاکہ مشن کے سلسلے میں اگر کوئی ایسی بات سامنے آئے جو آپ کے مشن میں کارآمد ثابت ہو سکے تو وہ مجھے اطلاع دیں۔ اس لئے ابھی ابھی ایک اہم اطلاع ملی ہے"....... ماورتی نے کہا۔

"تمہید میں وقت ضائع مت کرو۔ اصل بات بتاؤ"....... وکرم سنگھ نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری وزارت دفاع ڈاکٹر بشارت کو کسی سائنس دان سرداور کا فون آیا۔ اس سرداور نے بتایا کہ اس کی لیبارٹری کا کوئی ڈاکٹر فراست علی سٹار لیبارٹری کے کسی سائنس دان سے ملنا چاہتا ہے تاکہ فارمولے کے ایک خاص پوائنٹ پر اس سے تفصیلی ڈسکس کر سکے لیکن سٹار لیبارٹری میں داخلے کے لئے صدر مملکت کا خصوصی اجازت نامہ ضروری ہے جس پر ڈاکٹر بشارت نے اسے بتایا کہ اب اجازت نامے کے اختیارات اس کے پاس ہیں۔ ڈاکٹر فراست علی کو وہ کارڈ دے دے گا"....... ماورتی نے کہا۔

"تو پھر اس میں اہم اطلاع کیا ہے"....... وکرم سنگھ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"باس۔یہاں تک تو واقعی کوئی چونکا دینے والی بات نہ تھی لیکن اصل بات بعد میں تھی جس کی وجہ سے میرا مخبر چونکا اور اس نے مجھے رپورٹ دی ہے"....... ماورتی نے کہا۔

"کیا بات ہے"....... وکرم سنگھ نے اس انداز میں کہا جیسے وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کر رہا ہو کیونکہ ماورتی نے شاید اپنی عادت سے مجبور ہو کر دوبارہ تمہید باندھنا شروع کر دی تھی۔

"باس۔آپ نے وہاں سے اے ڈی ایف فارمولا حاصل کرنا ہے اور یہ ڈاکٹر فراست علی اس فارمولے پر کام کر رہا ہے اور اسی فارمولے کے سلسلے میں وہ سٹار لیبارٹری کے کسی سائنس دان سے ڈسکس کرنے جا رہا ہے"....... ماورتی نے کہا تو وکرم سنگھ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔اوہ۔تفصیل بتاؤ تفصیل"....... وکرم سنگھ نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا تو ماورتی نے اسے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"کیا تم اس سٹار لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں جانتی ہو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے۔سٹار لیبارٹری دارالحکومت کے شمال میں تقریباً بیس کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔اس علاقے کا عام نام انڈسٹریل اسٹیٹ ہے۔یہاں بے شمار فیکٹریاں ہیں۔ہر قسم کی

فیکٹریاں جبکہ یہ سٹار لیبارٹری اس ایریئے کی تیسری سڑک پر واقع سٹار فلور ملز کے نیچے تہہ خانوں میں ہے اور وہاں انتہائی سخت ترین حفاظتی انتظامات ہیں"....... ماورتی نے جواب دیا۔

"کیا اس ڈاکٹر فراست علی کا حلیہ کسی طرح معلوم ہو سکتا ہے"۔ وکرم سنگھ نے کہا۔

"جی ہاں۔جیسے ہی یہ ڈاکٹر فراست علی سیکرٹری وزارت دفاع ڈاکٹر بشارت سے ملنے آئے گا میرا آدمی اسے دیکھ لے گا اور پھر وہ حلیہ مجھے بتا دے گا"....... ماورتی نے کہا۔

"اوہ۔تم نے فوراً ہی مجھے اس کا حلیہ بتانا ہے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"یس سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"....... وکرم سنگھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا بات ہوئی ہے باس۔آپ کے چہرے پر جوش کے تاثرات ہیں"....... ورما نے مسکراتے ہوئے پوچھا کیونکہ فون میں لاؤڈر کا بٹن تو موجود تھا لیکن چونکہ وکرم سنگھ نے اسے پریس نہ کیا تھا اس لئے وہ ان کے درمیان ہونے والی بات چیت نہ سن سکے تھے۔

"انتہائی اہم معلومات ملی ہیں"....... وکرم سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ماورتی سے ہونے والی تمام بات چیت بتا دی۔

"لیکن باس۔ڈاکٹر فراست علی کے پاس فارمولا تو نہیں ہو

گا"...... ورمانے کہا۔

" وہ قابو میں آ جائے تو اس سے اس لیبارٹری کے بارے میں تفصیل معلوم ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد فارمولا بھی حاصل کر لیا جائے گا"...... وکرم سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو وکرم سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس۔ وکرم سنگھ بول رہا ہوں"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

" مادرتی بول رہی ہوں باس"...... دوسری طرف سے مادرتی کی آواز سنائی دی۔

" بغیر کسی تمہید کے اس ڈاکٹر فراست علی کا حلیہ تفصیل سے بتا دو تاکہ ہم جلد از جلد اسے کور کر سکیں"...... وکرم سنگھ نے کہا اور دوسری طرف سے مادرتی نے تفصیل سے اسے ڈاکٹر فراست علی کا حلیہ اور قد و قامت کے بارے میں بتانا شروع کر دیا اور پھر او کے کہہ کر وکرم سنگھ نے رسیور رکھ دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ ڈاکٹر فراست علی ہاتھ آ جائے تو مشن آسانی سے مکمل ہو جائے گا"...... اس بار ریتا نے کہا۔

" وہ کیسے"...... وکرم سنگھ نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

" اس کے میک اپ میں ہم میں سے کوئی بھی جا کر سپیشل ریکارڈ روم سے فارمولا نکلوا سکتا ہے"...... ریتا نے کہا۔

" فی الحال کچھ کہا نہیں جا سکتا اس لئے ہمیں پہلے اس ڈاکٹر فراست علی کو کور کرنا ہے۔ آؤ میرے ساتھ"...... وکرم سنگھ نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی اس کے پیچھے تھے۔

ڈاکٹر فراست علی بڑے اطمینان بھرے انداز میں انڈسٹریل اسٹیٹ کی ایک قدرے ویران سڑک پر کار چلاتا ہوا واپس آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے ساتھ ساتھ مسرت کے تاثرات بھی نمایاں تھے کیونکہ ڈاکٹر ذیشان سے اس کی طویل ملاقات خاصی مفید ثابت ہوئی تھی اور جو رکاوٹ کام کے سلسلے میں پیش آ گئی تھی اس کا مناسب حل تلاش کر لیا گیا تھا اس لئے ڈاکٹر فراست علی مطمئن تھا کہ اب اس فارمولے کی تکمیل جلد از جلد ہو جائے گی۔ چونکہ فارمولا اس کا اپنا تھا اس لئے وہ چاہتا تھا کہ جلد از جلد اسے مکمل کرے کیونکہ اسے یہ سوچ کر ہی بے حد مسرت کا احساس ہو رہا تھا کہ اس کا فارمولا پاکیشیا کے ایم ڈیفنس کو ناقابل تسخیر بنا دے گا۔ یہی باتیں سوچتا ہوا وہ واپس آ رہا تھا کہ اچانک ایک موڑ پر ایک

نوجوان اور خوبصورت مقامی لڑکی نے تقریباً سڑک کے درمیان آ کر اسے ہاتھ ہلا کر رکنے کا اشارہ کیا تو ڈاکٹر فراست علی نے چونک کر بریک پیڈل پر پیر رکھ دیا اور تیزی سے موڑ کاٹتی ہوئی کار اس لڑکی کے قریب جا کر رک گئی۔ لڑکی تیزی سے مڑ کر سائیڈ سیٹ کی طرف بڑھی۔

"کیا بات ہے محترمہ"....... ڈاکٹر فراست علی نے کہا۔

"مم۔ مم۔ میرے پاپا شدید بیمار ہیں اور میں نے فوری ہسپتال پہنچنا ہے۔ میری کار خراب ہو گئی ہے۔ پلیز مجھے کسی ٹیکسی اسٹینڈ تک پہنچا دیں"....... لڑکی نے بڑے مضطرب سے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر فراست علی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بٹن پریس کیا تو دروازے کا لاک کھل گیا۔

"شکریہ"....... لڑکی نے کہا اور تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر وہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر فراست علی کار اسٹارٹ کرتا اس لڑکی کا ہاتھ اسے اپنے چہرے کی طرف بڑھتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا کہ اس کا ذہن اچانک گہرے سیاہ بادلوں کے نیچے آ گیا ہو۔ پھر جس تیزی سے یہ سیاہ بادل اس کے ذہن پر چھائے تھے اتنی ہی تیزی سے وہ غائب ہو گئے لیکن شعور بیدار ہوتے ہی ڈاکٹر فراست علی بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ وہ کار کی بجائے کسی کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے جسم کو رسیوں سے کرسی سے باندھ دیا گیا

تھا۔ سامنے کرسیوں پر دو مقامی لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں جن میں سے ایک وہی تھی جسے اس نے کار میں لفٹ دی تھی۔

" تمہیں ہوش آگیا ڈاکٹر فراست علی"....... اس مقامی لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا جس نے اس سے لفٹ لی تھی۔

" تم کون ہو اور میں کہاں ہوں۔ میں نے تو تمہیں ضرورت مند سمجھ کر لفٹ دی تھی۔ یہ سب آخر کیا ہے"....... ڈاکٹر فراست علی نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آخر اس کے ساتھ یہ سب کیوں کیا گیا ہے۔

" تم کس لیبارٹری میں اے ڈی ایف فارمولے پر کام کر رہے ہو"....... اس لڑکی نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر فراست علی بے اختیار چونک پڑا۔

" فارمولا۔ کیسا فارمولا۔ میں تو ڈاکٹر ہوں۔ فزیشن ڈاکٹر"۔ ڈاکٹر فراست علی نے اپنے طور پر انہیں ڈاج دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" سنو ڈاکٹر فراست علی۔ ہم نے تمہیں ہوش میں لانے سے پہلے تمہاری اور تمہاری کار کی مکمل تلاشی لی ہے۔ تمہاری جیب سے ایسے کاغذات نکلے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی سائنسی فارمولے کے سلسلے میں سٹار لیبارٹری کے کسی سائنس دان سے ڈسکس کر کے آرہے ہو اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ سٹار لیبارٹری میں جانے کے لئے تم نے ڈاکٹر بشارت سیکرٹری وزارت دفاع سے باقاعدہ اجازت نامہ وصول کیا ہے اس لئے ہمیں ڈاج دینے کی ضرورت نہیں ہے اور ہم اس لئے تم سے اس انداز میں بات کر رہی ہیں کہ تم سائنس دان ہو ورنہ اب تک تمہاری روح بھی سب کچھ بتا چکی ہوتی"....... اس لڑکی نے ایسے لہجے میں کہا کہ ڈاکٹر فراست علی کو اپنے جسم میں سردی کی لہریں سی دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔

" تم کون ہو۔ کیا چاہتی ہو۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے"....... ڈاکٹر فراست علی نے کہا۔

" سنو ڈاکٹر فراست علی۔ ہمارا تعلق ایک سینڈیکیٹ سے ہے اور ہم صرف فارمولے کی کاپی چاہتی ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ فارمولے کی ایک کاپی وزارت دفاع کے سپیشل ریکارڈ روم میں موجود ہے لیکن وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔ البتہ تم کسی لیبارٹری میں اس فارمولے پر کام کر رہے ہو اور یہ فارمولا تمہارا ہی تحقیق کردہ ہے اس لئے اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو فارمولے کی ایک کاپی ہمیں دے دو۔ ہم خاموشی سے واپس چلی جائیں گی اور کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ کیا ہوا ہے اور نہ ہی تم پر کوئی حرف آئے گا ورنہ دوسری صورت میں تمہاری ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔ تمہاری لاش گٹر کے کیڑے کھائیں گے۔ فارمولا تو بہرحال ہم نے حاصل کر لینا ہے چاہے سپیشل ریکارڈ روم سے حاصل کریں یا تمہاری لیبارٹری سے۔ اس لئے اب آخری بار کہہ رہی ہوں کہ تم ہمیں ہاں یا نہ میں جواب

دو۔ بولو"....... اس لڑکی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" لیکن نہ میں فارمولا سپیشل ریکارڈ روم سے لا سکتا ہوں اور نہ لیبارٹری سے کیونکہ دونوں جگہوں پر انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔ الٹا مجھے گرفتار کر لیا جائے گا اور پھر میرا کورٹ مارشل کر کے مجھے موت کی سزا دے دی جائے گی"....... ڈاکٹر فراست علی نے بڑے بے بس سے لہجے میں کہا کیونکہ واقعی بات ایسی ہی تھی۔

" تمہارے ذہن میں فارمولا موجود ہے۔ تم اسے کاغذ پر اتار دو۔ لیکن یہ سن لو کہ ہم پہلے اس فارمولے کا اپنے ملک کے سائنس دانوں سے تجزیہ کرائیں گے پھر تمہیں رہا کیا جائے گا"....... اس لڑکی نے کہا۔

" ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن میں صرف بنیادی پوائنٹس ہی دے سکتا ہوں۔ پوری تفصیل تو میں بھی نہیں لکھ سکتا"....... ڈاکٹر فراست علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم جس لیبارٹری میں کام کرتے ہو اس کی تفصیل بتا دو"۔ اس بار دوسری لڑکی نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

" وہ۔ وہ۔ تم وہاں داخل ہی نہیں ہو سکتیں۔ وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں"....... ڈاکٹر فراست علی نے کہا۔

" اس کی ایک آنکھ نکال دو۔ پھر بھی یہ نہ بتائے تو دوسری آنکھ نکال دینا"....... پہلی لڑکی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو دوسری لڑکی نے اپنی جیکٹ کی جیب سے ایک خنجر نکالا اور تیزی سے اٹھ کر ڈاکٹر

فراست علی کی طرف بڑھنے لگی اس کا انداز اس قدر جارحانہ تھا کہ ڈاکٹر فراست علی کا جسم خوف سے کانپنے لگ گیا۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"....... ڈاکٹر فراست علی نے ہذیانی لہجے میں کہا۔ اس کا دل واقعی خوف سے ڈوبنے کے قریب ہو گیا تھا۔

" وہیں رک جاؤ۔ جیسے ہی یہ خاموش ہو تم نے اس کی ایک آنکھ نکال دینی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ زندہ اور صحیح سلامت رہے لیکن جب یہ خود اپنے آپ پر رحم نہیں کھانا چاہتا تو ہمیں کیا ضرورت ہے رحم کھانے کی"....... پہلی لڑکی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر فراست علی کے منہ سے اس طرح الفاظ نکلنے لگے جیسے کوئی ٹیپ ریکارڈر چل رہا ہو۔ وہ خود ہی انتہائی تفصیل سے اپنی لیبارٹری کے بارے میں بتا رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے الفاظ خود بخود اس کے منہ سے نکلتے چلے جا رہے ہو۔ پھر ان لڑکیوں نے سوالات شروع کر دیئے اور ڈاکٹر فراست علی نے وہ سب کچھ بتا دیا جو یہ لڑکیاں پوچھنا چاہتی تھیں۔

" اب اسے ختم کر دو"....... کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر فراست علی کچھ کہتا اس کے قریب کھڑی دوسری لڑکی کا بازو حرکت میں آیا اور ڈاکٹر فراست علی کو ایک لمحے کے لئے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی نوکدار چیز اس کے سینے میں گھستی چلی جا رہی ہو لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن پر سیاہ غبار سا چھا گیا

اور اس کا سانس اس کے حلق میں ہی اٹک گیا۔ اس نے لاشعوری طور پر سانس لینے کی کوشش کی لیکن پھر جیسے سب کچھ گہرے اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔

سرداور اپنی رہائش گاہ میں بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے کہ ان کا ملازم فون پیس اٹھائے ڈائننگ روم میں داخل ہوا۔

"لیبارٹری سے فون ہے جناب"....... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سرداور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس سے فون پیس لے لیا اور ملازم خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"یس۔ داور بول رہا ہوں"....... سرداور نے کہا۔

"کرنل آفتاب بول رہا ہوں جناب۔ آپ فوراً لیبارٹری پہنچیں۔ ساؤتھ سیکشن کے دونوں گارڈز کی لاشیں ملی ہیں اور ساؤتھ سیکشن کا سپیشل وے بھی کھلا ہوا ملا ہے"....... دوسری طرف سے ایک گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی تو سرداور بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب"....... سرداور واقعی اس اطلاع پر ذہنی طور پر الجھ گئے تھے۔ ان کی سمجھ میں ہی نہ آرہا تھا کہ سیکورٹی

چیف کرنل آفتاب کیا کہہ رہا ہے۔

" ساؤتھ سیکشن میں واردات ہو گئی ہے جناب۔ حفاظتی نظام بھی آف ہو چکا ہے۔ یہ واردات رات کو کسی وقت ہوئی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو سرداور بے اختیار اچھل پڑے۔

" میں آرہا ہوں"....... سرداور نے تیز لہجے میں کہا اور فون پیس آف کر کے انہوں نے وہیں میز پر رکھا اور اٹھ کر ایک لحاظ سے دوڑتے ہوئے بیرونی برآمدے کی طرف بڑھ گئے۔ وہ چونکہ لباس بدل کر لیبارٹری جانے کے لئے تیار ہو کر ناشتہ کیا کرتے تھے اس لئے وہ سیدھے بیرونی حصے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کا ذہن اس اطلاع کے بعد جیسے بگولوں کی زد میں آگیا تھا۔ ان کی رہائش گاہ لیبارٹری سے ملحقہ ہی تھی اس لئے وہ جلد ہی لیبارٹری پہنچ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کے ذہن میں واضح ہو چکا تھا کہ کیا ہوا ہے۔ وہ تیزی سے واپس اپنے آفس میں آئے اور انہوں نے رسیور اٹھا کر فون پیس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" علی عمران ایم ایس سی"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے عمران کی مخصوص چہکتی ہوئی آواز سنائی دینے لگی۔

" عمران میں داور بول رہا ہوں لیبارٹری سے۔ یہاں رات کو واردات ہوئی ہے اور تمام حفاظتی انتظامات آف کر کے دو گارڈز کو ہلاک کیا گیا اور کچھ لوگ ساؤتھ سیکشن میں داخل ہوئے ہیں"۔

سرداور نے اس کی بات کاٹتے ہوئے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس قدر حفاظتی انتظامات کے باوجود یہ سب کیسے ہو گیا۔ اس ساؤتھ سیکشن میں کیا ہو رہا ہے"....... عمران نے اپنی ڈگریوں کی گردان چھوڑ کر انتہائی افسوسناک لہجے میں کہا۔

" اسی لئے میں نے تمہیں پہلے فون کیا ہے۔ ساؤتھ سیکشن میں اے ڈی ایف فارمولے پر تحقیقی کام ہو رہا ہے اور حفاظتی نظام جس طرح آف کیا گیا ہے اور سپیشل وے جس طرح کھولا گیا ہے اور جس خاموشی سے یہ واردات ہوئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حملہ آوروں کو اس بارے میں انتہائی تفصیلی معلومات پہلے سے حاصل تھیں"....... سرداور نے جواب دیا۔

" کیا فارمولا موجود ہے"....... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ فارمولا موجود ہے۔ میں نے خصوصی طور پر اسے چیک کیا ہے"....... سرداور نے جواب دیا۔

" اس فارمولے کی کاپی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ میرا مطلب ہے کہ یہ کسی خاص کاغذ پر ہے یا عام کاغذ پر"....... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ یہ عام کاغذ پر ہے۔ ویسے بھی یہ اصل فارمولے کی کاپی ہے۔ اصل فارمولا تو سپیشل ریکارڈ روم میں ہے"....... سرداور نے کہا۔

" ڈاکٹر فراست علی کہاں ہیں"....... عمران نے پوچھا۔

" وہ غائب ہیں بلکہ ڈاکٹر ذیشان سے ملاقات کے بعد وہ واپس ہی نہیں آیا جبکہ اس نے مجھے سٹار لیبارٹری سے فون کر کے بتا دیا تھا کہ اس کی ڈاکٹر ذیشان سے تفصیلی بات ہو چکی ہے اور سائنسی رکاوٹ دور کرنے کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اب کار میں واپس لیبارٹری آ رہا ہے اس لئے میں مطمئن ہو گیا اور پھر ٹائم آف ہونے پر میں اپنی رہائش گاہ پر چلا گیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ واپس آکر کام میں لگ گیا ہو گا لیکن اب یہاں پہنچ کر معلوم ہوا ہے کہ وہ سرے سے واپس ہی نہیں آیا"۔ سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر فراست علی کو تو بہرحال اس سارے حفاظتی نظام، اس سپیشل وے اور فارمولے کی مخصوص جگہ پر موجودگی کا علم ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

" ظاہر ہے۔ اس سے کیا چیز چھپی رہ سکتی ہے"...... سرداور نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر فراست علی کافرستانی ایجنٹوں کے ہاتھ لگ گیا ہے اور انہوں نے سپیشل ریکارڈ روم سے فارمولا حاصل کرنے کی بجائے یہاں سے فارمولا حاصل کر لیا ہے اور ہم ان کا انتظار سپیشل ریکارڈ روم میں ہی کرتے رہ گئے۔ ٹھیک ہے آپ اعلیٰ حکام کو اطلاع کر دیں۔ میں چیف کو اطلاع دیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سرداور نے رسیور رکھ کر

ایک طویل سانس لیا۔ ان کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھے رہے پھر انہوں نے ایک طویل سانس لے کر رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

" داور بول رہا ہوں"...... سرداور نے کہا۔

" علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ آپ نے خبر ہی ایسی سنائی ہے کہ میرے ہوش اڑ گئے ہیں اور میں آپ سے ڈاکٹر فراست کا حلیہ، قدوقامت اور اس کی رہائش گاہ کے بارے میں تفصیلات پوچھنا ہی بھول گیا۔ اب جب چیف نے جھاڑ پلائی ہے تو میرے خلیات کام کرنے لگے ہیں"...... عمران کی تیز اور مطمئن سی آواز سنائی دی۔

" تمہاری آواز اور لہجہ بتا رہا ہے کہ تم انتہائی مطمئن ہو جبکہ میرا تو سوچ سوچ کر ہی برا حال ہو رہا ہے"...... سرداور نے کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس جلد ہی انہیں نہ صرف تلاش کر لے گی بلکہ ان سے فارمولے کی کاپی بھی واپس لے آئے گی۔ آپ تفصیل بتا دیں"...... عمران نے کہا اور سرداور کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر رکھا ہوا کوئی بھاری پتھر ہٹ گیا ہو اور انہوں نے بھی اطمینان بھرے انداز میں عمران کی مطلوبہ تفصیل بتانی شروع کر دی۔

" تھینک یو سرداور۔ آپ بے فکر رہیں۔ چیف صاحب کو جب معاملہ ریفر ہو جائے تو پھر ہمیں خود کسی بات کی فکر نہیں رہتی"۔

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سرداور نے ایک طویل سانس لیا اور پھر کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے تاکہ وہ اعلیٰ حکام کو اس واردات کے بارے میں تفصیلات بتا سکیں۔ ویسے اب ان کے ذہن پر پہلے والا بوجھ نہ تھا۔

کمرے میں فارن سیکشن کے تمام ممبران موجود تھے جبکہ وکرم سنگھ ان کے ساتھ موجود نہ تھا۔ ان سب کے چہروں پر گہری طمانیت کے تاثرات نمایاں تھے۔

" شکر ہے کہ ہمارا پہلا مشن کامیاب رہا ہے"...... ریتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ویسے دیکھا جائے تو اس مشن کی کامیابی کا سہرا مادرتی کے سر جاتا ہے"...... ورما نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہیں ویسے بھی بہت شوق ہے مادرتی کے سر پر سہرا باندھنے کا۔ لیکن اب کیا کیا جائے کہ وہ تمہاری شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں"...... ان کے ایک اور ساتھی منگل سنگھ نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ کیا ورما اور مادرتی کے درمیان کوئی فیئر چل

رہا ہے جبکہ میں نے تو اس کیس میں پہلی بار ماورتی کا نام سنا ہے"....... ریتا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ منگل سنگھ کی پرانی عادت ہے ریتا۔ یہ خواہ مخواہ ایسی فضول باتیں کرتا رہتا ہے۔ ماورتی اور میرے درمیان کیا فیئر ہونا ہے۔ بس ہم دونوں ایک ہی ایجنسی میں کام کرتے تھے"....... ورما نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ تمہارا ماورتی سے کوئی فیئر نہیں تھا اور اب بھی تم ماورتی کے لئے پاگل نہیں ہو"....... منگل سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ورما کا منہ بن گیا۔

"ارے ارے۔ بس ورما کو مزید تنگ نہ کرو ورنہ یہ ابھی رو دے گا"....... مایا دیوی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"ویسے اب تک اس واردات کی اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ چکی ہو گی"....... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے جسونت نے کہا اور وہ سب چونک پڑے۔

"ہاں یقیناً اور اب پورے دارالحکومت میں ہماری تلاش جاری ہو گی لیکن باس انتہائی ذہین آدمی ہے اس لئے اس نے واردات کے فوراً بعد ہی ہمیں دارالحکومت سے نکال کر یہاں اسلم آباد بھجوایا ہے۔ ان کے ذہن میں کبھی یہ خیال ہی نہیں آسکتا کہ ہم اسلم آباد میں ہو سکتے ہیں۔ وہ تو ہمیں بہرحال دارالحکومت میں ہی تلاش کرتے رہیں

گے"....... ورما نے کہا۔

"ویسے بہتر ہوتا کہ باس فوری طور پر طیارہ چارٹرڈ کرا کر کافرستان روانہ ہو جاتا۔ اس طرح معاملات زیادہ سیف رہتے"....... منگل سنگھ نے کہا۔

"باس نے معلوم کیا تھا لیکن دس بجے سے پہلے کوئی طیارہ موجود ہی نہیں تھا ورنہ باس لازماً ایسا ہی کرتا اور اب بھی باس کوئی نہ کوئی ایسا انتظام کر کے ہی آئے گا کہ ہم خاموشی سے یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں گے"....... ریتا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کال بیل کی آواز سنائی دی تو جسونت اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وکرم سنگھ اندر داخل ہوا تو وہ سب اس کی طرف ایسی نظروں سے دیکھنے لگے جیسے انہیں کسی خاص خبر کی توقع ہو۔

"ہمارا مشن نہ صرف کامیاب ہو گیا ہے بلکہ مکمل بھی ہو گیا ہے"....... وکرم سنگھ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو سب نے بے اختیار وکٹری کا نعرہ مارا۔ ان سب کے چہرے خوشی سے گلنار ہو گئے تھے کیونکہ یہ مشن ان کے سیکشن کا نہ صرف پہلا مشن تھا بلکہ انہوں نے یہ مشن پاکیشیا کے اندر پہنچ کر پاکیشیا کے خلاف مکمل کیا تھا اور یہ ان کے لئے سب سے بڑا کریڈٹ تھا۔

"فارمولے کی کاپی کا کیا ہوا۔ کیا وہ کافرستان پہنچ گئی ہے"۔ ورما نے کہا۔

"پہنچ جائے گی۔ بہرحال اب وہ محفوظ ہاتھوں میں ہے"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

"باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کوئی مسئلہ تو پیدا نہیں کرے گی"...... ریتا نے کہا۔

"اب کیا مسئلہ پیدا ہو گا۔ وہ زیادہ سے زیادہ کوریئر سروس کو چیک کریں گے۔ ایئرپورٹ، بندرگاہ اور ٹرینوں کو چیک کریں گے یا پھر کافرستان ایمبیسی کو چیک کریں گے لیکن فارمولا وہاں ہو گا تو کسی کو ملے گا"...... وکرم سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب باس۔ ان ذرائع کے علاوہ اور کیسے فارمولا کافرستان پہنچ سکتا ہے"...... منگل سنگھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم تو میرے ساتھی ہو اس لئے تمہیں بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ صبح ہوتے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس پوری تیز رفتاری سے حرکت میں آجائے گی اور پورے دارالحکومت کو انہوں نے الٹ پلٹ کر رکھ دینا ہے اس لئے میں نے تمہیں فوری طور پر یہاں بجھوا دیا تھا۔ ظاہر ہے اکیلے آدمی کو تو آسانی سے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ ویسے بھی میرا ریلوے پلیٹ فارم کی انتظار گاہ میں باقی وقت گزرا۔ وہاں کسی کا ذہن بھی نہیں جا سکتا۔ صبح ہونے کے بعد جب مارکیٹوں میں دکانیں کھل گئیں تو میں ایک خصوصی دکان پر پہنچا۔ وہاں سے میں نے ایک مائیکرو فلم تیار کرائی۔ اس کے بعد میں گریٹ لینڈ سے آئے ہوئے مذہبی رہنماؤں کے ایک گروپ سے

ملا۔ یہ گروپ جو چار پادریوں پر مشتمل ہے گریٹ لینڈ سے یہاں آیا ہوا تھا اور انہوں نے چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے کافرستان جانا تھا۔ میں نے فلم انہیں دے دی۔ انہوں نے میرے سامنے طیارہ چارٹرڈ کرنے والی کمپنی کو کال کیا اور طیارہ بک کرایا۔ طیارہ کافرستان سے دو گھنٹے بعد واپس آنا ہے اور پھر اس کی تیاری میں دو گھنٹے مزید لگنے ہیں۔ اس کے بعد وہ انہیں لے کر کافرستان چلا جائے گا اس طرح فارمولا اطمینان سے کافرستان پہنچ جائے گا"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

"باس۔ اس چارٹرڈ طیارے میں ہم بھی تو جا سکتے تھے"۔ جسونت نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ میں خود اکیلا بھی اس لئے ایئرپورٹ نہیں گیا ورنہ میرا ارادہ تھا کہ میں ان کے ساتھ ایئرپورٹ پر جاؤں اور طیارے کی روانگی کے بعد واپس آؤں لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا کیونکہ سب سے زیادہ چیکنگ ایئرپورٹ پر ہی ہو رہی ہو گی اور معمولی سے شک سے ہمارا مشن ناکام ہو سکتا ہے۔ پادریوں پر کسی کو شک نہیں پڑے گا اور اگر پڑے گا بھی تو بہرحال وہ گریٹ لینڈ سے آئے ہیں اور پادری ہیں اور اپنے شیڈول کے مطابق کافرستان جا رہے ہیں اور سب سے اہم بات یہ کہ کسی پادری کی تلاشی نہیں لی جا سکتی کیونکہ یہ مذہبی تقدس کے خلاف ہے اس لئے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ مشن مکمل طور پر کامیاب ہو چکا ہے۔ اب وہ ہمیں دارالحکومت میں تلاش کرتے رہیں گے جبکہ ہم یہاں موجود رہیں گے۔ جب کافرستان سے

کال آجائے گی کہ فارمولا وہاں پہنچ گیا ہے تو پھر ہم اطمینان سے کسی بھی ذریعے سے کسی بھی وقت کافرستان کی بجائے گریٹ لینڈ چلے جائیں گے اور وہاں سے کافرستان۔ کاغذات میں نے پہلے ہی تیار کرا رکھے ہیں"....... وکرم سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" باس۔ کیا یہ پادری کوئی خاص حیثیت رکھتے ہیں"....... مایا دیوی نے کہا۔

" ہاں۔ فارمولے کو یہاں سے نکالنے کے لئے میں نے پہلے سے پلاننگ بنائی ہوئی تھی۔ یہ پادری دراصل پادری نہیں ہیں بلکہ گریٹ لینڈ کے باشندے ہیں اور گریٹ لینڈ میں کافرستان کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان کے پاس کاغذات وغیرہ اصل ہیں۔ جس روز ہم یہاں پہنچے ہیں اسی روز یہ لوگ گریٹ لینڈ سے یہاں آئے تھے اور انہوں نے تب کافرستان جانا تھا۔ تب میں ان سے رابطہ کرتا۔ چنانچہ میں نے ان سے رابطہ کیا۔ نتیجہ یہ کہ اب فارمولا اطمینان سے کافرستان پہنچ جائے گا اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی"۔ وکرم سنگھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" باس۔ جس دکان سے آپ نے مائیکرو فلم تیار کرائی ہے وہاں سے تو کہیں اس بات کی نشاندہی نہ ہو جائے گی کیونکہ بہرحال یہ روٹین سے ہٹ کر کام ہے"....... ورما نے کہا۔

" کیا تم مجھے بچہ سمجھتے ہو ورما۔ اس دکان کے مالک کا تعلق بھی کافرستان سے ہے۔ گو یہ یہاں کا شہری ہے لیکن کافرستان کا بڑا ایجنٹ

ہے اور ایسے ہی کاموں کے لئے اسے انتہائی بھاری معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اس کی ٹپ بھی میں کافرستان سے لے کر آیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ کسی بھی لمحے میں اس کے پاس آکر کام کرا سکتا ہوں اور جس کیمرے سے فارمولے کی کاپی تیار کی گئی ہے وہ بھی اس نے مہیا کیا تھا ورنہ تو میں فوراً چیک ہو جاتا کیونکہ وہ خاص انداز کا کیمرہ ہے"۔ وکرم سنگھ نے کہا۔

" باس۔ ویسے یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم اس انداز میں اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے ہیں ورنہ ہم تو اس سپیشل ریکارڈ روم کے چکر میں تھے اور مجھے یقین ہے کہ وہاں ہمیں انتہائی مشکل پیش آتی"....... ریتا نے کہا۔

" ہاں۔ ویسے شروع سے میرے ذہن میں یہی خیال تھا کہ کسی طرح اس لیبارٹری کا پتہ چل جائے جہاں اس فارمولے پر کام ہو رہا ہے تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس الرٹ بھی ہو گی تو وہ سپیشل ریکارڈ روم کی طرف سے ہی ہو گی۔ لیبارٹری کے بارے میں انہیں خیال تک نہ ہو گا اور میرا خیال حقیقت کا روپ دھار گیا۔ ویسے ایک بات ہے۔ اس مشن میں خوش قسمتی ہمارے ساتھ رہی ہے اور ماورتی نے یہاں کے ڈاکٹر فراست علی کے بارے میں بروقت ہمیں اطلاع دے دی اور ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے"....... وکرم سنگھ نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

صالحہ دکان سے باہر آئی تو اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی ساری محنت رائیگاں جائے گی لیکن نجانے کیا بات تھی کہ مایوس ہو جانے کے بعد خود بخود اس کے دل میں امید کی کرن جاگ جاتی اور وہ ایک بار پھر کار آگے بڑھا دیتی۔ جولیا نے اسے کال کر کے ساری صورت حال بتا دی تھی اور اسے کہا تھا کہ وہ بھی اپنے طور پر مجرموں کا سراغ لگائے تاکہ فارمولے کو پاکیشیا سے باہر جانے سے روکا جا سکے۔ جولیا نے اسے بتایا تھا کہ وہ یہاں دوسرے ممبروں کی طرح ہوٹلوں کی چیکنگ کرے اور اگر کوئی مشکوک گروپ اس کی نظروں میں آئے تو وہ فوراً اس کی اطلاع کرے۔ جولیا نے اسے بتایا تھا کہ ریڈ لیبارٹری میں کافرستانی ایجنٹوں نے ریڈ کر کے فارمولے کی کاپی اڑا لی ہے تو اس نے ساری صورت حال پر غور کیا۔ چونکہ اسے بھی اس قسم کی فوٹو گرافی اور اس سے

متعلقہ معاملات کا بے حد شوق تھا اس لئے وہ سمجھ گئی تھی کہ کافرستانی ایجنٹوں نے یقیناً ہارٹی ٹاسک جدید ترین کیمرے کے ذریعے اس فارمولے کی کاپی کی ہو گی کیونکہ ہارٹی ٹاسک کیمرے میں ہی ایسی خصوصیت موجود تھی۔ اس کی میموری میں موجود ٹاسک کو خصوصی مشین کے ذریعے مائیکرو فلم میں تبدیل کیا جا سکتا تھا اور ایسا کیا جانا ضروری تھا کیونکہ اگر کوئی چیز اس کی میموری میں چار گھنٹوں سے زیادہ دیر رکھی جائے تو وہ خود بخود واش ہو جاتی تھی۔ پھر اس کیمرے کا کمال تھا کہ یہ بغیر کسی فلیش لائٹ یا روشنی کے کام کرتا تھا۔ انتہائی گھپ اندھیرے میں بھی اس کی مدد سے اعلیٰ ترین فوٹو گرافی کی جا سکتی تھی۔ اس کے اندر غیر مرئی انفرا ریڈ شعاعیں فوٹو گرافی کا کام کرتی تھیں اور عام طور پر اسے عام فلش لائٹ کے نچلے حصے میں نصب کیا جاتا تھا۔ اس طرح اسے کسی طرح بھی چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ ایسا ہی ایک کیمرہ اس کے پاس بھی موجود تھا اور اس نے یہ کیمرہ ایکریمیا سے انتہائی بھاری قیمت دے کر خریدا تھا اور اسے معلوم تھا کہ اس کیمرے کو آپریٹ کرنے اور اس کی میموری میں موجود میٹریل کو مائیکرو فلم میں تبدیل کرنے کی چند دکانیں پاکیشیا کے دارالحکومت میں بھی موجود ہیں جن میں سب سے بڑی دکان یہی تھی جہاں سے صالحہ باہر آ رہی تھی۔ اسے یقین تھا کہ اگر اس کا خیال درست ہے تو پھر یہ کام اس دکان پر ہوا ہو گا لیکن یہاں صبح سے اب تک کوئی گاہک ہی نہ آیا تھا۔ اس نے خود اس کے بزنس

کمپیوٹر کی میموری چیک کی تھی کیونکہ یہاں گاہکوں کا مکمل ریکارڈ بزنس کمپیوٹر میں فیڈ کیا جاتا تھا۔ وہ اپنے طور پر بڑے جوش و خروش سے یہاں آئی تھی اور اسے یقین تھا کہ وہ اس بار اپنے ساتھیوں سے پہلے فارمولے تک پہنچ جائے گی۔ اس طرح اس کی کارکردگی کا سکہ نہ صرف عمران اور اس کے ساتھیوں پر بیٹھ جائے گا بلکہ چیف کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کسی طرح بھی سیکرٹ سروس کے دیگر ممبران سے کم نہیں ہے لیکن اب اسے سارا محل چکنا چور ہوتا دکھائی دے رہا تھا لیکن اس کے باوجود نجانے کیا بات تھی کہ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ اپنے آئیڈیئے میں کامیاب رہے گی۔ چنانچہ وہ باہر موجود اپنی کار میں بیٹھی اور اس نے الیسٹرن سٹوڈیو جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ یہ بھی ایسی دکان تھی جہاں کمپیوٹرائزڈ مشینری موجود تھی اور ہارٹی ٹاسک کیمرے بھی۔ یہاں بھی مائیکرو فلم بنائی جا سکتی تھی۔ تقریباً بیس منٹ بعد اس نے کار الیسٹرن سٹوڈیو کے مین گیٹ پر ڈراپ کر دی اور پھر کار سے نکل کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ چونکہ وہ پہلے کئی بار اپنے شوق کی وجہ سے یہاں آتی رہتی تھی اس لئے نہ صرف اس دکان کا عملہ اس سے واقف تھا بلکہ اس کا مالک اور جنرل مینجر سکندر اعجاز بھی اس کا اچھا خاصا واقف تھا۔ مین گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھی جہاں ایک نوجوان لڑکی موجود تھی جو اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

" ہیلو اسماء۔ کیسی ہو"....... صالحہ نے کاؤنٹر کے قریب جا کر

مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ آپ بتائیں مس صالحہ۔ بڑے طویل عرصے بعد تشریف لائی ہیں آپ"....... اسماء نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

" ارے دو ہفتے پہلے تو میں نے چکر لگایا تھا۔ تم سے ملاقات بھی ہوئی تھی اور تم کہہ رہی ہو کہ طویل عرصے بعد آئی ہوں"....... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا تو اسماء بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

" ہمارے لئے تو دو ہفتے واقعی طویل عرصہ ہوتا ہے مس صالحہ"۔ اسماء نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

" اس خلوص کا شکریہ اسماء"....... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ فرمائیں۔ کیا کوئی کام ہے"....... اسماء نے کہا۔

" ارے نہیں۔ بلکہ آج میں جاسوسی کر رہی ہوں"....... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو اسماء بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" جاسوسی۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں"....... اسماء نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ارے اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا ایک واقف کار ہے احمد خان۔ وہ بھی میری طرح ٹاسک کیمرے کا دیوانہ ہے اور اکثر وہ اپنی نادر کتابوں کو اس کیمرے کی مدد سے مائیکرو فلم

میں تبدیل کراتا رہتا ہے۔ وہ تارکی میں رہتا ہے اور اس کا اپنا سٹوڈیو ہے۔ اس نے مجھے صبح فون کیا اور مجھے بتایا کہ وہ اپنے بزنس کے سلسلے میں یہاں آیا ہوا ہے اور اسے کسی ایسی دکان کا پتہ چاہئے جہاں وہ ٹاسک کیمرے سے مائیکرو فلم بنوا سکے۔ میں نے اسے دو تین دکانوں کا پتہ بتا دیا جس میں ایسٹرن سٹوڈیو بھی شامل تھا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ مجھے اس سے پوچھنا بھول گیا کہ وہ کہاں رہائش پذیر ہے۔ چنانچہ اب میں اسے تلاش کر رہی ہوں۔ پہلے میں گرافک سٹوڈیو پر گئی۔ وہاں وہ گیا ہی نہیں تو اب میں یہاں آئی ہوں"۔ صالحہ نے کہا۔

"یہاں تو صبح سے کوئی غیر ملکی نہیں آیا"....... اسماء نے کہا۔

"ارے وہ غیر ملکی نہیں ہے۔ یہاں کا رہنے والا ہے لیکن طویل عرصے سے تارکی میں سیٹل ہے"....... صالحہ نے کہا۔

"چار پانچ گاہک تو آئے ہیں البتہ ان میں سے ایک میرے لئے اجنبی تھا اور حیرت انگیز بات ہے کہ اس کے پاس ٹاسک کیمرہ بھی مینجر صاحب کا ذاتی تھا۔ شاید ان کا کوئی دوست ہو گا۔ آپ کے واقف کار احمد خان کا حلیہ کیا ہے"....... اسماء نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو صالحہ نے اسے فرضی حلیہ بتا دیا۔

"اوہ نہیں۔ وہ اجنبی ایسا نہیں تھا"....... اسماء نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم ذرا بزنس کمپیوٹر سے چیک کرو کہ کیا اس نے مائیکرو فلم

بنوائی ہے"....... صالحہ نے کہا تو اسماء نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ایک طرف رکھے ہوئے کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہو گئی۔ صالحہ بھی خاموش کھڑی کمپیوٹر سکرین کو دیکھ رہی تھی۔ اس وقت چونکہ دکان گاہکوں سے خالی تھی اس لئے کسی نے ان پر توجہ نہ دی تھی اور دوسرے کاؤنٹر پر موجود لڑکیاں اور نوجوان بھی اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

"اوہ۔ حیرت انگیز۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"....... اچانک اسماء نے چونک کر کہا۔

"کیا ہوا"....... صالحہ نے پوچھا۔

"ایک فلم تو بنائی گئی ہے لیکن اسے ریکارڈ میں شامل نہیں کیا گیا اور نہ ہی کوئی چارجنگ کی گئی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو اصول کے خلاف ہے"....... اسماء نے کمپیوٹر آف کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات تھے۔

"وہ یقیناً مینجر سکندر اعجاز کا دوست ہو گا اس لئے ایسا ہوا ہے"....... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ ویسے اسے ڈیل بھی انہوں نے ہی کیا تھا"....... اسماء نے کہا لیکن اس کے چہرے پر بہرحال الجھن کے تاثرات موجود تھے۔

"او کے اسماء۔ اتنی دیر کمپنی دینے کا شکریہ۔ احمد خان تو نہیں ملا لیکن اب آ گئی ہوں تو سکندر سے بھی مل ہی لوں"....... صالحہ نے کہا

اور اسماء نے مسکراتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور صالحہ سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ ایک سائیڈ پر راہداری کے آخری سرے پر سکندر اعجاز کا دفتر تھا۔ صالحہ کے ذہن میں بہر حال کھٹک پیدا ہو گئی تھی کیونکہ وہ بھی جانتی تھی کہ کمرشل بنیادوں پر چاہے کسی کام کی پیمنٹ نہ بھی لی جائے تب بھی اسے ریکارڈ میں ضرور شامل کیا جاتا ہے اور پیمنٹ ضرور ظاہر کی جاتی ہے کیونکہ اسماء کے مطابق ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن یہاں اس اجنبی کے ساتھ نیا کام ہوا ہے۔ مائیکرو فلم بننے کا کمپیوٹر میں ریکارڈ اس لئے آ گیا تھا کہ کمپیوٹرائزڈ مشین نے لازماً فلم کمپیوٹر کو فیڈ کی ہو گی جسے کسی صورت بھی روکا نہ جا سکتا تھا۔ یہ سب کچھ سوچتی ہوئی وہ سکندر اعجاز کے آفس کے دروازے پر پہنچ گئی۔ دروازے کے باہر موجود باوردی چپڑاسی نے اسے سلام کیا اور ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا تو صالحہ اس کا شکریہ ادا کر کے آفس میں داخل ہوئی۔ آفس خاصا وسیع تھا اور انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا تھا۔ آفس ساؤنڈ پروف تھا۔ سامنے ہی بڑی سی قیمتی لکڑی کی آفس ٹیبل کے پیچھے سکندر اعجاز فون پر کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔ صالحہ کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے کچھ کہہ کر رسیور رکھا اور صالحہ کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

" آیئے مس صالحہ ۔ خوش آمدید"....... سکندر نے مسکراتے ہوئے خالصتاً کاروباری لہجے میں کہا۔

" شکریہ ۔ آپ کیسے ہیں۔ بزنس ٹھیک جا رہا ہے"....... صالحہ نے

بھی مسکراتے ہوئے کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئی۔

" یس مس صالحہ ۔ آل از او کے ۔ آپ بتائیں کیا کوئی نیا ٹاسک بھی مکمل کیا ہے یا نہیں"....... سکندر اعجاز نے واپس اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" ہاں ۔ لیکن آج میں ایک اور کام سے آئی ہوں"....... صالحہ نے کہا۔

" اوہ ۔ جی فرمائیں"....... سکندر اعجاز نے چونک کر کہا۔

" میرا ٹاسک کیمرہ میری ایک ملنے والی فرینڈ لے گئی ہے اور مجھے ایک ضروری ٹاسک مکمل کرنا ہے۔ اگر آپ اپنا ذاتی کیمرہ ایک روز کے لئے مجھے دے دیں تو میں ممنون رہوں گی"....... صالحہ نے کہا تو سکندر اعجاز بے اختیار ہنس پڑا۔

" مس صالحہ اس میں ممنونیت کی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کیمرہ لے جائیں ۔ میرے پاس تو وہ ویسے ہی فارغ پڑا ہوا ہے"۔ سکندر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا لیکن جدید ترین ساخت کا کیمرہ نکال کر اس نے صالحہ کی طرف بڑھا دیا۔ صالحہ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کیمرہ لے کر اپنے بیگ میں ڈال لیا۔

" اور بتائیں آپ کا بزنس کیسا جا رہا ہے"....... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ کام چل ہی رہا ہے۔ آپ سنائیں آج کل کیا شغل

ہے"....... سکندر اعجاز نے کہا۔

"ڈیڈی کے ساتھ ہوٹل بزنس میں شریک ہوں"....... صالحہ نے کہا تو سکندر نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ وہ مس صالحہ کے ڈیڈی سے بھی واقف تھا۔

"اوہ سوری۔ آپ سے میں نے پوچھا ہی نہیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گی"....... اچانک سکندر نے چونک کر کہا۔

"کچھ نہیں۔ اب مجھے اجازت۔ ارے ہاں۔ مجھے بھی خیال نہیں رہا تارکی میں میرا ایک واقف کار رہتا ہے احمد خان۔ وہ ان دونوں یہاں آیا ہوا ہے۔ اسے ٹاسک کیمرے سے ایک فلم بنوانی تھی۔ میں نے اسے آپ کا پتہ دیا تھا۔ کیا وہ آیا ہے اور فلم بنوا گیا ہے"۔ صالحہ نے چونک کر پوچھا جیسے اسے اچانک اس بات کا خیال آیا ہو۔

"کب کی بات ہے"....... سکندر نے کہا۔

"آج صبح ہی اس نے پوچھا تھا اور جلدی میں تھا اس لئے یہاں اسے آج ہی آنا تھا"....... صالحہ نے کہا۔

"نہیں مس صالحہ۔ وہ تو تشریف نہیں لائے۔ آج تو صبح سے ہم نے کوئی ٹاسک فلم نہیں بنائی۔ البتہ کل دو فلمیں بنائی تھیں"۔ سکندر نے کہا۔

"اوکے۔ اگر وہ آئے تو اسے کہہ دینا کہ میں نے اس کا پوچھا تھا"....... صالحہ نے اٹھتے ہوئے کہا تو سکندر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے۔ ضرور کہوں گا"....... سکندر نے کہا۔

"کیمرہ کل پہنچ جائے گا۔ فکر مت کرنا"....... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور سکندر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور صالحہ تیز تیز قدم اٹھاتی آفس سے باہر آ گئی اور تھوڑی دیر بعد ہی باہر موجود اپنی کار میں بیٹھ چکی تھی۔ اس نے ہینڈ بیگ سے کیمرہ نکالا۔ اس کا کور کھولا اور کیمرہ باہر نکال کر اس نے اس کی سائیڈ میں موجود بٹن پریس کیا تو دوسرے لمحے بٹن کے ساتھ موجود ایک چھوٹے سے خانے میں روشنی کا جھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہاں ایک کا لفظ ابھر آیا۔ صالحہ نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے بٹن آف کیا اور کیمرے کو واپس کور میں بند کر کے اس نے اسے بیگ میں رکھا اور پھر کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھ گئی۔ اب اس کے خیال کے مطابق معاملہ پوری طرح مشکوک ہو چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کیمرے میں موجود میموری چوبیس گھنٹوں تک قائم رہتی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کیمرے سے ایک ٹاسک فلم چوبیس گھنٹوں کے اندر بنائی گئی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ فلم ایسٹرن سٹوڈیو میں مائیکرو فلم میں تبدیل کی گئی ہو لیکن سکندر اعجاز سرے سے ہی اس سے مکر گیا تھا جبکہ اسماء نے بزنس کمپیوٹر کی مدد سے اسے پہلے بتا دیا تھا کہ ایک مائیکرو فلم بنائی گئی ہے۔ وہ یہی سوچتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار ایک پبلک فون بوتھ کے قریب روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ فون بوتھ میں داخل ہو گئی۔ اس نے ہینڈ بیگ سے فون کارڈ نکال کر اسے باکس میں لگایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پیغام نوٹ کرا دیجئے"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مشینی آواز سنائی دی تو صالحہ نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے جولیا کو کال کیا تھا تاکہ اس سے مشورہ کر سکے لیکن جولیا فلیٹ میں موجود نہ تھی۔ شاید وہ بھی مجرموں کی تلاش میں گئی ہو گی۔ وہ چند لمحے سوچتی رہی پھر اس نے کارڈ کو دوبارہ پریس کیا اور رسیور اٹھا کر اس نے عمران کے فلیٹ کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"صالحہ بول رہی ہوں سلیمان۔ عمران صاحب ہیں"....... صالحہ نے کہا۔

"نہیں مس صالحہ۔ صاحب تو صبح سے گئے ہوئے ہیں۔ اب پتہ نہیں کب واپسی ہو ان کی"....... سلیمان نے جواب دیا۔

"اچھا شکریہ"....... صالحہ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ اب اس کے ذہن میں کھچڑی سی پک رہی تھی۔ اب آخری چارہ کار یہی رہ گیا تھا کہ وہ چیف کو براہ راست کال کر کے اسے تفصیل بتا دے لیکن وہ سوچ رہی تھی کہ کیا چیف اس کی حوصلہ افزائی کرے گا یا اسے ڈانٹ دے گا کہ وہ فضول باتوں میں وقت ضائع کر رہی ہے کیونکہ جو کچھ وہ کہنا چاہتی تھی وہ روٹین سے ہٹ کر تھا لیکن پھر اس نے فیصلہ کر لیا کہ بہرحال چیف کو اطلاع دینا ضروری ہے۔ پھر بعد میں دیکھا جائے گا کہ کیا ہوتا ہے

اور کیا نہیں۔ یہ فیصلہ کر کے اس نے نئی کال کرنے کے لئے خانے میں موجود کارڈ کو مزید پریس کیا اور رسیور اٹھا کر چیف کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ بلیک زیرو چائے لانے کے لئے کچن میں گیا ہوا تھا۔ عمران کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ وہ کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو واپس آیا۔ اس نے چائے کی دو پیالیاں اٹھائی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی لے کر وہ میز کی دوسری طرف اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب اس بار معاملات اس طرح بگڑے ہیں کہ کوئی سر پیر ہی سمجھ میں نہیں آرہا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر فراست بھی غائب ہے۔ فارمولا بھی اور کافرستانی ایجنٹ بھی۔ کسی چیز کا بھی کوئی پتہ نہیں چل رہا"....... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پیالی اٹھا کر اس نے چائے کا

گھونٹ لیا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران اور بلیک زیرو دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے جلدی سے پیالی کو واپس میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں۔ خاور نے اطلاع دی ہے کہ اس نے ڈاکٹر فراست علی کی کار کو گل ریز کالونی کی ایک کوٹھی میں کھڑے دیکھا ہے۔ کوٹھی خالی دکھائی دے رہی ہے"....... جولیا نے کہا۔

"اسے کہو کہ وہ کوٹھی کے اندر چیک کرے اور کار کو بھی۔ پھر رپورٹ دے"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں نے اسے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ میں آپ کو کار کے بارے میں اطلاع دینا چاہتی تھی"....... جولیا نے کہا۔

"جیسے ہی کوئی رپورٹ آئے تم نے فوری اطلاع دینی ہے"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"خالی کوٹھی اور کار کا مطلب ہے کہ اسے چھپانے کے لئے وہاں کھڑا کیا گیا لیکن یہ ڈاکٹر فراست علی کہاں ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس کوٹھی سے اس کی لاش برآمد ہو گی۔ اس سے یقیناً لیبارٹری کے بارے میں سب کچھ تشدد کے ذریعے معلوم کیا گیا ہو گا۔ پھر رات کو واردات کر کے یہ نکل گئے"....... عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا

دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے مین کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس۔ خاور کی کال آئی ہے کہ کوٹھی کے نیچے تہہ خانے میں ڈاکٹر فراست علی کی لاش موجود ہے۔ اس پر تشدد کیا گیا ہے"....... جولیا نے کہا۔

"تم خود وہاں جاؤ اور ڈاکٹر فراست علی کی لاش کو چیک کر کے معلوم کرو کہ اسے ہلاک ہوئے کتنا وقت گزرا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کوٹھی کے بارے میں بھی تفصیل معلوم کر کے مجھے رپورٹ دو"....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ کام تو خاور بھی کر سکتا تھا۔ پھر آپ نے جولیا کو کیوں وہاں بھیجا ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے سوچا کہ ایک سے دو بھلے۔ خاور کہیں لاش دیکھ کر ڈر نے جائے"....... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے خود جولیا کو بھیج دیا ہے۔ اب اگر کوئی رپورٹ آئی تو ممبرز کو براہ راست یہاں کال کرنا پڑے گی"....... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جولیا خاور سے زیادہ ذمہ دار ہے۔ وہ وہاں کے بارے میں کہیں زیادہ تفصیل معلوم

کر لے گی اور ڈاکٹر فراست علی اس واردات میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے"....... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صالحہ بول رہی ہوں باس۔ جولیا فلیٹ پر موجود نہیں ہے اس لئے مجھے آپ کو براہ راست کال کرنا پڑی ہے"....... دوسری طرف سے صالحہ نے معذرت بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"فون کیوں کیا ہے"....... عمران نے مخصوص اور سرد لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے صالحہ نے جو تفصیل بتائی تو عمران یہ تفصیل سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"تم کہاں سے کال کر رہی ہو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں بے اختیار چمک سی ابھر آئی تھی تو صالحہ نے فون بوتھ کے بارے میں بتا دیا۔

"تم وہیں رکو۔ عمران رانا ہاؤس میں موجود ہے۔ میں اسے تمہارے پاس بھجوا دیتا ہوں۔ باقی کام وہ خود کر لے گا"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا ہے عمران صاحب۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا"۔ بلیک زیرو نے بھی عمران کے اٹھتے ہی احتراماً اٹھ کر کھڑے ہوتے

ہوئے کہا۔

" واپس آکر بتاؤں گا۔ انتہائی اہم پوائنٹ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مسئلہ حل ہو جائے "....... عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے اس علاقے کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی جہاں کے بارے میں صالحہ نے بتایا تھا۔ تقریباً بیس منٹ بعد اسے دور سے صالحہ کی کار ایک پبلک فون بوتھ کے قریب کھڑی نظر آگئی تو اس نے کار اس کے قریب لے جا کر روک دی۔ دوسرے لمحے صالحہ کار سے نیچے اتر آئی۔ عمران بھی نیچے اتر آیا۔

" کیا چکر چلایا ہے تم نے۔ وہ چیف صاحب کہہ رہے تھے کہ ذہانت کا اعلیٰ ترین ایوارڈ دینا پڑے گا تمہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ چیف اس طرح تو کسی کی تعریف نہیں کیا کرتا"....... صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں کہ کیا چکر چلایا ہے تم نے"۔ عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی اور پھر اس نے جولیا کے فون آنے سے لے کر اب تک کی ساری کارروائی تفصیل سے بتا دی۔

" وہ کیمرہ کہاں ہے جو تم سکندر اعجاز سے لے آئی ہو"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صالحہ نے ہینڈ بیگ میں سے کیمرہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران واپس اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر

آکر بیٹھ گیا تو صالحہ بھی سائیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔ عمران نے کور کھول کر کیمرہ باہر نکالا۔ اسے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے بٹن پریس کر کے اس کی سکرین روشن کی۔ اس پر واقعی ایک کا ہندسہ موجود تھا۔ عمران نے بٹن آن کیا۔ اس کے بعد اس نے کار کا ڈیش بورڈ کھولا اور اندر موجود ایک چھوٹا سا پلاسٹک کا بنا ہوا بکس نکال کر اس نے اسے کھولا۔ اس کے اندر ایک مخصوص ساخت کی چھوٹے شیشے والی عینک موجود تھی۔ صالحہ حیرت سے اس عینک کو دیکھ رہی تھی۔ جیسے ہی عمران نے عینک کو باہر نکالا عینک کے شیشوں کا رنگ تیزی سے بدلتا چلا گیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس عینک میں سن گلاسز ہوں جو روشنی میں ڈارک ہو جاتے ہیں اور اندھیرے میں لائٹ۔ عمران نے وہ عینک اپنی آنکھوں سے لگائی اور پھر اس کیمرے کو غور سے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ کافی دیر تک وہ اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کیمرہ واپس ڈیش بورڈ پر رکھ دیا اور عینک اتار دی۔

" تمہیں واقعی ذہانت کا اعلیٰ ترین ایوارڈ ملنا چاہئے۔ یہ چیف بھی کمال کا آدمی ہے کہ مجھے اس کے لئے باقاعدہ تجربہ کرنا پڑا ہے جبکہ اسے صرف فون سن کر معلوم ہو گیا ہے کہ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا ہوا ہے۔ یہ کس ٹائپ کی عینک ہے"....... صالحہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" یہ ایم ایم ریز کورنگ کوٹڈ شیشے ہیں۔ اس کیمرے پر اگر کسی

سائنسی گیس کے اثرات ہوں گے تو اس عینک سے دیکھنے سے
عینک پر بنفشی رنگ کے دھبے دکھائی دیں گے۔ اس سے صاف ظاہر
ہو جائے گا کہ یہ کیمرہ کسی سائنسی لیبارٹری میں لے جایا گیا ہے یا
استعمال ہوا ہے اور اس کیمرے پر دھبے خاصے واضح طور پر موجود
ہیں۔ اس طرح اب یہ بات کنفرم ہو گئی ہے کہ اس کیمرے سے
فارمولے کی کاپی بنائی گئی ہے"...... عمران نے کہا تو صالحہ کے
چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" اوہ۔ حیرت ہے۔ دکھائیں مجھے "...... صالحہ نے کہا تو عمران
نے عینک اس کی طرف بڑھا دی۔ صالحہ نے عینک کو آنکھوں سے
لگایا پھر کیمرے کو اس کے کور سے نکال کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے
لگی۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کیمرے کو
واپس کور میں ڈال کر سیٹ پر رکھا اور عینک اتار کر اسے پلاسٹک
کے کور میں رکھ دیا۔

" اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ یہ سکندر اعجاز کافرستانی
ایجنٹ ہے اور وہ جو اجنبی اس کے پاس آیا تھا وہ اصل مجرم ہے"۔
صالحہ نے کہا۔

" ہاں۔ اب یہ بات کنفرم ہو چکی ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ اب ہم
نے تیزی سے اصل مجرموں کا کھوج لگانا ہے"...... عمران نے کہا۔

" آپ الیسٹرن سٹوڈیو چلیں۔ میں اپنی کار میں آتی ہوں"۔ صالحہ
نے عمران کی کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں

سر ہلا دیا اور پھر صالحہ کے کار سے نیچے اترتے ہی عمران نے کار اسٹارٹ
کر کے آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ الیسٹرن سٹوڈیو پہنچ گیا۔ اس
نے جیسے ہی سائیڈ پر کار روکی اس کے پیچھے صالحہ نے بھی اپنی کار
روک دی۔ عمران نیچے اترا اور الیسٹرن سٹوڈیو کے مین گیٹ کی طرف
بڑھنے لگا۔

" ایک منٹ عمران صاحب"...... عمران کو اپنے عقب سے
صالحہ کی آواز سنائی دی تو عمران نہ صرف رک گیا بلکہ وہ پیچھے کی طرف
مڑ گیا۔

" آپ اس طرح جا رہے ہیں جیسے میرا یہاں سرے سے کوئی وجود
ہی نہ ہو"...... صالحہ نے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

" میں سمجھا کہ چونکہ وہ تمہارا واقف ہے اس لئے شاید تم اندر
نہیں جاؤ گی"...... عمران نے کہا۔

" ملک دشمن اگر میرا باپ بھی ہو تو میں اسے بھی گولیوں سے اڑا
دوں گی عمران صاحب"...... صالحہ نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا اور
عمران اس کے جذباتی انداز پر بے اختیار مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ
الیسٹرن سٹوڈیو میں داخل ہوئے تو اسماء نے چونک کر ان کی طرف
دیکھا۔

" سکندر اعجاز آفس میں موجود ہے"...... صالحہ نے کاؤنٹر کے
قریب جا کر کہا۔

" ہاں۔ موجود ہے مگر"...... اسماء نے قدرے ہچکچاتے ہوئے

انداز میں کہا۔

"بزنس کی بات کرنی ہے"....... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو اسماء نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آیئے"....... صالحہ نے عمران کا نام لئے بغیر کہا اور تیزی سے اس راہداری کی طرف بڑھ گئی جس کے آخر میں سکندر اعجاز کا آفس تھا۔ باوردی چپڑاسی نے قریب پہنچنے پر ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا اور عمران ایک طرف ہو گیا تاکہ صالحہ اندر داخل ہو سکے۔ ویسے یہ دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں ابھر آئی تھیں کہ آفس ساؤنڈ پروف ہے کیونکہ دروازے کی مخصوص ساخت نے اسے بتا دیا تھا۔ صالحہ کے پیچھے وہ اندر داخل ہوا تو میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا سکندر اعجاز اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور قدرے الجھن کے تاثرات تھے۔

"یہ علی عمران ہیں اور علی عمران یہ سکندر اعجاز۔ ایسٹرن سٹوڈیو کے مالک اور جنرل مینجر"....... صالحہ نے عمران اور سکندر اعجاز کا باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا اور سکندر اعجاز نے مسکراتے ہوئے عمران سے مصافحہ کیا اور پھر رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ دونوں میز کی دوسری طرف بیٹھ گئے جبکہ سکندر اعجاز واپس اپنی ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔

"میرا تعلق سپیشل پولیس سے ہے"....... عمران نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سکندر اعجاز بے اختیار چونک پڑا۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے سپیشل پولیس کا مخصوص بیج نکالا اور سکندر اعجاز کے سامنے کر دیا۔

"لیکن آپ میرے پاس کیوں آئے ہیں اور مس صالحہ تو پہلے بھی میرے پاس آئی تھیں"....... سکندر اعجاز نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ نے مس صالحہ کو جو ٹاسک کیمرہ دیا ہے وہ مشکوک پایا گیا ہے۔ اس کیمرے کی مدد سے گذشتہ رات کو حکومت کی انتہائی اہم ترین لیبارٹری سے ایک فارمولے کی کاپی چرائی گئی ہے اور اس کیمرے کے تجزیئے سے معلوم ہو گیا ہے کہ یہی کیمرہ اس کام میں استعمال ہوا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ ہمارے پاس یہ اطلاع بھی ہے کہ اس کیمرے میں موجود ٹاسک کو آپ نے اپنے سٹوڈیو کی مخصوص کمپیوٹرائزڈ مشینری کے ذریعے مائیکرو فلم میں تبدیل کیا ہے۔ آپ مجھے اچھے اور معزز بزنس مین لگتے ہیں اس لئے آپ کی بہتری اسی میں ہو گی کہ آپ مجھے اس بارے میں تفصیل بتا دیں"....... عمران کا لہجہ انتہائی سرد تھا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں یہ سب غلط ہے۔ وہ میرا کیمرہ ہے اور میں نے عاریتاً مس صالحہ کو دیا تھا۔ آپ کو کوئی بڑی غلط فہمی ہوئی ہے"....... سکندر اعجاز نے اس بار خاصے مضبوط اور صاف لہجے میں کہا۔

"کیا آپ درست کہہ رہے ہیں۔ واقعی ہم سے غلطی ہوئی ہے"۔ عمران نے یکلخت مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا

ہوا۔

" بالکل درست کہہ رہا ہوں۔آپ میرے بارے میں پورے شہر کے معزز ترین افراد سے معلوم کر لیجئے کہ میرا کبھی کسی جرائم پیشہ شخص یا گروہ سے معمولی سا تعلق بھی نہیں رہا ہے"....... سکندر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔ عمران کے اٹھتے ہی صالحہ بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

" اوکے ۔ ہم بہرحال مزید انکوائری کریں گے"....... عمران نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور سکندر اعجاز نے جیسے ہی ہاتھ آگے بڑھایا دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر پہلے میز پر گرا اور پھر میز پر موجود سامان سمیت گھسٹتا ہوا عمران کے قدموں میں نیچے فرش پر آ گرا جبکہ صالحہ بجلی کی سی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑی اور اس نے دروازے کو لاک کر دیا۔ نیچے گرتے ہی سکندر نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا تو سکندر اعجاز کا اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا جسم ہلکے سے دھماکے سے واپس قالین پر جا گرا۔ اس کا چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا اور منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔

" بولو۔ کہاں ہے فلم۔ بولو"....... عمران نے پیر کو ذرا سا واپس موڑتے ہوئے کہا۔

" وہ۔ وہ آتما رام لے گیا ہے۔آتما رام۔ مجھے نہیں معلوم کہاں لے گیا ہے"....... سکندر اعجاز کے منہ سے رک رک کر نکلا۔

" کون آتما رام ۔ تفصیل بتاؤ"....... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" وہ کافرستانی ایجنٹ تھا۔ میں کافرستان کے لئے بھی کام کرتا ہوں لیکن خاص کام۔ مجھے کافرستان کے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کی طرف سے فون آیا کہ ان کا خاص ایجنٹ آتما رام مجھ سے ملے گا۔ میں نے اس کی ہر طرح سے مدد کرنی ہے پھر آتما رام یہاں میرے پاس شام کو آیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس نے کسی لیبارٹری سے ایک سائنسی فارمولے کی کاپی کرنی ہے جس پر میں نے اسے اپنا ٹاسک کیمرہ دے دیا اور وہ چلا گیا۔ اگلے روز صبح دکان کھلتے ہی وہ آیا اور اس نے مجھے کہا کہ میں اس کیمرے میں موجود ٹاسک کو مائیکرو فلم میں تبدیل کر دوں۔ میں نے ایسا کر دیا لیکن اس کا ریکارڈ نہ رکھا"۔ سکندر اعجاز نے رک رک کر اور عمران کے کئی سوالات کے جواب میں یہ تفصیل بتا دی۔ اس کی حالت واقعی انتہائی خستہ ہو رہی تھی۔

" اب آتما رام کہاں ہے۔ بولو۔ ورنہ"....... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" وہ۔ وہ۔ میں اسے اپنی کار میں دانش کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ اے بلاک میں چھوڑ آیا تھا۔ وہاں پادری رہتے ہیں۔ گریٹ لینڈ کے پادری۔ پھر میں واپس آ گیا"....... سکندر اعجاز نے کہا تو عمران نے پیر ہٹایا اور نیچے جھک کر اس نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے سائیڈ پر پڑے ہوئے صوفے پر اچھال دیا۔ سکندر اعجاز کے منہ سے

ہلکی سی کراہ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔

"آؤ صالحہ ۔ اب یہ چار پانچ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا"....... عمران نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"باہر چپڑاسی موجود ہے۔ وہ اندر نہ آجائے"....... صالحہ نے کہا۔

"آتا رہے۔ ہم نے پہلے فارمولے کو باہر جانے سے روکنا ہے"....... عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ صالحہ بھی اس کے پیچھے تھی۔ چپڑاسی نے انہیں سلام کیا۔

"صاحب کہہ رہے ہیں کہ تم نے انہیں ڈسٹرب نہیں کرنا"۔ صالحہ نے چپڑاسی سے کہا۔

"یس میڈم"....... چپڑاسی نے کہا اور صالحہ آگے بڑھتے ہوئے عمران کے پیچھے تیز تیز قدم اٹھاتی چل پڑی۔

"میری کار میں آجاؤ"....... عمران نے سٹوڈیو سے باہر نکلتے ہی کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی دانش کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ دانش کالونی میں داخل ہوئے اور عمران نے کار ایک متوسط ٹائپ کی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے لے جا کر رک دی۔ اس پر آٹھ کا ہندسہ موجود تھا۔ عمران کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور اس نے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک مقامی نوجوان باہر آ گیا۔

"پادری صاحبان سے ملنا ہے"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ تو کافرستان چلے گئے ہیں اور یہ کوٹھی بھی چھوڑ گئے ہیں"۔ نوجوان نے جواب دیا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"تم یہاں کیا ہو"....... عمران نے پوچھا۔

"جی میں پراپرٹی اسٹیٹ والوں کی طرف سے چوکیدار ہوں۔ نیشنل پراپرٹی اسٹیٹ والوں کی طرف سے۔ میرا نام راحت علی ہے جناب"....... نوجوان نے جواب دیا۔

"کب گئے ہیں پادری صاحبان اور کس چیز پر گئے ہیں"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جناب۔ دس پندرہ منٹ ہوئے ہیں اور وہ ٹیکسی میں گئے ہیں جناب۔ میں جا کر ٹیکسی لے آیا تھا۔ وہ ایئر پورٹ گئے ہیں۔ وہاں انہوں نے سالم جہاز کرایہ پر لیا ہے جناب"....... راحت علی نے کہا۔

"کتنی تعداد تھی ان کی"....... عمران نے پوچھا۔

"جی چار ہیں۔ گریٹ لینڈ کے ہیں جناب"....... راحت علی نے جواب دیا تو عمران تیزی سے مڑا اور کار میں بیٹھ گیا۔ صالحہ کار سے نیچے ہی نہ اتری تھی۔

"صالحہ تم ڈرائیونگ سیٹ پر آجاؤ اور جس قدر تیز رفتاری سے کار چلا سکتی ہو چلا کر ایئر پورٹ چلو"....... عمران نے سائیڈ سیٹ کی طرف آتے ہوئے کہا تو صالحہ سر ہلاتی ہوئی کھسک کر ڈرائیونگ

سیٹ پر چلی گئی جبکہ عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ صالحہ نے کار اسٹارٹ کر کے بیک کی اور پھر اسے موڑ کر آگے بڑھا دیا۔ عمران نے ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"....... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس۔ چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور"....... چند لمحوں بعد چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" سر۔ ایئر پورٹ پر کون ڈیوٹی دے رہا ہے۔ صالحہ نے جس آدمی کے بارے میں بتایا تھا اس سے ہم ایک کالونی میں پہنچے ہیں جہاں چار پادری اس فارمولے کی کاپی لے کر چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان جا رہے ہیں۔ ہم اس وقت ایئر پورٹ جا رہے ہیں۔ میں نے اس لئے کال کی ہے تاکہ وہاں جو بھی ڈیوٹی دے رہا ہے وہ ہمارے پہنچنے تک انہیں روک لے۔ اوور"....... عمران نے شاید صالحہ کی موجودگی کی وجہ سے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" وہاں صفدر اور نعمانی دونوں موجود ہیں۔ تم انہیں براہ راست کال کر کے بتا دو۔ اوور اینڈ آل"....... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اس بار اس پر صفدر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی حالانکہ اسے معلوم تھا کہ ایئر پورٹ پر صفدر اور نعمانی

کام کر رہے ہیں لیکن صالحہ کی وجہ سے اسے چیف کو کال کرنا پڑا تھا۔

" چیف نے آپ کی بات کو کوئی لفٹ ہی نہیں دی کہ ہم نے فارمولا تلاش کر لیا ہے اور وہ پادریوں کے پاس موجود ہے اور پادری ایئر پورٹ گئے ہیں۔ اسے تو چاہئے تھا کہ وہ ایئر پورٹ پر ہنگامی حالات نافذ کر دیتا۔ تمام ٹریفک رکوا دیتا"....... صالحہ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" کاش چیف ایسا جذباتی ہوتا تو اب تک پوری سیکرٹ سروس کی شادیاں ہو چکی ہوتیں۔ چیاؤں چیاؤں سے سب کے فلیٹس اور کوٹھیاں گونج رہی ہوتیں۔ ہاتھوں میں ٹرانسمیٹر کی بجائے ڈاکٹروں کے نسخے ہوتے اور کاروں کے رخ میڈیکل سٹوروں کی طرف ہوتے۔ آنکھیں پھٹی ہوئی ہوتیں۔ چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہوتیں اور بال بکھرے ہوئے ہوتے"....... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" بس بس۔ اتنا ہی کافی ہے عمران صاحب۔ اب مجھے واقعی چیف سے کوئی گلہ نہیں رہا"....... صالحہ نے ہنستے ہوئے اس کی بات کو درمیان سے کاٹتے ہوئے کہا۔

" یہی تو اصل مسئلہ ہے کہ جذباتی کاموں میں واپسی نہیں ہوا کرتی"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"....... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"صفدر اٹنڈنگ یو۔اوور"....... چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

"صفدر۔ گریٹ لینڈ کے چار پادری ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان جا رہے ہیں۔ وہ شاید اس وقت ایئرپورٹ پر موجود ہوں گے ۔ میں اور صالحہ ایئرپورٹ آ رہے ہیں تم نے بہرحال ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی پادریوں کو ہر صورت میں روکنا ہے۔ اگر ضرورت پڑے تو سپیشل پولیس کا کارڈ استعمال کرنا ہے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"پادریوں کو روکنا ہے۔ کیوں۔ اوور"....... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بتایا تو ہے کہ میں صالحہ کو ساتھ لے کر پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"....... عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"عمران صاحب آپ غصے میں بھی مذاق کی بات کر جاتے ہیں۔ ویسے اب صفدر سوچ رہا ہو گا کہ آپ نے مجھے ساتھ لے آنے اور پادریوں کو روکنے کی ضرورت کیوں سمجھی۔ حالانکہ ہم دونوں میرا مطلب ہے میں اور صفدر دونوں مسلمان ہیں"....... صالحہ نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"ارے ارے میرا یہ مطلب نہ تھا اور اگر تمہاری طرح صفدر بھی ذہین ثابت ہوا تو اس نے پادریوں کو روکنے کی بجائے جلدی سے

روانہ کر دینا ہے"..... عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"لیکن میرا خیال ہے کہ آپ نے واقعی صفدر کو سنجیدہ کر دیا ہے"....... صالحہ نے کہا۔

"اور تمہیں"....... عمران نے کہا تو صالحہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"میں بھی شاید سنجیدہ ہو جاتی لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے جذباتیت کا جو نقشہ کھینچا ہے اس نے مجھے واپسی پر مجبور کر دیا ہے"....... صالحہ نے کہا تو اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایئرپورٹ کی حدود میں داخل ہو گئی۔ صالحہ نے پارکنگ میں کار روکی تو عمران تیزی سے نیچے اترا اور تقریباً دوڑتا ہوا ایئرپورٹ کی اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب پلیز۔ جلدی آئیں۔ ان پادریوں نے تو ہنگامہ کھڑا کر دیا ہے۔ وہ ایئرپورٹ مینجر کے آفس میں موجود ہیں"۔ نعمانی نے تیزی سے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ شاید عمران کے انتظار میں کھڑا تھا۔

"تم صالحہ کو لے کر آفس آؤ۔ میں وہاں جا رہا ہوں"....... عمران نے کہا اور تیزی سے اس طرف کو مڑ گیا جدھر ایئرپورٹ مینجر کا آفس تھا۔ چند لمحوں بعد جب وہ آفس میں داخل ہوا تو وہاں واقعی ہنگامہ برپا تھا۔ صفدر ریوالور پکڑے بڑے جارحانہ انداز میں وہاں کھڑا تھا جبکہ ایک سیکورٹی گارڈ ہاتھ اٹھائے ایک طرف کھڑا تھا۔ اس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی اور چار پادری اور ایئرپورٹ

مینجر سمیت سب دیوار کے ساتھ کھڑے تھے۔ ان سب کے چہروں پر حیرت کے ساتھ ساتھ انتہائی غصے کے تاثرات تھے۔ عمران جیسے ہی اندر داخل ہوا صفدر نے اسے بھی للکارا لیکن پھر عمران کو دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے صفدر"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"یہ کسی طرح بات ہی نہیں مان رہے تھے"...... صفدر نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا یہ آپ کا ساتھی ہے۔ یہ تو جرم ہے کہ"...... ایئرپورٹ مینجر نے جو عمران کو جانتا تھا عمران کو دیکھتے ہی انتہائی غصے سے بولنا شروع کر دیا۔

"کیا صفدر نے آپ کو سپیشل پولیس کا کارڈ دکھایا تھا"۔ عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مگر"...... ایئرپورٹ مینجر نے اسی طرح غصے بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔ ظاہر ہے وہ بہت بڑا افسر تھا اور صفدر نے اس کو بھی کور کر رکھا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا تو صالحہ اور نعمانی بھی اندر داخل ہو گئے۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے شاید باہر والوں کو ساری کارروائی کا علم نہ ہو سکا تھا۔

"سپیشل پولیس ہنگامی حالات میں کام کرتی ہے اور ہنگامی حالات کا مطلب آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے آپ نے سپیشل پولیس کا کارڈ دیکھنے کے باوجود بات ماننے سے انکار کر کے ملک سے

غداری کی ہے اور غدار کو کیا سزا ملا کرتی ہے آپ جانتے ہیں یا نہیں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو ایئرپورٹ مینجر کا چہرہ جو غصے سے سرخ ہو رہا تھا عمران کی بات سنتے ہی ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آئی ایم سوری جناب۔ مگر یہ تو پادری ہیں جناب"...... ایئرپورٹ مینجر نے اس بار بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمیں بھی معلوم ہے اور پادری مذہبی پیشوا ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے بھی قابل احترام ہیں لیکن بہرحال قانونی کارروائی تو کرنی ہی ہوتی ہے۔ ہم نے ان سے صرف چند ضروری معلومات حاصل کرنی ہیں اور بس"...... عمران نے کہا۔

"یہ بات تو آپ کے ساتھی بھی کر سکتے تھے۔ ہم اپنے سفارت خانے سے احتجاج کریں گے اور اپنی مذہبی کونسل سے بھی احتجاج کریں گے"...... ایک پادری نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

"آپ کی مرضی۔ آپ جو کچھ چاہیں کرتے رہیں۔ مینجر صاحب آپ اس سیکورٹی گارڈ کو باہر بھیج دیں"...... عمران نے پہلے اس پادری کو جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایئرپورٹ مینجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم باہر جاؤ اور سنو کسی کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے"۔ ایئرپورٹ مینجر نے سیکورٹی گارڈ سے کہا۔

"یس سر"....... سیکورٹی گارڈ نے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا دروازے سے باہر چلا گیا۔

"آپ سب بھی تشریف رکھیں"....... عمران نے پادریوں اور ایئر پورٹ مینجر سے کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"صالحہ تم دروازہ بند کر دو اور بیٹھ جاؤ۔ صفدر اور نعمانی تم دونوں نے ہر طرف کا خیال رکھنا ہے"....... عمران نے صالحہ اور دوسرے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو صالحہ تیزی سے مڑی اور اس نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا اور پھر وہ ایک طرف کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ صفدر نے ریوالور جیب میں ڈال لیا تھا اور نعمانی کا ہاتھ بھی عمران کی بات سنتے ہی جیب میں چلا گیا تھا۔

"آپ چاروں میں سے بات کون کرے گا"....... عمران نے ان چاروں پادریوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں۔ میرا نام فادر ریمنڈ ہے"....... ایک پختہ عمر کے پادری نے جواب دیا۔

"تو فادر ریمنڈ۔ ایک کافرستانی آتما رام آپ کے پاس کوٹھی میں پہنچا۔ اس نے آپ کو ایک مائیکرو فلم دی ہے کہ آپ اسے کافرستان پہنچا دیں۔ وہ فلم دے دیں۔ اس کے بعد آپ جا سکتے ہیں"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو نہ صرف پادری ریمنڈ بلکہ باقی تینوں پادری بھی بے اختیار چونک پڑے۔ ایک لمحے کے لئے ان کے چہروں پر حیرت اور الجھن کے تاثرات نمودار ہوئے مگر پھر انہوں نے فوراً

اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"آتما رام۔ فلم۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہمارا کسی کافرستانی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ہم تو گریٹ لینڈ کے چرچ سے متعلق ہیں اور اب پہلی بار کافرستان جا رہے ہیں"....... فادر ریمنڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"فادر ریمنڈ۔ پھر آپ کو ہمارے ساتھ سپیشل پولیس کے ہیڈ کوارٹر چلنا ہو گا۔ وہاں آپ کی تلاشی بھی لی جائے گی اور وہاں اگر آپ سے فلم برآمد ہوئی تو پھر آپ کا چرچ تو کیا دنیا بھر کے پادری مل کر بھی آپ کو سزائے موت سے نہ بچا سکیں گے۔ یہ فلم پاکیشیا کے دفاع کی بنیادی فلم ہے۔ اسے چرانا یا اپنی تحویل میں رکھنا پاکیشیا سے غداری کے مترادف ہے اور غدار کی سزا موت ہوتی ہے۔ یہ تو میں آپ سے رعایت کر رہا ہوں کہ آپ کو شاید اس کی اہمیت کا علم نہیں ہو گا اور آپ نادانستگی میں اسے کافرستان لے جانے کا موجب بن رہے تھے اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ یہ فلم مجھے دے دیں اور آپ خاموشی سے چلے جائیں ورنہ "....... عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ پادریوں کے چہروں پر پہلی بار خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"جناب عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ آپ معزز اور محترم لوگ ہیں۔ آپ اس چکر میں ملوث نہ ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ عمران صاحب ویسے ہی کوئی بات نہیں کرتے ان کے پاس حتمی ثبوت موجود ہو گا کہ فلم آپ کے پاس ہے"....... ایئر پورٹ مینجر نے

عمران کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"بغیر ثبوت کے ہمارا دماغ تو خراب نہیں ہوا کہ ہم معزز پادریوں پر ہاتھ ڈال دیں۔ بولیں۔ کیا فیصلہ ہے آپ کا۔ ہاں یا نہ میں جواب دیں۔ فلم تو بہرحال ہم نے برآمد کر لینی ہے"....... عمران کا لہجہ انتہائی سرد تھا۔

"کیا آپ وعدہ کرتے ہیں کہ ہمیں اس سلسلے میں ملوث نہیں کیا جائے گا"....... فادر ریمنڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اگر آپ نے مکمل تعاون کیا تو وعدہ کہ آپ کو کسی غلط معاملے میں ملوث نہیں کیا جائے گا"....... عمران نے کہا تو فادر ریمنڈ نے اپنے لباس کے اندر ہاتھ ڈالا اور چند لمحوں بعد جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پیکٹ موجود تھا۔ اس نے پیکٹ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے پیکٹ اس کے ہاتھ سے لیا۔ اسے کھولا تو اس کے اندر واقعی مائیکرو فلم رول موجود تھا۔

"آپ چاروں گیسٹ روم میں بیٹھ جائیں تاکہ ایئرپورٹ مینجر صاحب اپنا کام کر سکیں۔ میں اسے چیک کرا لیتا ہوں۔ اگر یہ درست ہے تو آپ کو جانے کی اجازت مل جائے گی"....... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ ہمیں دیا گیا ہے وہ میں نے آپ کو دے دیا ہے"۔ فادر ریمنڈ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ اگر آپ نے تعاون کیا تو آپ کو ملوث نہیں

کیا جائے گا لیکن یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اس لئے ہم چیکنگ کے بغیر آپ کو جانے کی اجازت نہیں دے سکتے اس لئے اٹھیں اور ادھر گیسٹ روم میں جا کر بیٹھ جائیں"....... عمران نے کہا تو چاروں پادری خاموشی سے اٹھے اور پھر وہ آفس سے ملحقہ گیسٹ روم میں چلے گئے۔ صفدر اور نعمانی ان کے پیچھے جانے لگے تو عمران نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روکا اور پھر جب وہ چاروں کمرے میں داخل ہوئے تو عمران نے جو گیسٹ روم کے دروازے کے قریب تھا جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ کو اندر کی طرف جھٹک کر دروازہ بند کر دیا۔

"بڑی ویگن لے آؤ اور ان چاروں کو اس میں ڈال کر رانا ہاؤس پہنچا دو"....... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ آپ انہیں کیوں لے جا رہے ہیں"....... ایئرپورٹ مینجر نے کہا۔

"یہ لوگ بے ہوش ہو چکے ہیں اور اگر آپ نے اب ان مجرموں کا ساتھ دیا تو آپ بھی ان کے ساتھ ہی جیل کی کوٹھڑی میں پڑے نظر آئیں گے۔ سمجھے۔ یہ چاروں پادری نہیں۔ پادریوں کے روپ میں غیر ملکی ایجنٹ ہیں"....... عمران نے کہا تو ایئرپورٹ مینجر کا جسم یکلخت کانپنے لگ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری سوری عمران صاحب۔ آپ پلیز مجھ پر مہربانی کریں۔ اوہ۔ اوہ"....... ایئرپورٹ مینجر کی حالت دیکھنے والی تھی۔

" آپ کی بچت اسی میں ہے کہ آپ ہم سے مکمل تعاون کریں۔ چارٹرڈ طیارے کو فنی نقص ظاہر کر کے ابھی دو گھنٹوں کے لئے روک دیں اور ان پادریوں کے بارے میں کوئی پوچھنے آئے تو اسے میرے ساتھیوں سے ملوا دیں"....... عمران نے اسے باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" آپ جیسے کہیں گے ویسے ہی ہو گا عمران صاحب"....... ایئر پورٹ مینجر نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

" نعمانی تم یہیں رکو گے۔ اگر ان کے بارے میں کوئی پوچھنے آئے تو تم نے اسے بھی بے ہوش کر کے رانا ہاؤس پہنچانا ہے۔ صفدر تم صالحہ کے ساتھ جا کر رانا ہاؤس سے بڑی ویگن لے آؤ اور ان چاروں کو رانا رہاؤس پہنچاؤ۔ میں اس فلم کو چیف تک پہنچاؤں گا تاکہ اسے چیک کیا جا سکے"....... عمران نے کہا تو نعمانی، صفدر اور صالحہ تینوں نے اثبات میں سرہلا دیئے۔ اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے مڑا اور آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک پبلک فون بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے سکہ ڈال کر رسیور اٹھایا اور سرداور کے خصوصی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" داور بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں سرداور۔ فارمولے کی کاپی جسے مائیکرو فلم میں تبدیل کر لیا گیا تھا چیف نے برآمد کر لی ہے۔ اب اسے چیک کرنا ہے کہ کیا واقعی یہ وہی فلم ہے یا نہیں اس لئے آپ گیسٹ پر میرے بارے میں بتا دیں۔ میں آپ کے پاس پہنچ رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

" اوہ خدایا۔ تیرا شکر ہے۔ میں تو اس قدر پریشان تھا کہ بتا نہیں سکتا۔ جلدی آؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ ارے ہاں ڈاکٹر فراست علی کا بھی کچھ پتہ چلا ہے یا نہیں"....... سرداور نے کہا۔

" ان کی لاش ایک کالونی کی کوٹھی میں پڑی ہوئی ہے۔ میں فلم کے حصول کی وجہ سے اس کا کچھ نہیں کر سکا۔ اب میں چیف کو بتا دیتا ہوں وہ خود ہی سرسلطان کو کہہ کر اسے وہاں سے اٹھوا لیں گے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر جیب سے دوبارہ سکے نکال کر اس نے فون پیس میں ڈالے اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو"....... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں طاہر ایئر پورٹ سے۔ ان پادریوں سے فلم ہم نے برآمد کر لی ہے۔ میں نے صفدر اور صالحہ کو کہہ دیا ہے کہ وہ انہیں بے ہوشی کے عالم میں ایئر پورٹ سے رانا ہاؤس پہنچا دیں تاکہ ان سے مزید پوچھ گچھ کی جا سکے۔ میں سرداور کے پاس جا رہا ہوں تاکہ اس فلم کو چیک کیا جا سکے۔ ڈاکٹر فراست علی کی کار اور اس کی لاش جس کوٹھی میں پڑی ہوئی ہے اس کے بارے میں تم سرسلطان کو کہہ دو کہ وہ اسے وہاں سے اٹھوانے کے انتظامات کر لیں"۔

عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھا اور فون بوتھ سے باہر آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ جب وہ پارکنگ میں پہنچا تو صالحہ وہاں موجود تھی۔

" چابیاں اور پارکنگ کارڈ میرے پاس تھا عمران صاحب اس لئے میں آئی ہوں"....... صالحہ نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ یہ بات تو میرے ذہن سے ہی نکل گئی تھی۔ شکریہ۔ صفدر نے ویگن کے لئے کیا کیا ہے"....... عمران نے چابیاں اور پارکنگ کارڈ لیتے ہوئے کہا۔

" اس نے ایئر پورٹ مینجر کے آفس سے جوزف کو فون کر کے کہہ دیا ہے۔ جوزف ویگن لے کر آرہا ہے"....... صالحہ نے کہا۔

" او کے "....... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازہ کھول کر کار میں بیٹھ گیا جبکہ صالحہ واپس ایئر پورٹ کی عمارت کی طرف مڑ گئی۔ تھوڑی دیر بعد عمران سرداور کے پاس پہنچ چکا تھا۔

" یہ مجھے دو۔ میں چیک کر کے ابھی آتا ہوں"....... سرداور نے عمران کے ہاتھ سے فلم لیتے ہوئے بے چین سے لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فلم سرداور کو دے دی اور سرداور تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکل گئے جبکہ عمران ایک طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد سرداور واپس آئے تو ان کے چہرے پر

موجود چمک دیکھ کر ہی عمران سمجھ گیا کہ فلم درست ہے۔

" یہ اسی فارمولے کی ہی فلم ہے"....... سرداور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ بہرحال ڈاکٹر فراست علی کی ہلاکت پر مجھے بے حد افسوس ہے لیکن کہیں ڈاکٹر فراست علی کی موت سے اس فارمولے کی تکمیل میں کوئی رکاوٹ تو نہیں آئے گی"....... عمران نے کہا۔

" ڈاکٹر فراست علی انتہائی ذہین، ہونہار اور قابل سائنس دان تھا۔ اس کی موت سے پیدا ہونے والا خلا تو کبھی پر نہ ہو سکے گا اور مجھے حقیقتاً اس کی موت کا سن کر بے حد دکھ ہوا ہے۔ انسان بہرحال فانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر فراست علی کی مغفرت کرے اور اس کے درجات بلند کرے۔ لیکن فارمولے کی تم فکر مت کرو اس پر تقریباً کام مکمل ہو چکا ہے۔ صرف آخری رکاوٹ سامنے آئی تھی جو ڈاکٹر ذیشان نے حل کر دی ہے۔ البتہ اب مجھے ڈاکٹر ذیشان سے خود رابطہ کرنا پڑے گا۔ وہ میں کر لوں گا"....... سرداور نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ فارمولا بہرحال واپس آچکا تھا اور یہی اس کے نزدیک سب سے اہم کام تھا۔

"باس۔ میرا خیال ہے کہ اب تک وہ پادری کافرستان پہنچ گئے ہوں گے لیکن ابھی تک فارمولے کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں آئی"...... ورما نے کہا تو وکرم سنگھ نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہاں۔ میں بھی کال کا ہی انتظار کر رہا ہوں۔ بہر حال کچھ وقت تو لگے گا"...... وکرم سنگھ نے جواب دیا۔

"باس۔ آپ ایئر پورٹ فون کر کے تو معلوم کر سکتے ہیں کہ طیارہ روانہ ہو چکا ہے یا نہیں"...... ریتا نے کہا تو وکرم سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا کہہ رہی ہو۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ طیارہ نہ گیا ہو۔ طیارے تو چارٹرڈ ہوتے ہی رہتے ہیں اور پرواز بھی کرتے رہتے ہیں۔ یہ پاکیشیائی دارالحکومت کا ایئر پورٹ تو انٹرنیشنل ایئر پورٹ ہے"۔ وکرم سنگھ نے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں تو ویسے ہی کہہ رہی تھی"...... ریتا نے وکرم سنگھ کے غصے سے قدرے سہم کر کہا تو وکرم سنگھ بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ مجھے چیک کر لینا چاہئے"...... وکرم سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"دارالحکومت کا رابطہ نمبر دے دیں"...... وکرم سنگھ نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ نمبر بتا دیا گیا۔ وکرم سنگھ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے رابطہ نمبر پریس کر کے دارالحکومت کی انکوائری کا نمبر پریس کر دیا۔

"انکوائری پلیز"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایئر پورٹ پر چارٹرڈ طیارے کے سیکشن کے مینجر کا نمبر دیں"...... وکرم سنگھ نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ وکرم سنگھ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"مینجر چارٹرڈ سیکشن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کافرستان کے لئے ایک طیارہ چارٹرڈ کرایا گیا تھا جس میں

گریٹ لینڈ کے چار پادریوں نے کافرستان جانا تھا۔ وہ طیارہ کب
روانہ ہوا ہے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" وہ پرواز منسوخ کر دی گئی ہے جناب۔ آپ کون بول رہے
ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو وکرم سنگھ بے اختیار اچھل پڑا۔

" پرواز منسوخ کر دی گئی ہے۔ کیا مطلب۔ میرا نام فادر رچرڈ
ہے۔ میں دارالحکومت سے بول رہا ہوں"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" فادر آپ کے ساتھی ایئر پورٹ پہنچ گئے تھے۔ طیارہ پرواز کے لئے
تیار ہو رہا تھا لیکن پھر اس میں فنی نقص پڑ گیا اور طیارہ چار گھنٹوں
کے لئے گراؤنڈ کرنا پڑا جس پر پرواز منسوخ کر دی گئی اور فادر
صاحبان واپس چلے گئے"....... مینجر نے جواب دیا۔

" اوکے شکریہ"....... وکرم سنگھ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس
نے ٹون آنے پر ایک بار پھر پہلے رابطہ نمبر پریس کیا اور پھر نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب۔ میں راحت علی بول رہا ہوں چوکیدار"....... رابطہ
قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" میں فادر رچرڈ بول رہا ہوں۔ فادرز ایئر پورٹ سے واپس آ گئے
ہیں۔ ان سے میری بات کراؤ"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" واپس۔ نہیں جناب۔ وہ تو یہاں سے ٹیکسی میں بیٹھ کر ایئر
پورٹ چلے گئے تھے۔ بہت دیر ہو گئی ہے جناب۔ وہ واپس تو نہیں
آئے وہ تو کافرستان پہنچ بھی چکے ہوں گے جناب"....... دوسری طرف

سے کہا گیا۔

" ان کے جانے کے بعد کوئی پوچھنے آیا تھا کوٹھی پر"....... وکرم
سنگھ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" جی ہاں۔ دس پندرہ منٹ بعد ایک صاحب آئے تھے۔ ان کے
ساتھ ایک مس صاحبہ بھی تھیں۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ وہ ایئر
پورٹ گئے ہیں تو وہ فوراً ہی واپس چلے گئے"....... دوسری طرف سے
راحت علی نے جواب دیا تو وکرم سنگھ نے ایک بار پھر کریڈل دبایا
اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے
اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ گو فون میں لاؤڈر نہیں تھا
اور نہ ہی وہ دوسری طرف سے آنے والی آوازیں سن سکتے تھے لیکن
وکرم سنگھ کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات دیکھ کر ہی وہ سمجھ
گئے تھے کہ معاملہ گڑبڑ ہو چکا ہے۔

" الیسٹرن سٹوڈیو"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

" سکندر اعجاز صاحب سے بات کرائیں۔ میں رچرڈ بول رہا ہوں۔
ان کا دوست"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" سوری سر۔ وہ ہسپتال میں ہیں"....... دوسری طرف سے کہا
گیا۔

" ہسپتال میں۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے انہیں"....... وکرم سنگھ نے
چونک کر پوچھا۔

" ایک مرد اور ایک خاتون ملنے آئے تھے ان سے پھر وہ واپس چلے
گئے۔ پھر جب انہیں آفس میں چیک کیا گیا تو وہ صوفے پر بے ہوش
پڑے ہوئے تھے۔ انہیں ہسپتال لے جایا گیا ہے اور وہ ابھی تک
ہسپتال میں ہی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ
ہی رابطہ ختم ہو گیا تو وکرم سنگھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
رسیور رکھ دیا۔

" سب کچھ ختم ہو گیا شاید"...... وکرم سنگھ نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

" کیا ہوا ہے باس"...... ورما نے بے چین ہو کر پوچھا۔

" میرا خیال ہے کہ وہ پادری اور فلم دونوں پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے ہاتھ لگ گئے ہیں اور ہمارا اب تک کا سارا کیا کرایا ختم ہو
گیا ہے"...... وکرم سنگھ نے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے سب کچھ
بتا دیا۔

" لیکن باس۔ یہ آخر کس طرح پادریوں تک پہنچ گئے"...... ریتا
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جہاں تک میرا خیال ہے انہیں کسی طرح معلوم ہو گیا کہ ہم
نے ایسٹرن سٹوڈیو سے فلم بنوائی ہے۔ پھر چونکہ ایسٹرن سٹوڈیو کا
مالک مجھے ان پادریوں کی رہائش گاہ تک اپنی کار میں چھوڑنے گیا تھا
اس لئے اس سے معلوم کر کے وہ لوگ بھی وہاں پہنچ گئے۔ وہاں سے
چوکیدار نے انہیں بتایا کہ پادری ایئرپورٹ گئے ہیں تو وہ سیدھے

ایئرپورٹ پہنچ گئے۔ اس کے بعد ظاہر ہے معاملات ان کے ہاتھ میں
چلے گئے۔ طیارے کی منسوخی بتا رہی ہے کہ پادری ان کی تحویل میں
ہیں اور ان سے وہ فلم واپس لے چکے ہوں گے اور اب وہ ہمیں تلاش
کر رہے ہوں گے"...... وکرم سنگھ نے کہا تو سب کے چہرے
تشویش سے بگڑتے چلے گئے۔

" ویری سیڈ۔ یہ سب کیسے ہو گیا"...... مایا دیوی نے کہا۔

" جیسے بھی ہوا بہرحال ہو گیا حالانکہ فلم باہر نکلنے کا یہ ایسا فول
پروف انتظام تھا کہ کسی صورت بھی یہ ناکام نہیں ہو سکتا تھا لیکن
اس کے باوجود ہو گیا۔ اب اسے بدقسمتی ہی کہا جا سکتا ہے"۔ وکرم
سنگھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" باس۔ جو ہو گیا وہ تو ہو گیا لیکن اب ہمیں کیا کرنا ہے۔ ہمیں
تو اس پر سوچنا چاہئے"...... منگل سنگھ نے کہا۔

" اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم آج رات پھر لیبارٹری پر ریڈ
کریں اور وہاں سے ایک بار پھر فارمولا حاصل کریں۔ فارمولا تو
بہرحال ہم نے حاصل کرنا ہی ہے"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

" لیکن باس اب تو یقیناً انہوں نے وہاں بھی خصوصی انتظامات
کر رکھے ہوں گے کیونکہ انہیں بھی معلوم ہے کہ جب فارمولا
کافرستان نہیں پہنچے گا تو لامحالہ ہم اسے دوبارہ حاصل کرنے کی
کوشش کریں گے"...... ورما نے کہا۔

" باس۔ ایک کام اور ہو سکتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہم اس میں

کامیاب ہو جائیں گے"....... اچانک جسونت نے کہا تو وکرم سنگھ سمیت سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا۔ کھل کر بات کرو"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"باس۔ وزارت دفاع کے کسی سیکشن آفیسر کو اگر کور کر لیا جائے تو فارمولا لیبارٹری سے باہر آسکتا ہے"....... جسونت نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں واقعی اور یہ سیکشن آفیسر وہاں آفیسرز کالونی میں رہتا ہو گا"....... وکرم سنگھ نے چونک کر کہا۔

"لیکن باس۔ وہ فارمولا کیسے منگوائے گا۔ فارمولا تو لیبارٹری میں ہو گا"....... ورما نے کہا۔

"ہم اسے مجبور کر دیں گے۔ سیکشن افسر بہت بڑا افسر ہوتا ہے اس لئے اس کا حکم کوئی بھی نہ ٹال سکے گا"....... جسونت نے جواب دیا۔

"یہ آئیڈیا درست ہے۔ وہ ہمارا انتظار سپیشل ریکارڈ روم یا لیبارٹری میں ہی کریں گے لیکن ہم ایک بار پھر اس انداز میں فارمولا نکال لیں گے۔ گڈ شو۔ چلو اب دارالحکومت روانگی کی تیاری کرو"۔ وکرم سنگھ نے کہا۔

"باس۔ آپ ان پادریوں سے مل چکے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ آپ کا حلیہ انہیں معلوم ہو گیا ہو۔ آپ میک اپ کر لیں"....... ورما نے کہا تو وکرم سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران رانا ہاؤس کے بلیک روم میں داخل ہوا تو چاروں پادری کرسیوں پر راڈز میں جکڑے ہوئے بے ہوش پڑے تھے۔ صفدر اور صالحہ انہیں وہاں چھوڑ کر واپس جا چکے تھے کیونکہ اب ان کا وہاں کوئی کام نہ رہا تھا اس لئے انہوں نے سوچا کہ یہاں رکنے کی بجائے وہ دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ان کافرستانی ایجنٹوں کو تلاش کریں اس لئے اس وقت بلیک روم میں جوزف اور جوانا دونوں موجود تھے۔

"یہ کون ہیں ماسٹر۔ یہ تو پادری ہیں۔ انہوں نے کیا جرم کیا ہے"....... جوانا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے مختصر طور پر اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"یہ۔ یہ پادری نہیں ہو سکتے ماسٹر کیونکہ پادری اس قسم کے کاموں میں کبھی ملوث نہیں ہوا کرتے۔ یہ پادری بنے ہوئے ہوں

گے"....... جوانا نے کہا۔

"ہاں۔ میرا بھی یہی خیال ہے اس لئے تو میں انہیں یہاں لے آیا ہوں۔ جوزف"....... عمران نے بات کرتے کرتے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"....... جوزف نے کہا۔

"ان کے میک اپ چیک کئے تھے"....... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ یہ میک اپ میں نہیں ہیں"....... جوزف نے جواب دیا۔

"ان کی تلاشی لی تھی"....... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ ان کے پاس عام سا سامان ہے"....... جوزف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آخری کونے میں جو پادری بیٹھا ہوا ہے اسے ہوش میں لے آؤ۔ یہ ان کا بڑا ہے"....... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کے پٹ کھولے اور اس میں سے ایک لمبی گردن والی بوتل نکال کر وہ واپس مڑا اور اس نے اس کونے والے پادری کے قریب پہنچ کر بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ اس پادری کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی۔ اس کا ڈھکن بند کیا اور بوتل کو واپس لے جا کر اس نے الماری میں رکھ دیا۔ عمران کی نظریں اس پادری پر لگی ہوئی تھیں جبکہ جوزف دوبارہ واپس آ کر اس کے قریب کھڑا ہو

گیا۔ جوانا پہلے ہی کرسی کی دوسری طرف کھڑا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس پادری نے جس نے اپنا نام فادر ریمنڈ بتایا تھا کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ یہ مجھے کیوں جکڑ رکھا ہے۔ کیا مطلب"....... اس نے ہوش میں آتے ہی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فادر ریمنڈ۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم مکمل تعاون کرو گے اس لئے میں نے ابھی تک تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو زندہ رکھا ہوا ہے ورنہ میں ملک دشمنوں کو دوسرا سانس لینے کی بھی اجازت نہیں دیا کرتا"....... عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"میں نے تو تم سے تعاون کیا ہے۔ میں نے تو وہ فلم تمہیں دے دی ہے پھر تم نے یہ سب کیوں کیا ہے۔ ہم پادری ہیں۔ ہمارا کسی جھگڑے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ فلم بھی ہمیں ایک آدمی نے دی تھی کہ اسے کافرستان پہنچا دیں۔ اس نے ہمیں بتایا تھا کہ یہ فلم کسی قدیم چرچ کے بارے میں ہے اور کافرستان میں اس پر مزید تحقیق ہونی ہے تاکہ اس پر وہاں ایک بین الاقوامی کانفرنس میں مقالہ پڑھا جا سکے۔ ہم نے حامی بھر لی کیونکہ اس میں ہمارا کوئی حرج نہ ہوتا تھا"....... فادر ریمنڈ نے خود ہی تیز تیز لہجے میں بتاتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے کہ تم مجھے بچوں والی کہانی سنا رہے ہو فادر ریمنڈ۔ کیا

تمہارا خیال ہے کہ میں تمہاری اس بچگانہ کہانی پر یقین کر لوں گا۔ یہ فلم ایک پاکیشیائی سائنس دان کو ہلاک کر کے اور ایک اہم پاکیشیائی لیبارٹری کو تباہ کر کے حاصل کی گئی ہے اور تمہارے ذریعے یہ فلم کافرستان بجھوائی جا رہی تھی۔ اس کے باوجود تم مجھے احمقانہ کہانی سنا رہے ہو۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اپنے بارے میں سب کچھ تفصیل سے بتا دو اور کافرستان کے اس فارن سیکشن کے بارے میں بھی جس کے لئے تم کام کر رہے ہو ورنہ دوسری صورت یہ ہے کہ تمہیں گولی مار دی جائے اور پھر تمہارے دوسرے ساتھی کو ہوش میں لایا جائے۔ وہ یقیناً تمہاری لاش دیکھ کر زبان کھول دے گا۔ اگر وہ بھی نہ کھولے گا تو پھر دوسرے کو گولی مار کر تیسرے کو ہوش میں لایا جا سکتا ہے۔ ہمارے پاس چار چانس ہیں اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو سچ ہے وہ بتا دو"....... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم مجھ پر آخر یقین کیوں نہیں کرتے۔ میں پادری ہوں۔ میں جھوٹ کیسے بول سکتا ہوں۔ اگر تمہیں مجھ پر یقین نہیں آ رہا تو تم ہمارے بارے میں گریٹ لینڈ کی چرچ سپریم کونسل سے معلومات حاصل کر لو۔ تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ ہم نے تو لاعلمی میں ایک شخص کی مدد کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم مجرم نہیں ہیں اور نہ ہم مجرم ہو سکتے ہیں"....... فادر ریمنڈ نے بڑے بااعتماد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جوزف"....... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسے ہاف آف کر دو اور پھر اس کے ساتھی کو ہوش میں لے آؤ"....... عمران نے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔

"یہ کیا۔ کیا کر رہے ہو۔ رک جاؤ۔ میں پادری ہوں۔ میرا احترام کرو"....... فادر ریمنڈ نے جوزف کو جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"اس کے باوجود کہ تم پادری نہیں ہو لیکن چونکہ تم پھر بھی پادری بنے ہوئے ہو اس لئے تمہارا احترام کیا جا رہا ہے لیکن تم خود اپنا احترام نہیں کرا رہے"....... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ فادر ریمنڈ کوئی جواب دیتا جوزف کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی فادر ریمنڈ کے منہ سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی زور دار ضرب نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ جوزف واپس مڑا اور ایک بار پھر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کھول کر اس نے اس میں سے لمبی گردن والی بوتل اٹھائی اور واپس آ گیا۔ اس نے فادر ریمنڈ کے ساتھ بیٹھے ہوئے دوسرے پادری کی ناک سے بوتل کا ڈھکن ہٹا کر دہانہ لگا دیا۔

"بوتل یہیں قریب ہی رکھ لینا"....... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بوتل سائیڈ پر رکھ دی اور پھر واپس مڑ کر وہ عمران کی کرسی کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔

"جوانا اس فادر ریمنڈ کو اٹھا کر لے جاؤ اور سائیڈ روم میں ڈال دو"....... عمران نے جوانا سے کہا تو جوانا تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے کرسی کے عقب میں جا کر بٹن پریس کر کے اس کے راڈز کھولے اور بے ہوش فادر ریمنڈ کو اٹھا کر اس نے کاندھے پر ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ اس دوران دوسرا پادری ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا۔ یہ۔ مم۔ مم۔ میں کہاں ہوں"....... اس نے ہوش میں آتے ہی انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا ور پھر اس کی نظریں عمران اور اس کی سائیڈ پر کھڑے ہوئے جوزف پر جم گئیں۔ اس کے چہرے پر خوف، حیرت اور الجھن کے ملے جلے جذبات ابھر آئے تھے۔

"تمہارا نام کیا ہے"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"فادر جیکب۔ مگر میں کہاں ہوں۔ اوہ۔ اوہ۔ تم تو وہی ہو جو ایئر پورٹ مینجر کے کمرے میں آئے تھے۔ فادر ریمنڈ کہاں ہیں۔ وہ کہاں ہیں"....... فادر جیکب نے کہا۔

"میں نے بڑی کوشش کی کہ فادر ریمنڈ سچ بول دے اور اپنی زندگی بچا لے لیکن اس نے مجھے بچگانہ کہانیاں سنانا شروع کر دیں جس کے نتیجے میں اسے گولی مار دی گئی اور اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ بنا دی گئی ہے"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو فادر

جیکب کا جسم بے اختیار کانپنے لگ گیا۔

"تم۔ تم نے پادری کو مار دیا ہے۔ تم نے"....... فادر جیکب نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"گو مجھے معلوم ہے کہ تم چاروں اصل پادری نہیں ہو اور صرف جرم کو چھپانے کی غرض سے پادریوں کے روپ میں ہو لیکن اس کے باوجود میں پادریوں کا احترام کر رہا ہوں اور اسی احترام کے نتیجے میں اسے گولی مار کر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دی گئی ہے ورنہ اسے کوڑوں سے پیٹا جاتا اور پھر اسے گولی مار کر اس کی لاش کسی گٹر میں ڈال دی جاتی لیکن یہ احترام صرف اس کی حد تک تھا جو میں نے پورا کر دیا ہے اس لئے اب تم بولو۔ تم کیا چاہتے ہو۔ سچ بولنا چاہتے ہو یا نہیں"....... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا سچ۔ فادر ریمنڈ نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے"....... فادر جیکب نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا ہے اس نے"....... عمران نے کہا تو فادر جیکب بے اختیار چونک پڑا۔

"وہی جو اس نے ایئر پورٹ مینجر کے کمرے میں بتایا تھا"۔ فادر جیکب نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور جو کچھ اس نے یہاں آ کر مرنے سے پہلے بتایا تھا اس کے بارے میں کیا کہتے ہو"....... عمران نے کہا۔

"کیا بتایا ہے اس نے"....... فادر جیکب نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا۔

"یہی کہ تم سب اصل پادری نہیں ہو بلکہ تمہارا تعلق کافرستان سے ہے اور تم ان کے لئے کام کرتے ہو اور یہاں باقاعدہ پلان کے تحت آئے تھے"...... عمران نے کہا۔

"وہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے۔ نہیں۔ تم غلط کہہ رہے ہو۔ ہم پادری ہیں۔ اصل پادری"...... فادر جیکب نے کہا۔

"اس نے تفصیل بتانے سے انکار کر دیا تھا اس لئے مارا گیا۔ تم چونکہ سرے سے ہی انکاری ہو اس لئے اب تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تم جیسے گھٹیا مجرموں پر وقت ضائع کرتا رہوں۔ جوزف۔ اس کی کنپٹی پر ریوالور رکھ دو اور پانچ تک گنو۔ اگر پانچ گننے تک یہ سچ بتا دے تو ٹھیک ورنہ گولی مار دینا اور پھر تیسرے کو ہوش میں لے آنا"...... عمران نے انتہائی سرد مہرانہ لہجے میں کہا تو جوزف نے سائیڈ ہولسٹر سے بھاری ریوالور کھینچا اور اس کی نال فادر جیکب کی کنپٹی سے لگا کر گنتی شروع کر دی۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں سب بتا دیتا ہوں۔ رک جاؤ"۔ ابھی جوزف نے تین تک ہی گنا تھا کہ فادر جیکب نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ۔ لیکن اگر یہ غلط جواب دے یا رک جائے تو گنتی دوبارہ شروع کر دینا۔ وہیں سے جہاں سے چھوڑی تھی"...... عمران

نے سرد لہجے میں کہا۔

"سنو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ سنو۔ ہم میں سے کوئی بھی اصل پادری نہیں ہے۔ ہمارا تعلق گریٹ لینڈ کے ایک گروپ برائٹ سے ہے۔ یہ گروپ کافرستان کے لئے بھی کام کرتا ہے۔ ہم چاروں اکثر پادریوں کا روپ دھار کر کام کرتے ہیں۔ اس طرح ہم بہت سے مسائل سے بچے رہتے ہیں۔ ہمارا گروپ کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس کے تحت کام کرتا ہے۔ ہمیں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے کہا کہ حکومت کافرستان نے ایک نیا سیکشن بنایا ہے جس کا نام فارن سیکشن ہے اور اس کا انچارج وکرم سنگھ ہے اور اب ہمارا گروپ ملٹری انٹیلی جنس کے ساتھ ساتھ فارن سیکشن کے تحت بھی کام کرے گا۔ پھر وکرم سنگھ کی کال آ گئی۔ ہمارے گروپ کا انچارج ریمنڈ ہے۔ وکرم سنگھ نے ہم چاروں کو ناپال میں طلب کر لیا۔ وہ خود بھی وہاں موجود تھا۔ وہاں اس نے بتایا کہ وہ اور اس کا سیکشن پاکیشیا سے ایک فارمولا حاصل کرنے کے مشن پر جا رہا ہے اور پھر اصل مسئلہ فارمولے کو پاکیشیا سے کافرستان بحفاظت پہنچانا ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بے حد تیز اور فعال ہے۔ چنانچہ اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پادریوں کے روپ میں گریٹ لینڈ سے پاکیشیا جائیں اور وہاں پادریوں کے انداز میں رہیں اور چرچ وغیرہ آتے جاتے رہیں تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے۔ جب وہ فارمولا حاصل کر لے گا تو وہ خود ان سے رابطہ کرے گا۔ چنانچہ ہم یہاں آئے اور

ایک کالونی میں کوٹھی لے کر رہنے لگے ۔ وکرم سنگھ کو ہم نے اطلاع کر دی تھی کہ ہم فلاں کوٹھی میں موجود ہیں۔ پھر ایک دن صبح کے وقت وکرم سنگھ کوٹھی پر آگیا۔ اس نے ریمنڈ کو فارمولا دیا جو ایک مائیکرو فلم میں تھا اور اسے ایک پیکٹ میں بند کیا گیا تھا۔ اس نے ہمیں کہا کہ ہم طیارہ چارٹرڈ کروا کر کافرستان چلے جائیں اور فارمولا وہاں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو پہنچا دیں۔ چنانچہ ہم نے اس کے سامنے فون پر طیارہ چارٹرڈ کرایا تو وہ واپس چلا گیا۔ اس کے بعد جب ایئر پورٹ سے ہمیں طیارہ تیار ہونے کی اطلاع دی گئی تو ہم سامان لے کر ٹیکسی میں بیٹھ کر ایئر پورٹ پہنچ گئے ۔ ابھی ہم وہاں سوار ہونے کے لئے تیار ہی ہو رہے تھے کہ ایک آدمی نے آکر ہمیں کہا کہ ہمیں ایئر پورٹ مینجر کے آفس میں بلایا جا رہا ہے۔ اگر ہم وہاں نہ گئے تو ہمیں چارٹرڈ طیارے پر سوار ہونے کی اجازت نہیں ملے گی۔ ہم وہاں گئے تو ایئر پورٹ مینجر کے آفس میں دو آدمی موجود تھے ۔ انہوں نے ہمیں ایک طرف کھڑا کر دیا اور ایئر پورٹ مینجر کو اس نے سپیشل پولیس کا بیج دکھایا اور کہا کہ ہم مجرم ہیں اور جب تک اس کے اعلیٰ آفیسر نہیں آجاتے ہمیں اس نے روکنا ہے جس پر ایئر پورٹ مینجر نے خفیہ بٹن پریس کر کے باہر موجود سیکورٹی گارڈ کو طلب کر لیا لیکن وہ آدمی بے حد تیز تھا۔ اس نے مشین پسٹل نکال کر سیکورٹی گارڈز سمیت ہم سب کو کور کر لیا۔ اس کا انداز اس قدر جارحانہ اور تربیت یافتہ تھا کہ سیکورٹی گارڈ بھی معمولی سی حرکت نہ کر سکا۔ اس

آدمی کا ساتھی واپس چلا گیا تھا۔ پھر تم آگئے اور اس کے بعد جب تم نے ہمیں سائیڈ روم میں بھیجا تو ہم اچانک بے ہوش ہو گئے اور اب مجھے یہاں ہوش آیا ہے"....... جیکب نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" وکرم سنگھ جب ناپال میں تم سے ملا تھا تو اس وقت اس کا کیا حلیہ تھا"....... عمران نے کہا تو جیکب نے حلیہ بتا دیا۔

" اور جب وہ یہاں پاکیشیا میں کوٹھی پر آیا تھا تو اس کا کیا حلیہ تھا"....... عمران نے کہا۔

" وہی حلیہ تھا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہ تھی"....... جیکب نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اوکے ۔ تم نے چونکہ تعاون کیا ہے اس لئے تمہیں اب آسان موت مارا جائے گا"....... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" میں نے سچ بتایا ہے۔ مجھے معاف کر دو"....... جیکب نے کہا۔

" تم نے پاکیشیا کے خلاف سازش کی ہے اس لئے تم قابل معافی ہو ہی نہیں۔ جوزف سب کا خاتمہ کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال دو"....... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سفید رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت کی ایک معروف سڑک پر دوڑتی ہوتی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ورما تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر وکرم سنگھ اور عقبی سیٹ پر منگل سنگھ اور جسونت بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے وکرم سنگھ نے میک اپ کیا ہوا تھا جبکہ باقی تینوں اپنی اصل شکلوں میں تھے۔ وہ چاروں ہی اسلم آباد سے اس کار میں دارالحکومت پہنچے تھے جبکہ نرملا، ریتا اور مایا دیوی کو انہوں نے وہیں چھوڑ دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی۔

" کوٹھی نمبر ایک سو اٹھارہ بی بلاک "....... وکرم سنگھ نے کہا تو ورما نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے کوٹھی نمبر ایک سو اٹھارہ کو تلاش کر لیا۔ یہ متوسط ٹائپ کی کوٹھی تھی جس کا سیاہ رنگ کا پھاٹک بند تھا۔ ورما نے کار پھاٹک کے سامنے

لے جا کر روک دی تو وکرم سنگھ نیچے اترا۔ گیٹ کے ستون پر شیراز احمد کی نیم پلیٹ موجود تھی جس کے نیچے مارکیٹنگ مینجر کے الفاظ اور کسی غیر ملکی کمپنی کا نام درج تھا۔ وکرم سنگھ نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔ نوجوان اپنے رکھ رکھاؤ اور لباس سے گھر کا مکین لگتا تھا۔

" شیراز صاحب موجود ہیں "....... وکرم سنگھ نے دھیمے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔ مگر "....... نوجوان نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بار بار کار اور اس میں بیٹھے ہوئے افراد کے ساتھ ساتھ وکرم سنگھ کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی بات پر حیرت ہو رہی ہو۔

" میرا نام کفایت ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ ہم نے شیراز صاحب سے ملاقات کا وقت لیا ہوا ہے۔ آپ انہیں اطلاع دے دیں "....... وکرم سنگھ نے اسی طرح دھیمے لہجے میں کہا۔

" جی اچھا "....... نوجوان نے کہا اور مڑ کر پھاٹک کے اندر چلا گیا جبکہ وکرم سنگھ واپس مڑا اور آ کر کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ابھی انہیں بلا لیا جائے گا کیونکہ وکرم سنگھ نے اسلم آباد سے ہی فون پر شیراز احمد سے واقعی ملاقات کا وقت لیا تھا۔ اس نے اپنا تعارف ایک غیر ملکی کمپنی کے بزنس مینجر کے طور پر کرایا تھا اور بزنس کے سلسلے میں ہی اس نے ملاقات کا وقت لیا تھا۔ گو شیراز احمد

نے اسے آفس آنے کا کہا تھا لیکن وکرم سنگھ نے اسے بتایا تھا کہ ان کا تعلق جس کمپنی سے ہے اس کا شیراز کی کمپنی سے چونکہ مارکیٹ میں مقابلہ ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ وہ گھر پر ملاقات کر لیں جس پر شیراز نے انہیں گھر پر نہ صرف ملاقات کا وقت دے دیا تھا بلکہ اپنی رہائش گاہ کا نمبر اور کالونی کے بارے میں بھی بتا دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھلا اور اسی نوجوان نے انہیں اندر آنے کا اشارہ کیا تو ورما نے کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ پورچ میں پہلے سے ہی آف وائٹ رنگ کی ایک نئے ماڈل کی کار موجود تھی اور کوٹھی کی پوزیشن اور اس کی سجاوٹ اور خاص طور پر لان کی پوزیشن دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ شیراز خاصا کامیاب بزنس مین ہے۔ ورما نے پورچ میں کار لے جا کر روکی اور پھر وہ چاروں نیچے اتر آئے۔ اتنی دیر میں نوجوان بھی پھاٹک بند کر کے واپس ان کے قریب پہنچ گیا۔

"آپ شیراز صاحب کے صاحبزادے ہیں"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

"جی ہاں۔ میرا نام منصور ہے"...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا تو وکرم سنگھ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ اس نوجوان کی رہنمائی میں برآمدے کے کونے میں موجود ڈرائینگ روم میں داخل ہوئے۔ ڈرائینگ روم خاصا متمول انداز میں سجا ہوا تھا۔

"تشریف رکھیں۔ ابو ابھی آ رہے ہیں"...... نوجوان نے کہا۔

"شکریہ"...... وکرم سنگھ نے کہا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی اس کے ساتھی بھی خاموشی سے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد لیکن سمارٹ جسم کا ادھیڑ عمر آدمی جس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا اندر داخل ہوا۔ وہ آدھے سر سے گنجا تھا لیکن اس کے چہرے کے خدوخال اور چہرے پر موجود خوشحالی کا احساس تاثر بتا رہا تھا کہ وہ واقعی کامیاب بزنس مین ہے۔ وہ سب سمجھ گئے کہ یہی شیراز ہے۔ وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میرا نام شیراز احمد ہے"...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام کفایت ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں عظمت، رانا اور مستقیم"...... وکرم سنگھ نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا مختصر سا تعارف کراتے ہوئے کہا تو شیراز نے سب سے مصافحہ کیا۔ رسمی جملے ادا کرنے کے بعد وہ ان کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اس کا نوجوان بیٹا اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں مشروبات کے پانچ گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس سب کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے اٹھا کر واپس چلا گیا۔

"آپ کے صاحبزادے بڑے سعادت مند ہیں ورنہ ہماری اولاد تو کہتی ہے کہ نوکر رکھ لو۔ ہم ایسے کام نہیں کرتے"...... وکرم سنگھ نے گلاس اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا تو شیراز احمد بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ آج کل کے نوجوان واقعی ایسا ہی کہتے ہیں۔ میری فیملی گذشتہ ایک ہفتے سے کسی فنکشن میں ستار آباد گئی ہوئی ہے وہ ملازموں کو بھی ساتھ ہی لے گئے ہیں۔ اب گھر میں منصور اکیلا میرے ساتھ ہے"...... شیراز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ کے بھائی سراج حسین وزارت دفاع میں اسسٹنٹ سیکرٹری ہیں"...... وکرم سنگھ نے مشروب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ میرے بڑے بھائی ہیں۔ ہم دو ہی بھائی ہیں"۔ شیراز احمد نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو وہ آپ سے ملنے یہاں آتے رہتے ہوں گے"۔ وکرم سنگھ نے کہا۔

"جی ہاں۔ کبھی کبھار آجاتے ہیں۔ ویسے چونکہ وہ بے حد مصروف رہتے ہیں اس لئے کم ہی آنا جانا ہوتا ہے۔ آپ نے فون پر کہا تھا کہ آپ سافٹ ویئر کی سٹار کمپنی کے لئے کام کرتے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہے کیونکہ میں بھی اسی کاروبار سے منسلک ہوں لیکن آپ سے تو کبھی کہیں ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی آپ کے ساتھیوں سے"۔ شیراز احمد نے مشروب کا گلاس خالی کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ ہمارا اس بزنس سے نہ کبھی پہلے کوئی تعلق تھا اور نہ اب ہے"...... وکرم سنگھ نے کہا تو شیراز احمد بے اختیار اچھل پڑا۔

اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور منصور ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے خالی گلاس اٹھا کر ٹرے میں رکھے اور واپس چلا گیا۔

"مستقیم جا کر کار سے فائل لے آؤ"...... وکرم سنگھ نے ورما سے مخاطب ہو کر کہا تو ورما خاموشی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... شیراز احمد نے کہا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں شیراز صاحب۔ دوسری بات یہ کہ ہمارا بزنس وزارت دفاع کی ایک لیبارٹری سے ہے جسے ریڈ لیبارٹری کہا جاتا ہے۔ وہاں کا ایک سائنس دان ڈاکٹر فراست تھا جو کسی حادثہ میں ہلاک ہو گیا۔ اس کی وجہ سے ہمارا بزنس کامیاب جا رہا تھا۔ ہم لیبارٹری کو سائنسی سامان سپلائی کرتے تھے لیکن ڈاکٹر فراست کی موت کے بعد ہماری سپلائی ختم کر دی گئی اور ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کے بھائی سراج حسین اگر چاہیں تو ہماری سپلائی دوبارہ شروع ہو سکتی ہے اس لئے ہم آپ سے ملنے آئے ہیں۔ جو کچھ فون پر ہم نے آپ سے کہا تھا وہ صرف ملاقات کے لئے وقت لینے کے لئے کہا تھا اس لئے آپ پلیز اپنے بھائی کو یہاں بلائیں تاکہ ہم ان سے معاملہ طے کر سکیں"...... وکرم سنگھ نے بدستور نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ویری سوری مسٹر کفایت۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ بھائی صاحب ایسے معاملات میں کبھی نہیں پڑا کرتے۔ وہ انتہائی ایماندار

آدمی ہیں اس لئے اس سلسلے میں انہیں کچھ کہنا بے کار ثابت ہو
گا"...... شیراز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اب
قدرے ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ وکرم
سنگھ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا ورما اندر داخل ہوا اور اس نے
بڑے مخصوص انداز میں سر ہلایا اور واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا۔
"شراز صاحب۔ آپ انہیں بلائیں تو سہی۔ باقی معاملات ہم خود
طے کر لیں گے"...... وکرم سنگھ نے کہا۔
"سوری۔ بہت دیر ہو گئی۔ اب آپ جا سکتے ہیں"...... شیراز احمد
نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے
پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کے اٹھتے ہی وکرم سنگھ اور اس
کے ساتھی بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔
"اطمینان سے بیٹھ جاؤ شیراز۔ ورنہ"...... وکرم سنگھ نے جیب
سے ہاتھ باہر نکالتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں
سائیلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا۔
"کیا۔ کیا مطلب"...... شیراز نے اچھلتے ہوئے کہا لیکن دوسرے
لمحے سٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی میز پر پڑا ہوا گلدان
کرچیوں میں بکھر کر میز پر اور نیچے بچھے ہوئے قالین پر بکھر گیا۔
"تم نے میرا نشانہ دیکھ لیا ہے۔ میں چاہتا تو گولی ٹھیک
تمہارے دل میں گھس جاتی لیکن مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے
اس لئے بہتر یہی ہے کہ جیسے میں کہوں ویسے کرو اور سب سے پہلے

بیٹھ جاؤ ورنہ"...... وکرم سنگھ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو شیراز
احمد کے چہرے پر یکلخت انتہائی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کا
جسم بے اختیار کانپنے لگ گیا تھا۔
"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ تم۔ تم"...... شیراز احمد نے صوفے پر
تقریباً گرتے ہوئے کہا۔
"اطمینان سے بیٹھو۔ ہم تمہیں مارنا نہیں چاہتے۔ اب بولو۔ کیا
تم اپنے بھائی کو بلاؤ گے یا نہیں"...... وکرم سنگھ نے مشین پسٹل
کی نال کا رخ شیراز احمد کی طرف کرتے ہوئے کہا۔
"وہ۔ وہ نہیں آئیں گے"...... شیراز احمد نے رک رک کر کہا۔
"مستقیم۔ جا کر اسے اٹھا لاؤ"...... وکرم سنگھ نے ورما سے کہا
اور ورما سر ہلاتا ہوا تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
"کیا۔ کیا مطلب۔ کس کی بات کر رہے ہو۔ کیا مطلب"۔ شیراز
احمد نے چونک کر انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔
"ابھی معلوم ہو جائے گا"...... وکرم سنگھ نے سرد لہجے میں کہا
اور پھر چند لمحوں بعد ورما اندر داخل ہوا تو اس کے کاندھے پر نوجوان
منصور بے ہوشی کے عالم میں لدا ہوا تھا۔ اس نے منصور کو شیراز
احمد کے سامنے صوفے پر ڈال دیا۔
"یہ۔ یہ منصور ہے۔ یہ۔ یہ کیا کیا تم نے۔ اوہ۔ اوہ"...... شیراز
احمد نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کی حالت اپنے
نوجوان بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر انتہائی خراب ہو گئی تھی۔ اس

کا جسم اس طرح کانپنے لگ گیا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار چڑھ گیا ہو۔ چہرہ خوف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

"اسے فی الحال کچھ نہیں ہوا۔ یہ صرف بے ہوش ہے لیکن اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو پھر اسے گولی مار دی جائے گی"....... وکرم سنگھ کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"نہیں۔ نہیں۔ اسے مت مارو۔ پلیز مت مارو۔ تمہیں خدا کا واسطہ اسے مت مارو۔ تم جو کہو گے میں ویسے ہی کروں گا۔ اسے مت مارو"....... شیراز احمد نے یکلخت دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اپنے بھائی کو بلاؤ۔ اس طرح کہ اسے کسی طرح شک نہ ہو اور وہ فوراً آ جائے۔ بلاؤ اسے ورنہ"....... وکرم سنگھ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ نہیں آئیں گے۔ میری اور ان کی بول چال نہیں ہے۔ وہ ہم سے ناراض ہیں۔ ایک خانگی معاملے میں۔ پلیز رحم کرو"۔ شیراز نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مستقیم۔ لڑکے کو گولی مار دو"....... وکرم سنگھ نے ورما سے کہا تو ورما نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بلاتا ہوں انہیں۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ"....... شیراز احمد نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"بلاؤ۔ آخری بار کہہ رہا ہوں ورنہ"....... وکرم سنگھ نے کہا تو

شیراز احمد نے کانپتے ہاتھوں سے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رک رک کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کی حالت واقعی انتہائی خراب ہو رہی تھی لیکن وکرم سنگھ خاموش اور سپاٹ چہرہ لئے بیٹھا ہوا تھا۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی دبا دو"....... وکرم سنگھ نے کہا تو شیراز احمد نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"جی صاحب"....... ایک منمناتی سی آواز سنائی دی۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ بولنے والا ملازم ہے۔

"میں شیراز احمد بول رہا ہوں۔ بھائی صاحب سے بات کراؤ"۔ شیراز احمد نے گھٹے گھٹے سے لہجے میں کہا۔

"جی اچھا صاحب"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور علیحدہ رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری لیکن باوقار سی آواز سنائی دی۔

"بب۔ بب۔ بھائی صاحب۔ میں شیراز احمد بول رہا ہوں۔ میں مر رہا ہوں۔ میری حالت خراب ہے۔ پلیز میرے پاس آ جائیں۔ گھر پر کوئی نہیں ہے۔ مم۔ میں اکیلا ہوں۔ آ جائیں فوراً۔ پلیز"....... شیراز احمد نے رک رک کر کہا اور پھر وہ بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

"ارے ارے شیراز۔ کیا ہوا ہے تمہیں۔ کیا بات ہے۔ کیوں رو رہے ہو"....... دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"بب۔ بب۔ بھائی صاحب آپ آ جائیں۔ پلیز جلدی آ جائیں۔ جلدی"....... شیراز نے ہچکیاں لے لے کر روتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اچھا۔ میں آ رہا ہوں۔ فکر مت کرو۔ میں آ رہا ہوں۔ ابھی اسی وقت"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا تو شیراز احمد نے رسیور رکھ دیا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا لیا۔

"تم تینوں باہر جاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ کوئی ڈاکٹر وغیرہ لے آئے۔ تم نے انہیں کور کرنا ہے۔ سمجھ گئے ہو"....... وکرم سنگھ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ تینوں سر ہلاتے ہوئے اٹھے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔

"منصور کو ہوش میں لے آؤ۔ کہیں اسے کچھ ہو نہ جائے"۔ شیراز احمد نے کہا۔

"جب تک تم تعاون کرتے رہو گے اسے کچھ نہیں ہو گا"۔ وکرم سنگھ نے کہا اور شیراز احمد نے اپنے دونوں ہاتھ چہرے کے سامنے کر لئے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دور سے کار کے ہارن کی آواز سنائی دی تو وکرم سنگھ یکلخت کسی چیتے کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر اس سے پہلے کہ شیراز احمد کچھ سمجھتا اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا فولادی دستہ پوری قوت سے شیراز احمد کے سر پر مارا

تو شیراز احمد کے حلق سے چیخ سی نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ لہرا کر نیچے گرا۔ دوسری ضرب کے بعد وہ الٹ کر نیچے قالین پر اپنے بیٹے کے قریب گرا اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد باہر سے کسی کے چیخنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا تو ورما اور منگل سنگھ دونوں اندر داخل ہوئے۔ ورما اور منگل سنگھ نے مل کر ایک بھاری جسم کے اوھیڑ عمر آدمی کو اٹھایا ہوا تھا جس کے سر پر گومڑ سا ابھرا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ اکیلا آیا ہے۔ جسونت اس کی کار اندر لے کر آ رہا ہے"۔ ورما نے اسے نیچے لٹاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ رسی تلاش کر کے لے آؤ"....... وکرم سنگھ نے کہا اور ورما سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"اسے اٹھا کر اس کرسی پر ڈال دو منگل سنگھ"....... وکرم سنگھ نے کہا تو منگل سنگھ نے آگے بڑھ کر سراج حسین کو اٹھا کر صوفے کی بازوؤں والی کرسی پر ڈال دیا۔

"باس یہ کس طرح فارمولا لیبارٹری سے نکالے گا۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی"....... منگل سنگھ نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"دیکھتے جاؤ"....... وکرم سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور منگل سنگھ بھی بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ورما اور جسونت دونوں

آگے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ ورما کے ہاتھ میں رسی کا ایک بنڈل موجود تھا۔

"اسے کرسی کے ساتھ اس طرح باندھ دو کہ اس کا صرف دایاں بازو آزاد رہے تاکہ یہ رسیور پکڑ کر فون کر سکے"....... وکرم سنگھ نے کہا تو ورما اور جسونت دونوں نے مل کر اسے اس طرح باندھ دیا کہ اس کا دایاں بازو رسیوں کی گرفت سے آزاد تھا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"....... وکرم سنگھ نے کہا تو ورما نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر سراج حسین نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو ورما پیچھے ہٹ گیا۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ کیا ہے۔ کیا مطلب"....... سراج حسین نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا لیکن ظاہر ہے رسیوں سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ پوری طرح حرکت نہ کر پا رہا تھا۔

"تمہارا نام سراج حسین ہے اور تم وزارت دفاع میں اسسٹنٹ سیکرٹری ہو"....... وکرم سنگھ نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو اور یہ شیراز احمد اور منصور کو کیا ہوا ہے۔ یہ کیوں اس طرح پڑے ہوئے ہیں اور تم کون ہو"....... سراج حسین نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا نام کفایت ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"مگر تم کون ہو اور تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے"۔ سراج حسین نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب۔ اب غور سے میری بات سنو۔ مجھے ریڈ لیبارٹری میں موجود اے ڈی ایف فارمولے کی کاپی چاہئے۔ ورنہ میرے ہاتھ میں مشین پسٹل دیکھ رہے ہو۔ یہ ایک لمحے میں تمہیں لاش میں تبدیل کر دے گا"....... وکرم سنگھ نے سرد لہجے میں کہا۔

"فف۔ فارمولا۔ کک۔ کیا مطلب۔ میں کیسے فارمولا لا سکتا ہوں اور کیوں۔ آخر کیوں"....... سراج حسین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے سٹک کی آواز کے ساتھ ہی سراج حسین کے حلق سے یکلخت ہلکی سی چیخ نکلی اور اس نے بے اختیار اپنا دایاں آزاد ہاتھ اپنے دائیں گال پر رکھ لیا اور خوف سے اس کا چہرہ بگڑ گیا اور آنکھیں پتھرا سی گئی تھیں۔

"تم نے دیکھا کہ گولی تمہارے گال سے رگڑ کھا کر گئی ہے۔ اس سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ میرا نشانہ کس قدر درست ہے۔ یہ گولی تمہاری آنکھ میں بھی گھس سکتی تھی یا کھوپڑی میں بھی۔ اس کے بعد تمہاری لاش کسی گٹر میں تیرتی ہوئی نظر آتی۔ مجھے اس فارمولے کی کاپی چاہئے۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم فارمولا کیسے منگواتے ہو"۔ وکرم سنگھ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مگر کیسے۔ میں کیسے منگوا سکتا ہوں۔ وہاں کے انچارج تو سرداور ہیں۔ وہ کیسے فارمولا دے سکتے ہیں"....... سراج

حسین نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی حالت واقعی انتہائی خراب ہو رہی تھی۔ اس کا جسم ابھی تک لرز رہا تھا۔ اس کے چہرے پر گھبراہٹ کے ساتھ ساتھ انتہائی الجھن کے تاثرات بھی نمودار ہو گئے تھے۔

" تمہارا ایک ہاتھ ہم نے اس لئے رسیوں سے آزاد رکھا ہوا ہے کہ تم اپنے اس ہاتھ سے فون کر کے فارمولا حاصل کر لو۔ جس طرح چاہے حاصل کرو۔ اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہے۔ ہمیں بہرحال اس فارمولے کی کاپی چاہئے۔ ابھی اور اسی وقت"....... وکرم سنگھ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" لیکن یہ تو ناممکن ہے۔ میں کسی صورت بھی وہاں سے فارمولا یا اس کی کاپی نہیں منگوا سکتا اور نہ کوئی دے گا۔ وہاں سے فارمولا صرف سرداور ہی بھیج سکتے ہیں اور سرداور اس قدر اصول پسند آدمی ہیں کہ وہ صدر مملکت کی بات نہیں مانتے ۔ میری کیسے مانیں گے "....... سراج حسین نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" تم اسسٹنٹ سیکرٹری ہو جبکہ وہ محض ایک سائنس دان ہو گا۔ وہ کیسے تمہیں انکار کر سکتا ہے"....... وکرم سنگھ کے لہجے میں حیرت تھی کیونکہ کافرستان میں واقعی ایسا ہی تھا۔ وہاں انتظامیہ کے افسروں کا سب پر مکمل ہولڈ رہتا تھا۔

" تم اسسٹنٹ سیکرٹری کی بات کر رہے ہو۔ میں نے کہا ہے کہ سرداور تو صدر مملکت کو گھاس نہیں ڈالتے ۔ وہ پاکیشیا کے سب

سے بڑے سائنس دان ہیں۔ سیکرٹری وزارت دفاع ڈاکٹر بشارت بھی ان سے دب کر بات کرتے ہیں۔ میری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے"....... سراج حسین نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ اب تو وکرم سنگھ کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس نے جو کچھ سوچا تھا وہ پورا ہونے کا کوئی امکان اسے نظر نہ آرہا تھا۔

" پھر تم خود بتاؤ کہ فارمولے کی کاپی کیسے حاصل کی جا سکتی ہے ورنہ تم، تمہارے بھائی اور تمہارے بھتیجے تینوں کو گولی مار دی جائے گی"....... وکرم سنگھ نے خشک لہجے میں کہا۔

" ایک ہی صورت ہے کہ کسی طرح سرداور مجبور ہو جائیں اور تو کوئی صورت نہیں ہے"....... سراج حسین نے کہا۔

" وہ کیسے مجبور ہو سکتے ہیں"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" یہ ہو سکتا ہے کہ میں آفس جا کر وہاں سے سرکاری طور پر فارمولا طلب کروں۔ چونکہ وہ بااصول آدمی ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ فارمولا بھیج دیں گے"....... سراج حسین نے کہا تو وکرم سنگھ بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم مجھے احمق سمجھتے ہو سراج حسین کہ میں تمہیں چھوڑ دوں اور تم کل آفس جا کر وہاں سے فارمولا حاصل کرو گے۔ نانسنس۔ یہ فارمولا تم نے ابھی اور اسی وقت منگوانا ہے۔ سمجھے "....... وکرم سنگھ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن کس طرح۔ یہ بات تو بتاؤ"...... سراج حسین نے زچ ہونے کے سے انداز میں کہا۔

"تم سرداور کو فون کرو اور انہیں کہو کہ تم ایک آدمی کو اپنا خصوصی کارڈ دے کر ان کے پاس بھیج رہے ہو۔ وہ اس آدمی کو فارمولے کی کاپی دے دیں۔ اب بہانہ تم خود بناؤ گے اور یہ سن لو کہ اگر سرداور نے انکار کر دیا تو میں دوسری بات کئے بغیر تمہیں گولی سے اڑا دوں گا۔ نمبر بتاؤ"...... وکرم سنگھ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اس کے چہرے پر یکلخت سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے اور شاید انہی تاثرات کو دیکھتے ہوئے سراج حسین نے مزید کوئی بات کئے بغیر فون نمبر بتا دیا۔ وکرم سنگھ نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے اس نے رسیور سراج حسین کے اس ہاتھ میں دے دیا جو رسیوں کی گرفت سے آزاد تھا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"داور بول رہا ہوں"...... ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

"سراج حسین بول رہا ہوں سرداور۔ اسسٹنٹ سیکرٹری سراج حسین"...... سراج حسین نے کہا۔

"اوہ آپ۔ آج کیسے میری رہائش گاہ پر فون کیا ہے آپ نے۔ خیریت ہے"...... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ کی لیبارٹری میں اے ڈی ایف فارمولے پر کام ہو رہا ہے"...... سراج حسین نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... سرداور نے چونک کر پوچھا۔

"اس فارمولے کے سلسلے میں ڈاکٹر فراست علی ہلاک ہوئے ہیں اور لیبارٹری پر حملہ ہوا تھا"...... سراج حسین نے کہا۔ ظاہر ہے وہ اسسٹنٹ سیکرٹری تھا اس لئے یہ سب کچھ اس کے نوٹس میں تھا۔

"ہاں۔ مگر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کھل کر بات کریں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"حکومت نے اس اہم قومی سلسلے کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ اب اس فارمولے پر آپ کی لیبارٹری میں کام نہیں ہو گا بلکہ اب اس پر کام ایکس فور لیبارٹری میں ہو گا اس لئے میں اپنا خاص آدمی بھیج رہا ہوں۔ وہ میرا وزیٹنگ کارڈ کوڈ کے طور پر لے آئے گا۔ آپ یہ فارمولا اسے دے دیں"...... سراج حسین نے کہا۔

"لیکن فارمولا تو لیبارٹری میں ہے اور میں اپنی رہائش گاہ پر ہوں اور اس وقت آفس ٹائم بھی نہیں ہے۔ آپ کل آفس آنے کے بعد اپنا آدمی بھیجیں اور ساتھ ہی صدر مملکت صاحب سے بھی مجھے فون کرا دیں۔ اس کے بغیر میں فارمولا نہیں دے سکتا"...... سرداور نے خشک لہجے میں کہا۔

"صدر صاحب کا خصوصی اجازت نامہ میرے پاس موجود ہے"۔ سراج حسین نے کہا۔

"تو پھر وہ اجازت نامہ لے کر آپ خود میرے پاس آجائیں۔ اس کے بعد مزید بات ہو گی"...... سرداور نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود آرہا ہوں۔ آپ وہ فارمولا لیبارٹری سے منگوا کر اپنے پاس رکھ لیں"...... سراج حسین نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی تو سراج حسین نے رسیور کان سے ہٹا کر وکرم سنگھ کی طرف بڑھا دیا۔ وکرم سنگھ نے رسیور اس کے ہاتھ سے لے کر کریڈل پر رکھ دیا۔

"اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ میں خود وہاں جاؤں"...... سراج حسین نے کہا۔

"پہلے مجھے بتاؤ کہ ان کی رہائش گاہ کہاں ہے اور راستے میں کہاں کہاں اور کس کس انداز میں چیکنگ ہوتی ہے"...... وکرم سنگھ نے کہا اور سراج حسین نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ وکرم سنگھ نے پے در پے کئی سوالات کر کے اس سے تمام تفصیلات معلوم کر لیں تو اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کو سیدھا کیا اور دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی سائیلنسر لگے مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں سراج حسین کے سینے میں گھستی چلی گئیں۔ سراج حسین کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ اس کا جسم بری طرح تڑپا لیکن دوسرے لمحے اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں اور جسم ڈھیلا پڑ گیا کیونکہ دل میں گھسنے والی گولیوں نے اسے دوسری

چیخ مارنے کی بھی مہلت نہ دی۔ اس کے ساتھ ہی وکرم سنگھ کا ہاتھ گھوما اور ایک بار پھر ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی قالین پر بے ہوش پڑے ہوئے شیراز احمد اور اس کے نوجوان بیٹے منصور کے سینوں میں بھی گولیاں گھستی چلی گئیں۔ ان کے جسم بھی ایک بار تڑپے لیکن پھر ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ وہ بے ہوشی کے عالم میں ہی ختم ہو چکے تھے۔

"آؤ۔ اب ہم نے اس سرداور کو کور کرنا ہے"...... وکرم سنگھ نے مشین پسٹل جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس۔ سرداور کی رہائش لیبارٹری سے ملحقہ ہے اس لئے سخت حفاظتی انتظامات بھی ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ میک اپ اور اسلحہ وغیرہ چیک کرنے کا بھی کوئی خفیہ نظام وہاں موجود ہو"۔ ورما نے کہا۔

"ہم لیبارٹری میں نہیں جا رہے۔ رہائش گاہ پر جا رہے ہیں اور رہائش گاہ لیبارٹری کے اندر نہیں ہے۔ لیبارٹری سے ملحقہ ہے اور پھر ہم سراج حسین کا ریفرنس دے کر اندر پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... وکرم سنگھ نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی سفید کار تیزی سے ریڈ لیبارٹری والے علاقے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ چونکہ سراج حسین سے اس بارے میں پوری تفصیل معلوم کر چکے تھے اس لئے انہیں کسی قسم کی فکر نہ تھی۔ کار ورما چلا رہا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر وکرم

سنگھ اور عقبی سیٹوں پر منگل سنگھ اور جسونت بیٹھے ہوئے تھے۔

تقریباً چالیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ اس چیک پوسٹ پر پہنچ گئے جہاں اندر جانے والوں کی نہ صرف چیکنگ ہوتی تھی بلکہ سرداور کی خصوصی اجازت کے بغیر کوئی اندر نہ جا سکتا تھا۔ وکرم سنگھ کے کہنے پر ورمانے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔

" تم یہیں اندر ہی بیٹھو گے "....... وکرم سنگھ نے کہا اور نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک سائیڈ پر بنے ہوئے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہاں باہر مشین گنوں سے مسلح سیکورٹی کے تین افراد موجود تھے اور اندر جانے کا راستہ لوہے کے راڈز سے بند تھا۔ وکرم سنگھ کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک کاؤنٹر نما میز کے پیچھے ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ سائیڈ پر ایک کلوز سرکٹ ٹی وی چل رہا تھا جس کی سکرین پر کمرے سے باہر کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ان کی کار اور اس کے اندر بیٹھے ہوئے وکرم سنگھ کے ساتھی بھی واضح طور پر سکرین پر نظر آ رہے تھے۔

"جی صاحب"....... وکرم سنگھ کو دیکھ کر نوجوان نے کہا۔

" مجھے اسسٹنٹ سیکرٹری وزارت دفاع سراج حسین صاحب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے سرداور سے فون پر بات کی ہے۔ میں نے سرداور سے ملنا ہے۔ میرا نام کفایت ہے"....... وکرم سنگھ نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"تشریف رکھیں"....... نوجوان نے کہا اور وکرم سنگھ کاؤنٹر کی

دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا تو اس نوجوان نے سامنے پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"چیک پوسٹ سے اعظم بول رہا ہوں سر۔ چار آدمی آئے ہیں جن کے لیڈر کفایت صاحب ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں سراج حسین صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری وزارت دفاع نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور ان کی آپ سے فون پر بات ہو چکی ہے"....... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"....... اعظم نے جواب میں کہا اور پھر رسیور وکرم سنگھ کی طرف بڑھا دیا۔

"سر سے بات کیجئے"....... اعظم نے کہا تو وکرم سنگھ نے رسیور اعظم کے ہاتھ سے لے لیا۔

"یس سر۔ میں کفایت بول رہا ہوں۔ میرا تعلق وزارت دفاع کے سپیشل شعبے سے ہے"....... وکرم سنگھ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ صدر مملکت کا خصوصی اجازت نامہ لے آئے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر"....... وکرم سنگھ نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"رسیور سیکورٹی آفیسر کو دیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو وکرم سنگھ نے رسیور واپس اعظم کو دے دیا۔

"یس سر"....... اعظم نے کہا۔

"او کے سر"....... دوسری طرف سے بات سن کر اعظم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"سر نے صرف آپ کو آنے کی اجازت دی ہے۔ آپ کے ساتھی یہاں رہیں گے اور چونکہ اب اجازت مل چکی ہے اس لئے اب آپ کا میک اپ اور اسلحہ وغیرہ چیک ہو گا"....... اعظم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے سر کا حکم"....... وکرم سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ادھر سائیڈ میں یہ مشین ہے۔ آئیے"....... اعظم نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی سائیڈ کی دیوار میں موجود دروازے کی طرف اشارہ کر دیا اور پھر وہ خود بھی کاؤنٹر سے نکل کر باہر آ گیا اور اس سائیڈ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وکرم سنگھ اطمینان سے چلتا ہوا اس کے پیچھے بڑھا۔ اعظم نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ وکرم سنگھ اس کے پیچھے تھا۔ اندر دیوار کے ساتھ میک اپ چیک کرنے والی جدید ترین مشین موجود تھی لیکن اس سے پہلے کہ اعظم کچھ کہتا وکرم سنگھ یکلخت کسی چیتے کی طرح اچھلا اور دوسرے لمحے اعظم اس کے بازوؤں میں تڑپ رہا تھا۔ ہلکی سی کٹاک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وکرم سنگھ کے بازوؤں میں تڑپتے ہوئے اعظم کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ وکرم

سنگھ نے اسے ایک طرف کر کے لٹا دیا اور پھر وہ تیزی سے باہر آیا۔ اس نے ساکٹ سے فون کا کنکشن نکالا اور پھر ساکٹ پر بوٹ کی زور دار ضرب مخصوص انداز میں لگائی تو ساکٹ ٹیڑھا سا ہو گیا۔ وکرم سنگھ نے کنکشن دوبارہ ساکٹ میں لگا دیا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا تو اس میں ٹون موجود نہ تھی اور وکرم سنگھ نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا۔ وہ اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھا اور پھر جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی وہاں موجود تینوں مسلح افراد چیختے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ لیکن چند لمحوں بعد ہی وہ ختم ہو گئے کیونکہ گولیاں ٹھیک ان کے دلوں میں اتاری گئی تھیں۔ اسی لمحے وکرم سنگھ کے ساتھی بھی کار سے نیچے اتر آئے۔

"ان تینوں کو اٹھا کر اندر کمرے میں ڈال دو اور تم یہیں رکو گے جب تک میں نہ آؤں۔ جو بھی آئے اسے گولیوں سے اڑا دینا"۔ وکرم سنگھ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ کار میں بیٹھا۔ ورما نے لوہے کا راڈ ہٹایا اور وکرم سنگھ کی کار تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ سراج حسین سے چونکہ وہ پہلے ہی ساری تفصیل معلوم کر چکا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ سرداور کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ اس نے رہائش گاہ کے باہر جا کر کار روکی اور نیچے اتر کر وہ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کیا۔ دوسرے لمحے چھوٹا

پھاٹک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ وہ اپنے لباس اور انداز
سے ہی ملازم لگ رہا تھا۔

" میرا نام کفایت ہے اور سرداور نے مجھے بلایا ہے "....... وکرم
سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ۔ آئیے "....... ملازم نے واپس مڑ کر اندر داخل ہوتے
ہوئے کہا۔ وکرم سنگھ خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا ہوا اندر داخل
ہوا۔ یہ چھوٹی سی کوٹھی تھی۔ پورچ میں کار موجود تھی۔ ملازم نے
پھاٹک بند کیا اور پھر وہ وکرم سنگھ کو ساتھ لئے برآمدے کی سائیڈ
میں موجود ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گیا۔ اس میں صرف دو
صوفے اور ایک میز موجود تھی۔

" بڑے صاحب لیبارٹری گئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ کو
یہاں بٹھایا جائے ۔ وہ ابھی واپس آ رہے ہیں "....... ملازم نے کہا اور
وکرم سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے "....... ملازم نے پوچھا۔

" کچھ نہیں۔ میں ڈیوٹی پر ہوں "....... وکرم سنگھ نے کہا اور ملازم
سر ہلاتا ہوا خاموشی سے واپس چلا گیا۔ وکرم سنگھ کے چہرے پر
پریشانی کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ ایک لحاظ سے وہ اور اس کے
ساتھی بارود کے ڈھیر پر موجود تھے۔ یہ بات تو بہرحال وہ سمجھ گیا تھا کہ
سرداور لیبارٹری سے فارمولا لینے گئے ہیں لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا
جا رہا تھا اس کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی لیکن ظاہر ہے وہ کیا کر سکتا

تھا اس لئے خاموش بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اسے کال بیل کی آواز
سنائی دی تو وہ اٹھ کر تیزی سے سائیڈ کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ اس
نے پردہ ہٹا کر دیکھا تو وہی ملازم پھاٹک کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس
نے چھوٹا پھاٹک کھولا اور پھر ایک طرف ہٹ گیا۔ اسی لمحے ایک
نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ ملازم سے چند لمحے باتیں کرتا رہا پھر ملازم
کے پیچھے چلتا ہوا برآمدے کی طرف آنے لگا۔ وکرم سنگھ نے بے اختیار
ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ ظاہر ہے سرداور کا نام اور ان کی آواز سن کر
اسے معلوم ہو گیا تھا کہ سرداور ادھیڑ عمر آدمی ہیں جبکہ آنے والا
نوجوان تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ سرداور نہیں ہیں اور اس خیال
سے اس کا دل دھڑکنے لگا تھا کہ سرداور خود کیوں نہیں آئے ۔ وہ
جلدی سے واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور
نوجوان اندر داخل ہوا تو وکرم سنگھ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" آپ کا نام کفایت ہے "....... نوجوان نے وکرم سنگھ کو غور
سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔ مگر سرداور کہاں ہیں "....... وکرم سنگھ نے جواب دیا۔

" انہیں اچانک لیبارٹری میں ایمرجنسی کام پڑ گیا ہے اس لئے
انہوں نے مجھے بھیجا ہے۔ آپ وہ اجازت نامہ مجھے دے دیں "۔
نوجوان نے کہا۔

"آپ وہ فارمولا لے آئے ہیں "....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"جی ہاں ۔ لیکن پہلے آپ وہ اجازت نامہ مجھے دیں گے ۔ میں اسے

چیک کروں گا پھر فارمولا آپ کو دوں گا"....... نوجوان نے جواب دیا۔

" کوئی بات نہیں۔ جیسے آپ کہیں"....... وکرم سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا اور پھر اس سے پہلے کہ نوجوان کچھ کہتا ٹھک ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی نوجوان چیختا ہوا اچھل کر گرا اور تڑپنے لگا تو وکرم سنگھ نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس تڑپتے ہوئے نوجوان کی تلاشی لینی شروع کر دی اور پھر وہ کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک ڈبیا نکالنے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ وہی ڈبیا تھی جس میں اس نے فارمولے کی مائیکرو فلم بند کر کے پادریوں کے حوالے کی تھی۔ اس نے مائیکرو فلم نکالی۔ ایک نظر اسے دیکھا پھر اسے ڈبیا میں ڈال کر جیب میں رکھا اور تیزی سے کمرے سے باہر آ گیا۔ باہر آ کر وکرم سنگھ نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمحے ایک بار پھر ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی ملازم چیختا ہوا نیچے گرا اور تڑپنے لگا تو وکرم سنگھ تیزی سے دوڑ کر سیڑھیاں اتر کر پھاٹک کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے واپس چیک پوسٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ چیک پوسٹ کا راڈ موجود تھا لیکن اس کے ساتھ ہی جسونت بھی موجود تھا۔ اس نے دور سے ہی اپنی کار آتے دیکھ کر راڈ ہٹا دیا۔

وکرم سنگھ نے قریب پہنچ کر کار روک دی۔

" جلدی آؤ جلدی"....... وکرم سنگھ نے چیخ کر کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے کار میں سوار ہو گئے اور وکرم سنگھ نے کار آگے بڑھا دی۔

" کیا ہوا باس"....... سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ورما نے پوچھا۔

" کامیابی۔ لیکن ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہے"....... وکرم سنگھ نے کہا اور ورما نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" کوئی آیا تو نہیں تھا"....... وکرم سنگھ نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ورما سے پوچھا۔

" نو باس"....... ورما نے جواب دیا تو وکرم سنگھ کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

" اس کا مطلب ہے کہ ہماری کار کی نشاندہی کوئی نہ کر سکے گا"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" وہاں رہائش گاہ پر کیا ہوا"....... ورما نے پوچھا تو وکرم سنگھ نے اسے مختصر طور پر بتا دیا۔

" پھر تو کار دیکھنے والے ہی ختم ہو گئے ہیں"....... ورما نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن پھر بھی ہمیں کار چھوڑنی ہو گی"....... وکرم سنگھ نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ شہر میں داخل ہوئے تو وکرم سنگھ نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔

" تم تینوں اتر جاؤ۔ میں کار پبلک پارکنگ میں چھوڑ آتا ہوں"....... وکرم سنگھ نے کہا تو وہ تینوں نیچے اتر گئے۔ وکرم سنگھ

نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار ایک پبلک پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پارکنگ بوائے سے کارڈ لیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اس طرف کو چل پڑا جدھر اس کے ساتھی موجود تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔

" تم سب بس کے ذریعے اسلم آباد رہائش گاہ پر پہنچو۔ میں اس فارمولے کا بندوبست کر کے وہاں پہنچ جاؤں گا"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" کیا بندوبست باس"....... منگل سنگھ نے کہا۔

" ابھی کسی کو معلوم نہیں ہو گا۔ اس لئے میں اسے کوریئر سروس کے ذریعے بھجوا دیتا ہوں۔ جب تک کسی کو معلوم ہو گا یہ فارمولا کافرستان پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد ہم اطمینان سے نکل جائیں گے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" باس۔ پہلے بھی فارمولا ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تھا اس لئے اب ہمیں اسے اپنے سے علیحدہ نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں جلد از جلد ایئر پورٹ پر پہنچ کر کافرستان کے لئے طیارہ چارٹرڈ کرانا چاہئے"....... اس بار ورما نے کہا۔

" نہیں۔ اس میں چار پانچ گھنٹے لگ جاتے ہیں اور اتنے وقت میں ہماری تلاش شروع ہو سکتی ہے"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" لیکن کوریئر سروس کے ذریعے بھی تو فارمولا کسی فلائٹ کے ذریعے ہی جائے گا اور کافرستان کی ڈاک چیک بھی کی جا سکتی

ہے"....... جسونت نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ واقعی اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہ رہا تھا۔ ٹھیک ہے۔ اب دوسرا طریقہ آزمانا ہو گا۔ اب ہمیں ٹیکسی لینا ہو گی"۔ وکرم سنگھ نے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد انہیں خالی ٹیکسی مل گئی۔

" بندرگاہ لے چلو"....... وکرم سنگھ نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے تھے اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی ٹیکسی نے انہیں بندرگاہ پر ڈراپ کر دیا۔ وکرم سنگھ نے کرایہ وغیرہ ادا کیا اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی اور وہ چاروں مختلف سڑکوں سے گزر کر ایک متوسط طبقے کے ہوٹل میں داخل ہوئے۔ یہاں بندرگاہ اور جہازوں پر کام کرنے والے لوگ بھرے ہوئے تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا۔

" تم ہال میں بیٹھو۔ میں آرہا ہوں"....... وکرم سنگھ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ تینوں ایک طرف موجود خالی میز کی طرف بڑھ گئے جبکہ وکرم سنگھ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر دو آدمی موجود تھے جن میں سے ایک ویٹرز کو سروس دینے میں مصروف تھا جبکہ دوسرا سٹول پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

" وکٹر سے کہو کہ سلندری سے رابرٹ آیا ہے"....... وکرم سنگھ نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" سلندری۔ یہ کون سی جگہ ہے"....... اس آدمی نے چونک کر

کہا۔

" کوہ ہمالیہ کی ترائی میں ایک مقام ہے۔ تمہارا استاد جانتا ہے"...... وکرم سنگھ نے تیز لہجے میں جواب دیا تو اس آدمی نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے رفیق بول رہا ہوں جناب۔ ایک صاحب آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ سلنڈری سے آئے ہیں اور ان کا نام رابرٹ ہے اور آپ سے ملاقات چاہتے ہیں"...... اس آدمی نے سامنے کھڑے ہوئے وکرم سنگھ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے بات سن کر اس آدمی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" بائیں طرف راہداری میں چلے جائیں۔ آخر میں باس کا آفس ہے"...... اس آدمی نے کہا اور وکرم سنگھ سرہلاتا ہوا بائیں طرف کو مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ وکٹر کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ ادھیڑ عمر وکٹر اپنے چہرے مہرے سے بدمعاش ٹائپ آدمی لگ رہا تھا۔ وہ وکرم سنگھ کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"خوش آمدید جناب۔ میرا نام وکٹر ہے"...... اس ادھیڑ عمر نے کہا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

" میرا نام وکرم سنگھ ہے"...... وکرم سنگھ نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا تو وکٹر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت

مرعوبیت کے تاثرات ابھر آئے۔

" اوہ۔ اوہ۔ جناب آپ۔ اوہ۔ تشریف رکھیں"...... وکٹر نے بھیک مانگنے والے لہجے میں کہا۔

" کسی علیحدہ کمرے میں بات ہو گی"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

" اوہ۔ آئیے ادھر۔ دوسری طرف علیحدہ کمرہ ہے"...... وکٹر نے کہا اور تیزی سے عقبی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وکرم سنگھ اس کے پیچھے تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔

" آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... وکٹر نے انتہائی لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

" بیٹھ جاؤ وکٹر۔ معاملہ انتہائی اہم ہے اس لئے مجھے خود تمہارے پاس آنا پڑا ہے"...... وکرم سنگھ نے سرد لہجے میں کہا تو وکٹر خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

" کیا تم چھ افراد کو فوری طور پر یہاں سے نکال کر کافرستان کسی طرح پہنچا سکتے ہو۔ اس طرح کہ کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے"۔ وکرم سنگھ نے کہا۔

" یہاں سے کافرستان۔ اوہ۔ نہیں جناب۔ یہاں سے براہ راست کوئی لانچ کافرستان نہیں جا سکتی۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ ایک مال بردار بحری جہاز یہاں موجود ہے اور وہ تین گھنٹوں بعد یہاں سے کافرستان روانہ ہو جائے گا۔ وہ ہمارا جہاز ہے۔ آپ کو آسانی سے اس تک پہنچایا جا سکتا ہے اور آپ عملے میں شامل ہو کر جا سکتے ہیں۔ چھ

افراد کو واپس بلالیا جائے گا"....... وکٹر نے کہا۔

"کیا وہ یہاں سے سیدھا کافرستان جائے گا"....... وکرم سنگھ نے چونک کر پوچھا۔

"یس سر"....... وکٹر نے جواب دیا۔

"تم عملے کے آدمیوں کو واپس بلانے کا کیا کہہ رہے ہو اور کیوں"....... وکرم سنگھ نے پوچھا۔

"جناب۔ بین الاقوامی سرحد میں داخل ہونے سے پہلے باقاعدہ چیکنگ ہوتی ہے اور انتہائی سخت چیکنگ کی جاتی ہے اس لئے میں کہہ رہا تھا"....... وکٹر نے جواب دیا۔

"لیکن ہمارے ساتھ تین عورتیں بھی ہیں"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"اوہ۔ مال بردار جہاز میں عورتیں تو ہوتی ہی نہیں اس لئے وہ تو نہیں جا سکتیں ورنہ کوسٹ گارڈز آفیسرز فوراً مشکوک ہو جائیں گے اور پھر جہاز کو روک لیا جائے گا"....... وکٹر نے جواب دیا۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جب جہاز چیکنگ کے بعد بین الاقوامی سمندر میں داخل ہو جائے تو ہم کسی لانچ کے ذریعے اس تک پہنچ جائیں"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہو سکتا ہے لیکن"....... وکٹر بولتے بولتے رک گیا۔

"لیکن کیا۔ کھل کر بات کرو۔ یہ انتہائی اہم ملکی معاملہ ہے"۔ وکرم سنگھ نے چونک کر کہا۔

"لانچ نکالنے کے لئے کوسٹ گارڈز کو بھاری رقم دینا پڑتی ہے"۔ وکٹر نے کہا۔

"کتنی رقم"....... وکرم سنگھ نے پوچھا۔

"دس لاکھ روپے فی لانچ مقرر ہے"....... وکٹر نے جواب دیا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تمہیں اس کے بیس لاکھ مل جائیں گے لیکن لانچ کو بلا کسی رکاوٹ نکل جانا چاہئے اور ویسے بھی کسی کو پتہ بھی نہیں چلنا چاہئے"....... وکرم سنگھ نے کہا تو وکٹر کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"پھر ٹھیک ہے جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ سب کام بغیر کسی رکاوٹ کے ہو جائے گا۔ آپ کے آدمی کہاں ہیں"....... وکٹر نے کہا۔

"میرے تین ساتھی اسلم آباد میں ہیں۔ انہیں بلانا پڑے گا جبکہ مجھ سمیت باقی ساتھی یہاں موجود ہیں"....... وکرم سنگھ نے جواب دیا۔

"آپ انہیں بلالیں۔ اب سے ٹھیک چار گھنٹوں بعد ہم لانچ میں سوار ہوں گے اور دو گھنٹوں بعد بین الاقوامی سمندر میں مال بردار جہاز پر پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد کافرستان پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی"....... وکٹر نے کہا۔

"اس سارے کام کے تمہیں علیحدہ دس لاکھ روپے ملیں گے وکٹر اور آئندہ بھی تمہارا عہدہ ملٹری انٹیلی جنس اور فارن سیکشن میں اپ گریڈ کر دیا جائے گا"....... وکرم سنگھ نے کہا تو وکٹر بے اختیار اچھل

پڑا۔

" یہ آپ کی نوازش ہو گی۔ میں ہمیشہ آپ کا خدمت گزار رہوں گا۔ ویسے بھی آپ نے خود میرے پاس تشریف لا کر میری انتہائی عزت افزائی کی ہے۔ سلندری کے کوڈ سے میں سمجھ تو گیا تھا کہ فارن سیکشن کا کام ہے مگر مجھے یہ اندازہ نہ تھا کہ آپ خود تشریف لائیں گے۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ تمام کام بغیر کسی شک و شبہ کے ہو گا"....... وکٹر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں سے اسلم آباد کا رابطہ نمبر کیا ہے"....... وکرم سنگھ نے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

" مجھے تو معلوم نہیں ہے جناب۔ میں نے کبھی وہاں فون نہیں کیا"....... وکٹر نے کہا تو وکرم سنگھ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے اور پھر انکوائری سے اسلم آباد کا رابطہ نمبر معلوم کر کے اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس "....... رابطہ قائم ہوتے ہی ریتا کی آواز سنائی دی۔

" کفایت بول رہا ہوں ریحانہ "....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" اوہ آپ۔ ہم تو آپ کے شدت سے منتظر ہیں"....... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

" تم تینوں امتحان میں پاس ہو گئی ہو اور اسی خوشی میں تمہاری

دعوت کی گئی ہے۔ تم تینوں بس کے ذریعے دارالحکومت آ جاؤ اور یہاں سے ٹیکسی میں بیٹھ کر بندرگاہ پر ریڈ لائن ہوٹل پہنچ جاؤ۔ وہاں ہم موجود ہیں"....... وکرم سنگھ نے کہا۔

" ٹھیک ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور وکرم سنگھ نے رسیور رکھ دیا۔

" میں اپنے ساتھیوں سمیت ہال میں موجود ہوں۔ تم تمام انتظامات مکمل کرو لیکن خیال رکھنا کہ یہ انتظامات فول پروف ہوں کیونکہ پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس ہمارے سراغ پر کام کر سکتی ہیں"....... وکرم سنگھ نے اٹھتے ہوئے وکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آپ بے فکر رہیں جناب۔ میرا ہوٹل کبھی مشکوک نہیں رہا اور کام بھی فول پروف ہو گا"....... وکٹر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا تو وکرم سنگھ سر ہلاتا ہوا واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے گہرے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے یقین تھا کہ جب تک کوئی ان تک پہنچے گا وہ کافرستان بھی پہنچ چکے ہوں گے۔

عمران کی کار انتہائی تیز رفتاری سے سرداور کی لیبارٹری کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ دانش منزل میں موجود تھا کہ سرسلطان نے اسے فون کر کے اطلاع دی کہ سرداور کی رہائش گاہ پر ان کے سرکاری ملازم اور ان کے اسسٹنٹ ڈاکٹر سلیمان کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور چیک پوسٹ پر موجود سیکورٹی کے چار افراد کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور حملہ آور اے ڈی ایف فارمولے کی کاپی بھی لے اڑے ہیں تو عمران کا ذہن اس اطلاع پر محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً بھک سے اڑ گیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ پادریوں کے نہ پہنچنے اور گمشدگی کے بعد کافرستان کے فارن سیکشن نے یہ کارروائی کی ہے۔ اسے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ فارن سیکشن کو پوری سیکرٹ سروس انتہائی سرگرمی سے تلاش کر رہی تھی لیکن اب تک ان کے بارے میں معمولی سا کلیو بھی نہ ملا تھا اور وہ لوگ انتہائی دیدہ دلیری سے اس قدر

خوفناک واردات کر کے فارمولا بھی لے اڑے ہیں۔ دانش منزل سے آنے سے پہلے اس نے بلیک زیرو کو ہدایات دے دی تھیں کہ وہ سرسلطان کو کہہ کر تمام کوریئر سروسز، پوسٹ آفس سروسز، ایئر پورٹ، زمینی اور سمندری راستوں پر مکمل پکٹنگ کا بندوبست کرے تاکہ فارمولے کو دارالحکومت سے باہر نکلنے سے روکا جا سکے۔ ویسے وہ دل ہی دل میں فارن سیکشن کی اس کارکردگی پر حیران بھی ہو رہا تھا کہ نیا سیکشن ہونے کے باوجود وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کر کے دوبارہ فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ پہلی بار تو صالحہ کی ذہانت کی وجہ سے وہ فارمولے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن ظاہر ہے اس بار فارن سیکشن فارمولے کی حفاظت اور اسے ملک سے باہر نکالنے میں زیادہ احتیاط کا مظاہرہ کرے گا۔ یہی سب کچھ سوچتا ہوا وہ تیزی سے لیبارٹری کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر اسے دور سے چیک پوسٹ نظر آنے لگ گئی جس کے باہر کافی تعداد میں کاریں موجود تھیں۔ ظاہر ہے ملٹری انٹیلی جنس کے اعلیٰ حکام کے ساتھ ساتھ وزارت دفاع کے اعلیٰ افسران بھی وہاں پہنچ چکے ہوں گے اور سرسلطان نے بھی اسے یہی بتایا تھا کہ وہ صدر مملکت کے نمائندے کے طور پر وہاں پہنچ رہے ہیں تاکہ اس اہم واقعہ کی تفصیلی رپورٹ وہ صدر مملکت کو دے سکیں۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس کمرے کی طرف بڑھنے لگا جس کے باہر ملٹری کے چار مسلح افراد کے ساتھ ساتھ سرسلطان،

سرداور اور دیگر اعلیٰ حکام موجود تھے۔ ان سب کے چہروں پر خاص طور پر سرداور کے چہرے پر انتہائی پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ "...... عمران نے قریب جا کر بڑے خشوع و خضوع سے کہا البتہ اس کے چہرے پر سنجیدگی کی تہہ موجود تھی۔

" وعلیکم السلام۔ آؤ عمران۔ ہم تمہارے ہی انتظار میں یہاں موجود تھے "...... سرسلطان نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔ ان کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران نے جس انداز میں سلام کیا ہے اس کے بعد اس کا ذہن پٹڑی پر رہنا خاصا مشکل ہو گا۔

" مم۔ مم۔ مگر میں نے تو کچھ نہیں کیا جناب۔ میں تو اب آ رہا ہوں "...... عمران نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

" سرداور آپ لیبارٹری جائیں۔ یہ ملٹری انٹیلی جنس کا کیس ہے وہ خود ہی حملہ آوروں کو تلاش کر کے ان سے فارمولا برآمد کرے گی۔ میں بھی اب جا رہا ہوں "...... سرسلطان نے سرداور سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر ایک طرف موجود اپنی سرکاری کار کی طرف بڑھ گئے۔ عمران کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ وہ سرسلطان کے انداز کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔

" جناب اپنی رپورٹ میں میرا بھی ذکر خیر ضرور کر دیجئے گا۔ اہم رپورٹوں میں عام آدمی کا نام آ جائے تو اسے بھی اہمیت مل جاتی

ہے "...... عمران نے اونچی آواز میں کہا لیکن سرسلطان کوئی جواب دیئے بغیر اپنی کار میں جا کر بیٹھ گئے۔

" ارے ارے۔ آپ واقعی ناراض ہو گئے ہیں۔ اوہ۔ ایک منٹ "...... عمران نے سرسلطان کے اس انداز پر مصنوعی طور پر بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

" تمہارا مذاق بعض اوقات انتہائی بے موقع ہوتا ہے۔ یہاں چھ افراد ہلاک ہو گئے ہیں اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے "...... سرسلطان نے انتہائی گھمبیر لہجے میں کہا۔

" اوہ سوری۔ میرا مقصد صرف آپ لوگوں کو نارمل کرنا تھا کیونکہ جس طرح کے تاثرات آپ سب کے چہروں پر تھے ایسے تاثرات کے بعد کچھ پوچھنا حماقت ہی ہو سکتی ہے۔ بہرحال آئی ایم سوری۔ آیئے تشریف لایئے۔ اب میں تو کیا میری آنے والی متوقع سات نسلیں بھی مذاق نہیں کریں گی "...... عمران نے کہا۔

" اب تم آ گئے ہو تو اب میری یہاں ضرورت نہیں رہی۔ بہرحال یہ سن لو کہ سرداور اس بار بال بال بچے ہیں ورنہ شاید یہ صدمہ ناقابل تلافی حیثیت اختیار کر جاتا "...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کیا تو ڈرائیور نے کار اسٹارٹ کر کے اسے آگے کر کے موڑا اور پھر تیزی سے اسے واپس لے گیا تو عمران واپس مڑا۔ سرداور ہونٹ بھینچے خاموش کھڑے تھے ان کے چہرے پر اسی طرح پریشانی کے تاثرات تھے۔

" آپ پریشان نہ ہوں سرداور۔ موت کا ایک وقت معین ہے اور جب وقت معین ہو تو پھر پریشانی کیسی"....... عمران نے قریب جا کر کہا۔

" میں اپنی موت کی وجہ سے پریشان نہیں ہوں بلکہ اس فارمولے کی وجہ سے پریشان ہوں جو میری حماقت کی وجہ سے دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا"....... سرداور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ کی حماقت کی وجہ سے۔ کیا مطلب"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" آؤ میرے ساتھ۔ رہائش گاہ پر چلتے ہیں۔ وہاں تفصیل سے بات ہو گی"....... سرداور نے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ ملٹری کے اعلیٰ حکام وہاں رہ گئے جبکہ سرداور عمران کی کار میں آکر بیٹھ گئے راڈ پہلے ہی ہٹا ہوا تھا۔ عمران نے کار آگے بڑھا دی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سرداور کی رہائش گاہ کے سٹنگ روم میں موجود تھا۔

" سرداور۔ جو کچھ ہوا ہے تفصیل سے بتا دیں کیونکہ وقت بے حد کم ہے اور ہم نے اس فارمولے کو واپس حاصل بھی کرنا ہے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سرداور نے سراج حسین کے فون آنے سے لے کر چیک پوسٹ سے سیکورٹی آفیسر اعظم کے فون آنے تک اور پھر لیبارٹری جانے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" میں لیبارٹری گیا تو فارمولا لینے کے لئے تھا لیکن وہاں ایک

ایمرجنسی مسئلہ سامنے آگیا جس کی وجہ سے مجھے وہاں رکنا پڑا اور میں نے اپنی جگہ اپنے اسسٹنٹ ڈاکٹر سلیمان کو فارمولا دے کر اپنی رہائش گاہ بھجوا دیا۔ اس کے بعد جب میں فارغ ہو کر واپس رہائش گاہ پر پہنچا تو یہاں سلیمان اور میرے سرکاری ملازم کی لاشیں موجود تھیں۔ میں گھبرا گیا۔ میں نے چیک پوسٹ پر فون کیا تو وہاں سے بھی کوئی جواب نہ ملا جس پر میں نے چیف سیکورٹی آفیسر کو کال کیا۔ تب معلوم ہوا کہ وہاں بھی قتل عام کیا گیا ہے۔ اس کے بعد میں نے سیکرٹری وزارت دفاع ڈاکٹر بشارت کو کال کر کے تفصیل بتائی اس کے بعد میں نے سرسلطان کو کال کیا اور انہیں تفصیل بتائی"....... سرداور نے انتہائی سنجیدگی سے تمام تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" آپ نے اس فون کال کے بارے میں تصدیق تو کی ہو گی"۔ عمران نے کہا۔

" ہاں۔ میں نے وزارت دفاع کے سیکرٹری ڈاکٹر بشارت کو فون کیا کیونکہ میں صدر مملکت سے براہ راست تو بات نہیں کر سکتا تھا۔ ڈاکٹر بشارت نے سراج حسین کے بارے میں تصدیق کر دی کہ وہ وزارت دفاع میں اسسٹنٹ سیکرٹری ہے اور انتہائی ایماندار، شریف اور محب وطن آدمی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے بتایا کہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں جو خصوصی میٹنگز کال کی جاتی ہیں وہاں وزارت دفاع کی نمائندگی بھی عام طور پر سراج حسین ہی کرتا ہے۔

ڈاکٹر بشارت بہت کم ایسی میٹنگز میں جاتے ہیں کیونکہ وہ زیادہ تر دفاع کے سلسلے میں بیرونی ملک کے دورے پر رہتے ہیں اس لئے انہوں نے کہا کہ سراج حسین نے صدر صاحب کے بارے میں کہا ہے تو درست کہا ہوگا اور میں صدر صاحب کا جاری کردہ اجازت نامہ ضرور چیک کر لوں جس پر میں مطمئن ہو گیا تھا"....... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے اسے اصل فارمولا دیا تھا یا اس کی کاپی"....... عمران نے پوچھا۔

"وہی مائیکرو فلم جو تم نے لاکر مجھے دی تھی۔ وہی میں نے اسے بھجوا دی تھی کیونکہ اس نے کاپی طلب کی تھی اور کاپی وہی میرے پاس تھی"....... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اس سراج حسین سے رابطہ ہوا ہے۔ وہ کیا کہتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات تو میں بتانا ہی بھول گیا کہ ملٹری انٹیلی جنس نے جب سراج حسین سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو انہیں بتایا گیا کہ وہ اپنے بھائی کی رہائش گاہ پر گیا ہے۔ اس کے بھائی کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی جس پر اس کے بھائی کو فون کیا حالانکہ دونوں بھائیوں میں ناراضگی اور شکر رنجی تھی۔ اس کے باوجود وہ اپنے بھائی کے گھر گئے ہیں اور پھر ان سے رابطہ نہیں ہوا تو ملٹری

انٹیلی جنس کے لوگ اس کے بھائی کی رہائش گاہ پر پہنچے تو وہاں سراج حسین اس کے بھائی شیراز اور اس کے نوجوان بیٹے منصور تینوں کی لاشیں پڑی ہوئی ملی ہیں"....... سرداور نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"بڑی ذہانت سے پلاننگ کی گئی ہے کہ پہلے اس کے بھائی کو کور کیا گیا پھر اس سے سراج حسین کو وہاں بلوایا گیا پھر سراج حسین سے آپ کو کال کرائی گئی اور پھر وہ لوگ یہاں آکر واردات کر گئے۔ آپ واقعی بال بال بچے ہیں۔ اگر آپ کو لیبارٹری میں ایمرجنسی کی وجہ سے نہ رکنا پڑتا تو آپ کے اسسٹنٹ کی جگہ وہ آپ کو ہلاک کر کے فارمولا لے جاتے۔ بہرحال ایک سکوپ تو پیدا ہو گیا ہے"۔ عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار چونک پڑے۔

"کون سا سکوپ"....... سرداور نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں تو کوئی ان سے ملنے یا انہیں دیکھنے والا زندہ نہیں رہا لیکن سراج حسین کے بھائی کی رہائش گاہ ظاہر ہے کسی کالونی میں ہو گی۔ وہاں لازماً ان کی گاڑی یا ان کے بارے میں کوئی سراغ مل جائے گا"....... عمران نے کہا۔

"ان کی گاڑی کے بارے میں تو معلومات مل گئی ہیں"۔ سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا۔ کیسے"....... عمران نے پوچھا۔

"گاڑی یہاں میری رہائش گاہ کے باہر کھڑی رہی ہے۔ ایک

سیکورٹی کا آدمی یہاں سے گزرا تو اس نے گاڑی کو دیکھا۔ اس نے ملٹری انٹیلی جنس کے آدمیوں کو اس گاڑی کی تفصیل بتائی۔ اس کا رنگ، اس کا ماڈل اور رجسٹریشن نمبر وغیرہ اور ملٹری انٹیلی جنس نے اس گاڑی کو ٹریس کر لیا ہے۔ یہ گاڑی انٹرنیشنل پلازہ کے قریب پبلک پارکنگ میں موجود ہے۔ وہاں پارکنگ بوائے سے صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ ایک آدمی اس کار کو پارکنگ میں کھڑی کر گیا ہے"۔ سرداور نے کہا۔

"کیا تفصیل ہے"....... عمران نے پوچھا تو سرداور نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں۔ کرنل یعقوب موجود ہیں یہاں"۔ سرداور نے کہا۔

"جی ہاں"....... دوسری طرف سے مختصر جواب دیا گیا۔

"ان سے بات کرائیں"....... سرداور نے کہا۔

"ہیلو کرنل یعقوب۔ داور بول رہا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ سرسلطان نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندہ خصوصی علی عمران کو کال کیا تھا۔ وہ اس وقت میرے پاس موجود ہیں۔ آپ ان سے بات کر لیں"....... سرداور نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"کرنل جیکب۔ میرا نام علی عمران ہے"....... عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات

ابھر آئے تھے۔

"جناب میرا نام یعقوب ہے۔ جیکب نہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک ہی بات ہے جناب۔ اگر آپ یورپ میں پیدا ہوتے تو آپ کا نام جیکب ہوتا۔ یہاں پاکیشیا میں یعقوب ہے۔ بہرحال آپ مجھے اس گاڑی کے بارے میں تفصیل بتائیں جو حملہ آوروں کے استعمال میں رہی ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سرداور جو اب تک بے حد سنجیدہ ہو رہے تھے بے اختیار مسکرا دیئے دوسری طرف سے کرنل یعقوب نے تفصیل بتا دی۔

"شکریہ"....... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"ایکسٹو"....... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"آپ کا نمائندہ خصوصی بروزن کنجوسی بلکہ دوسرے لفظوں میں ماسٹر آف کنجوسی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) خدمت عالیہ میں سوری۔ عالیہ تو شاید فلمی ہیروئن سٹائل نام ہے خدمت عالی جناب میں ہدیہ تبریک۔ ویری سوری۔ دراصل یہ فارسی کے الفاظ تو بڑے بھاری بھرکم ہیں سننے والے پر رعب تو بہت پڑتا ہے لیکن اس کا مطلب کم ہی لوگوں کو آتا ہے اور آپ چونکہ پرانے زمانے کے منشی فاضل ٹائپ افسر ہیں اس لئے ظاہر ہے آپ کو تو فارسی آتی

مطلب ہے کہ کسی ممبر آف سیکرٹ سروس کو حکم دے دیں کہ
میرے وہاں پہنچنے سے پہلے وہ اس کار کو پارک کرنے والے کا حلیہ
اس پارکنگ بوائے سے معلوم کر کے ادھر ادھر سے معلومات حاصل
کرے "....... عمران نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا اور
اس بار بھی وہ سانس لینے کے لئے نہ رکا۔

" ٹھیک ہے "....... دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں کہا
گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" ارے ارے ۔ ابھی تو میں نے فارسی کے بعد عربی اور عربی کے
بعد عبرانی زبان کے محاوروں پر بات کرنی تھی لیکن اب کیا کیا جائے
کسی کو اس سے دلچسپی ہی نہیں ہے "....... عمران نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" آپ نے دیکھا سرداور ۔ چیف کس قدر کنجوس واقع ہوا ہے۔
سننے میں بھی کنجوسی کرتا ہے "....... عمران نے کہا تو سرداور شاید پہلی
بار بے اختیار ہنس پڑے ۔

" خدا کی پناہ ۔ تمہاری زبان ہے یا مشین گن اور یہ تمہارا چیف
جانے کس مٹی کا بنا ہوا ہے کہ وہ تم جیسے کی ایسی باتیں اس قدر
ٹھنڈے دل سے سنتا رہتا ہے۔ حیرت ہے "....... سرداور نے ہنستے
ہوئے کہا۔

" ارے کہاں سنتا ہے۔ سنتا تو یہ نوبت ہی نہ آتی کہ ابھی میں
نے بات کا آغاز ہی کیا تھا کہ وہ دم دبا کر ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ ویری سوری ۔ یہ

ہی ہو گی اور اس موقع پر جبکہ چھ افراد ہلاک کر دیئے گئے ہوں اور
سرداور چور بنے بیٹھے ہوں ۔ اوہ سوری ۔ پھر محاورہ غلط موقع پر بول گیا
ہوں ۔ اب اتنے بڑے سائنس دان کیسے چور ہو سکتے ہیں اس لئے یہ
کہا جا سکتا ہے کہ سرداور مغموم و ملول، رنجیدہ، پائندہ اوہ ۔ وہ ۔
نجانے اب مزید کافیہ کیا ہو سکتا ہے بہرحال اس موقع پر ہدیہ تبریک
یعنی مبارک باد کے الفاظ کا استعمال موقع محل کے لحاظ سے غلط ہو
جاتا ہے ۔ ویسے یہ موقع تو پھر بھی سمجھ آتا ہے لیکن محل کیسے یہاں آ
گیا ۔ محل تو بادشاہوں کے ہوتے ہیں ۔ چلو سر سلطان کا محل ہو تو پھر
بھی اسے تسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن موقع کے ساتھ محل کہنا کچھ عجیب
سا لگتا ہے "....... عمران نے نان سٹاپ بولتے ہوئے کہا تو سرداور کے
چہرے پر عمران کی باتیں سن کر ایسی حیرت ابھر آئی جیسے انہیں اپنے
کانوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ عمران سیکرٹ سروس کے چیف سے
بھی ایسی باتیں کر سکتا ہے۔

" پھر "....... عمران جیسے ہی سانس لینے کے لئے رکا دوسری طرف
سے ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی۔

" پھر سرداور سے ہاتھ ہو گیا۔ میرا مطلب ہے کہ ان کے ہاتھ سے
فارمولا اڑا لیا گیا ہے اور یہ فارمولا ایک کار میں لے جایا گیا ہے لیکن
وہ کار ملٹری انٹیلی جنس والوں نے انٹرنیشنل پلازہ کے قریب پبلک
پارکنگ میں کھڑی ٹریس کر لی ہے ۔ یہاں سے میرے وہاں پہنچنے
تک کافی وقت لگ سکتا ہے اس لئے آپ اپنے کسی موکل کو میرا

دم دبا کر بھاگنے کا محاورہ تو شاید عوام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ خواص کے لئے نہیں کیونکہ خواص تو دم دبا کر بھاگنے کی بجائے دم پر ساری عمر ناچنے میں گزار دیتے ہیں"....... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

" تو تم نے خواص کو چوہے بنا دیا ہے کیونکہ دم پر ناچنا تو چوہوں کے بارے میں کہا جاتا ہے"....... سرداور نے مصنوعی غصے سے کہا۔

" دم پر ناچنا محاورتاً تکبر کے اظہار کے لئے کہا جاتا ہے اور تکبر اور افسر ہم معنی الفاظ ہیں۔ بہرحال اب آپ کے چہرے پر چھایا ہوا تکدر اور پریشانی دور ہو گئی ہے اس لئے اب مجھے اجازت دیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" تو یہ سب تقریر تم نے اس لئے کی تھی"....... سرداور نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ کیونکہ آپ کی حالت بتا رہی تھی کہ میرے یہاں سے جاتے ہی آپ کا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا اور نروس جب بریک ڈاؤن ہو جائے تو گاڑی رک جاتی ہے اور ہمارے ہاں کا ایک مشہور شاعر کبیرا ہے جو کہتا ہے کہ چلتی کا نام گاڑی رکھ دیا گیا ہے حالانکہ گاڑی کا تو مطلب ہی ٹھہری ہوئی یا رکی ہوئی ہوتی ہے۔ بہرحال اللہ حافظ"....... عمران نے کہا اور سرداور ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑے اور عمران انہیں سلام کر کے تیزی سے مڑا اور چند لمحوں بعد اس

ی کار تیزی سے انٹرنیشنل پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس نے ساری باتیں واقعی سرداور کی وجہ سے کی تھیں کیونکہ سرداور کی حالت بتا رہی تھی کہ اگر ان کے ذہن پر موجود دباؤ ختم نہ کیا گیا تو واقعی ان کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا اور عمران نہیں چاہتا تھا کہ ارمولے کے ساتھ ساتھ سرداور جیسا سائنس دان بھی ہاتھ سے نکل جائے۔

بڑی لیکن جدید ساخت کی لانچ خاصی تیز رفتاری سے سمندر میں
آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ لانچ پر وکرم سنگھ اور اس کے ساتھی
موجود تھے جبکہ ریڈ لائن ہوٹل کا مالک وکٹر بھی ان کے ہمراہ تھا۔
سب لانچ کے کیبن میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

" ہم کتنی دیر بعد مال بردار جہاز تک پہنچ جائیں گے"...... وکرم
سنگھ نے قدرے بے چین سے لہجے میں وکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" سر۔ تین گھنٹے لگ جائیں گے۔ ہمیں ایک طویل چکر کاٹ کر
جانا ہو گا ورنہ ہم مین چیک پوسٹ پر پہنچ جائیں گے اور مین چیک
پوسٹ پر ہمیں آگے جانے سے روک دیا جائے گا اس لئے ہم چکر کاٹ
کر شمالی سمت سے جائیں گے۔ وہاں کوسٹ گارڈز کی جو چیک
پوسٹ ہے اس سے ہماری بات طے ہو چکی ہے۔ وہ ہمیں نہ جانے
سے روکیں گے اور نہ واپسی پر ہم سے پوچھ گچھ کریں گے"۔ وکٹر نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اس مال بردار جہاز کا نام کیا ہے اور اس کے کیپٹن کو کیا کہا گیا
ہے"...... وکرم سنگھ نے پوچھا۔

" سر مال بردار جہاز کا نام جولی ہے اور جولی کا کپتان رچرڈ ہے۔ یہ
جہاز ہمارے گروپ سے متعلق ہے۔ اس کے ذریعے ہمارا مال
کافرستان جاتا رہتا ہے۔ کیپٹن رچرڈ سے میں نے خود بات کی ہے۔
آپ کے بارے میں اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں اسے بتا دیا
گیا ہے۔ وہ آپ سب کو بحفاظت کافرستان پہنچا دے گا۔ آپ بے فکر
رہیں"...... وکٹر نے جواب دیا اور وکرم سنگھ نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" بین الاقوامی سمندر میں تو چیکنگ نہیں ہوا کرتی"...... اچانک
منگل سنگھ نے کہا۔

" اوہ نہیں جناب۔ وہ آزاد سمندر ہوتا ہے"...... وکٹر نے جواب
دیا اور پھر اسی طرح باتیں کرتے ہوئے انہیں کافی وقت گزر گیا کہ
اچانک کیبن میں ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو وکٹر سمیت سب
بے اختیار چونک پڑے۔ لانچ کی رفتار بھی کم ہونا شروع ہو گئی
تھی۔

" چیک پوسٹ آ گئی ہے۔ آپ یہاں رہیں البتہ مجھے باہر جانا ہو
گا"...... وکٹر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

" میں بھی تمہارے ساتھ باہر جاؤں گا۔ باقی ساتھی یہیں رہیں

گے "....... وکرم سنگھ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے کیبن کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر عرشے پر آ گئے ۔ دور چھ بڑی بڑی لانچیں صاف نظر آ رہی تھیں جن پر مارٹر گنیں اور ہوٹر لگے ہوئے صاف نظر آ رہے تھے ۔ لانچوں پر پاکیشیا کے مخصوص جھنڈے لہرا رہے تھے ۔ یہ پاکیشیائی کوسٹ گارڈز کی لانچیں تھیں اور بین الاقوامی سمندری سرحد پر گشت کر رہی تھیں ۔ وکرم سنگھ خاموش کھڑا تھا ۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ اس سرحد سے بخیر و عافیت گزر گئے تو پھر وہ مکمل کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں گے ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے ۔ چند لمحوں بعد ان کی لانچ کوسٹ گارڈز کی لانچوں کے قریب جا کر رک گئی اور چار کوسٹ آفیسرز لانچ پر آ گئے ۔ وکٹر نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا ۔

"کیا مال لے جا رہے ہو جو تم خود لانچ پر موجود ہو"....... ایک آفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"آپ کو تو معلوم ہے صاحب کہ ہم تو آپ کے خادم ہیں" ۔ وکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"او کے ۔ واپسی کب ہو گی"....... اسی آفیسر نے کہا ۔

"صرف آدھ گھنٹے بعد جناب ۔ بس ذرا بین الاقوامی سمندر کی سیر کرنا ہے"....... وکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سارے آفیسر بے اختیار ہنس پڑے ۔

"ٹھیک ہے ۔ جلد از جلد واپس آنا ۔ ہم تمہاری خاطر یہیں رکے

رہیں گے "....... اسی آفیسر نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے مڑ کر واپس اپنی لانچ میں چلے گئے ۔ انہوں نے نہ ہی وکرم سنگھ سے کوئی بات کی اور نہ ہی وہ کیبن میں گئے ۔ چند لمحوں بعد لانچ تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی ۔

"آپ نے دیکھا جناب کہ دولت میں کتنی طاقت ہے"....... وکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"ہاں ۔ اس کی طاقت کا تو کوئی جواب ہی نہیں ہے"....... وکرم سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"آیئے ۔ اب کیبن میں بیٹھتے ہیں ۔ اب خطرہ ختم ہو گیا ہے" ۔ وکٹر نے کہا اور وکرم سنگھ نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا اور وہ دونوں واپس کیبن میں آ کر بیٹھ گئے ۔

"کیا ہوا تھا باس"....... ریتا نے کہا ۔

"کچھ نہیں ۔ بس سرسری سی چیکنگ ہوئی ہے ۔ اب ہم بین الاقوامی سمندر میں ہیں اس لئے اب تمام خطرہ ختم ہو چکا ہے" ۔ وکرم سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب کے چہروں پر انتہائی مسرت اور اطمینان کے تاثرات ابھر آئے ۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر کیبن میں ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی ۔

"آیئے جناب ۔ ہم جولی کے قریب پہنچ گئے ہیں"....... وکٹر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس بار وکرم سنگھ اور اس کے سارے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے ۔ جب وہ عرشے پر پہنچے تو واقعی کچھ فاصلے پر ایک چھوٹا

مال بردار جہاز موجود تھا۔ لانچ اب خاصی تیز رفتاری سے اس جہاز کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جہاز کی رفتار نہ ہونے کے برابر تھی۔ جب لانچ جہاز کے قریب پہنچی تو جہاز سے سیڑھی نیچے لٹکا دی گئی۔ سب سے پہلے وکٹر اور اس کے بعد وکرم سنگھ اور پھر سارے ساتھی اس سیڑھی کی مدد سے جہاز پر پہنچ گئے۔ وہاں ادھیڑ عمر لیکن انتہائی مضبوط جسم کا مالک کیپٹن رچرڈ ان کے استقبال کے لئے موجود تھا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ مجھے وکٹر نے آپ کے بارے میں بتا دیا ہے اور اب تو کوئی خطرہ بھی نہیں رہا"....... کیپٹن رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب مجھے اجازت جناب"....... وکٹر نے کہا تو وکرم سنگھ نے نہ صرف اس کا شکریہ ادا کیا بلکہ اس کے کندھے پر تھپکی بھی دی۔

"تم نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے وکٹر اس کا تمہیں تمہارے تصور سے بھی زیادہ انعام ملے گا"....... وکرم سنگھ نے تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا شکریہ جناب۔ میں تو آپ کا خادم ہوں"....... وکٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی لانچ پر پہنچ گیا اور پھر لانچ تیزی سے واپس جانے لگی اور چند لمحوں بعد ہی وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو وکرم سنگھ اپنے ساتھیوں سمیت کیپٹن رچرڈ کی رہنمائی میں ایک بڑے کمرے کی طرف مڑ گیا جہاں ان کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔

"ہمیں کافرستان پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا"....... وکرم سنگھ نے کیپٹن رچرڈ سے کہا۔

"صرف آٹھ گھنٹوں بعد ہم کافرستان پہنچ جائیں گے"....... کیپٹن رچرڈ نے جواب دیا اور وکرم سنگھ نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کے گہرے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

عمران جب انٹر نیشنل پلازہ کے قریب پبلک پارکنگ میں پہنچا تو وہاں نعمانی اور چوہان دونوں موجود تھے۔

"کچھ پتہ چلا"....... عمران نے کار سے اتر کر ان کے قریب جاتے ہوئے کہا۔

"کس کا"....... نعمانی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کار پارک کرنے والے کا"....... عمران نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کس کار کے بارے میں آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں"....... نعمانی نے دوبارہ کہا تو چوہان بے اختیار مسکرانے لگا۔

"ہونہہ۔ تو اب تم نے مجھے تختہ مشق بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے"....... عمران نے بھی اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ دونوں اس کے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں جو وہ اپنے

ساتھیوں کے ساتھ کرتا تھا۔

"ہماری یہ جرأت ہو سکتی ہے عمران صاحب کہ ہم آپ کو تخت سے تختے کی طرف لے جائیں"....... نعمانی نے کہا تو عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ لگتا ہے فور سٹارز کا چیف صدیقی بے حد فیاض ہوتا جا رہا ہے"....... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ شاید ہماری باتوں کو مذاق سمجھ رہے ہیں۔ ہمیں چیف نے کہا ہے کہ عمران انٹر نیشنل پلازہ کے قریب پبلک پارکنگ میں پہنچ رہا ہے۔ وہاں کافرستان کے ایجنٹوں نے کار پارک کی ہے جس کی تفصیل عمران خود آ کر بتائے گا اور ہم نے اس آدمی کو ٹریس کرنا ہے جس نے یہ کار پارک کی ہے۔ ہمیں یہاں آئے ہوئے بیس منٹ ہو گئے ہیں لیکن یہاں تو کاروں کا میلہ لگا ہوا ہے"....... نعمانی نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار اپنا ہاتھ اپنے سر پر پھیرنا شروع کر دیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"....... چوہان نے اسے اس طرح سر پر ہاتھ پھیرتے دیکھ کر کہا۔

"اپنی اس کھوپڑی کا بٹن تلاش کر رہا ہوں تاکہ اسے آن کر سکوں۔ بعض اوقات مذاق کی زیادتی بھی نقصان کا باعث بن جاتی ہے۔ میں کار کے بارے میں تفصیل بتانا تو بھول ہی گیا تھا۔ باقی میں نے دنیا جہان کی باتیں کر ڈالیں"....... عمران نے کہا تو نعمانی

اورچوہان بے اختیار ہنس پڑے۔وہ جانتے تھے کہ جب عمران بولنے پر آتا ہے تو پھر اس کی زبان کو بریک لگانا ناممکن ہو جاتا ہے۔

"کھوپڑی کی بجائے زبان کا بٹن تلاش کریں تاکہ اسے بریک لگائی جاسکے"...... چوہان نے کہا اور اس بار نعمانی کے ساتھ ساتھ عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آؤ۔واقعی کافی وقت ضائع ہو گیا ہے۔اب سنجیدگی سے کام کیا جائے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر پارکنگ کی طرف بڑھ گیا اور پھر انہوں نے تمام پارکنگ گھوم ڈالی لیکن وہ کار عمران کو کہیں بھی نظر نہ آئی جس کے بارے میں اسے بتایا گیا تھا۔

"صاحب۔آپ کیا دیکھ رہے ہیں"...... پارکنگ بوائے نے انہیں شاید اس انداز میں گھومتے اور کاروں کو چیک کرتے دیکھ کر قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک کار تلاش کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"وہ کار تو ملٹری کے افسران لے گئے ہیں جناب"...... پارکنگ بوائے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

"کب"...... عمران نے کہا۔

"جی وہ یہاں آئے تھے۔انہوں نے مجھے ملٹری کی طرف سے اجازت نامہ دکھایا۔میں نے اس کی نقل لے کر رکھ لی اور وہ کار لے کر چلے گئے"...... پارکنگ بوائے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

جیب سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ کا تعلق بھی ملٹری سے ہے"...... پارکنگ بوائے نے شاید ان کے قدوقامت اور انداز دیکھ کر کہا۔

"نہیں۔ہمارا تعلق سپیشل پولیس سے ہے"...... عمران نے کہا اور کاغذ کو ایک نظر دیکھ کر اس نے واپس کر دیا۔وہ واقعی ملٹری کے اعلیٰ حکام کی طرف سے کار لے جانے کا سرکاری اجازت نامہ تھا۔

"تم ہمیں بتاؤ کہ جب یہ کار پارک کی گئی تھی اس وقت تمہاری ڈیوٹی تھی"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں"...... پارکنگ بوائے نے جواب دیا۔

"جس آدمی نے کار پارک کی اس کا حلیہ، قدوقامت اور لباس کے بارے میں تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"جی میں نے اسے غور سے تو نہیں دیکھا تھا البتہ جو کچھ مجھے یاد ہے وہ میں بتا دیتا ہوں۔پہلے ملٹری آفیسرز نے بھی پوچھا تھا۔انہیں بھی میں نے بتایا تھا"...... پارکنگ بوائے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"وہ واپس کس طرف گیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"مین مارکیٹ کی طرف جناب۔میں نے اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا"...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

"اوکے شکریہ"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔نعمانی اور چوہان اس کے پیچھے تھے۔

"جو واردات وہاں چیک پوسٹ پر ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام پورے گروپ کا ہے جبکہ یہاں کار ایک آدمی پارک کر گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ باقی آدمی کہیں پیچھے ڈراپ کر دیئے گئے تاکہ ان کے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو سکے"....... عمران نے کہا تو نعمانی اور چوہان نے زبان سے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن اب انہیں تلاش کیسے کیا جائے"....... پارکنگ سے باہر آنے کے بعد عمران نے کہا۔

"حلیہ بتا کر ہی پوچھ گچھ کرنا پڑے گی اور کیا ہو سکتا ہے"۔ نعمانی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں سے ٹیکسی میں بیٹھ کر کہیں گیا ہو۔ بہرحال پہلے اس سارے علاقے میں معلوم کرتے ہیں"....... عمران نے کہا اور پھر انہوں نے تقریباً ایک گھنٹے تک وہاں قریب کے دکانداروں اور ریستورانوں سے معلومات حاصل کیں لیکن کسی طرف سے بھی انہیں کوئی کلیو نہ مل سکا۔

"وہ یقیناً کسی ہوٹل میں رہائش پذیر ہو گا"....... نعمانی نے کہا۔

"ارے۔ اوہ۔ اس کار کا تو پتہ چلائیں۔ اب یہ کار وہ کافرستان سے تو ساتھ لے کر نہیں آئے ہوں گے"....... عمران نے کہا اور تیزی سے ایک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون بوتھ میں داخل ہو کر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے جبکہ انکوائری

وغیرہ کے لئے سکہ ڈالنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی اس لئے اس نے ایسا نہ کیا تھا۔

"انکوائری پلیز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"وہیکلز رجسٹریشن آفس کا نمبر دے دیں"....... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے رسیور رکھا اور جیب سے سکہ نکال کر اس نے فون پیس میں ڈالا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے فون نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"وہیکلز رجسٹریشن آفس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک خشک سی آواز سنائی دی۔

"ڈی آئی جی سپیشل پولیس بول رہا ہوں"....... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"....... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"مجھے فوراً ایک کار کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنی ہیں جس کے پاس کاروں کی رجسٹریشن کا سیکشن ہے اس سے بات کراؤ"....... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ انچارج کار سیکشن ابراہیم صاحب سے بات کر لیں جناب"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔ میں ابراہیم بول رہا ہوں۔ انچارج کار سیکشن

جناب"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے پہلے فون اٹنڈ کرنے والے نے عمران کا تعارف ابراہیم سے کرا دیا ہو گا اس لئے اس کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ تھا۔

"ابراہیم صاحب۔ ایک کار کا نمبر نوٹ کریں اور مجھے فوراً بتائیں کہ یہ کار آخری بار کس کے نام ٹرانسفر ہوئی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کا رجسٹریشن نمبر بتا دیا۔

"سر۔ یہ نمبر تو ٹرک کا ہو سکتا ہے کار کا نہیں کیونکہ اس کا آغاز پی ٹی سے ہو رہا ہے اور یہ کوڈ پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے اور خصوصاً ٹرکوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ فون بوتھ سے باہر آگیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ کچھ پتہ چلا"...... نعمانی نے پوچھا۔

"نہیں۔ انہوں نے جعلی نمبر پلیٹ لگائی ہوئی تھی۔ اب یہی ہو سکتا ہے کہ اس حلیئے کو تمام ممبران تک پہنچا دیا جائے اور پھر اسے پورے شہر میں تلاش کیا جائے۔ میں ٹائیگر کو بھی کہہ دیتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر ہمارے بارے میں کیا حکم ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"تم اپنے چیف کو رپورٹ دے دو اور اسے حلیہ بتا دو"۔ عمران نے کہا اور واپس مڑ کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار میں بیٹھ کر اس

نے ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں موجود ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ یو باس۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں موجود ہو اس وقت۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"باس۔ میں جنگیور کلب میں ہوں۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اس وقت انٹرنیشنل پلازہ کے قریب پبلک پارکنگ کے پاس اپنی کار میں موجود ہوں۔ تم فوراً یہاں پہنچو۔ میں نے تم سے تفصیلی بات کرنی ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھ دیا۔ چونکہ اس نے وکرم سنگھ کے حلیئے، قدوقامت اور لباس کی تفصیل بتانی تھی اس لئے اس نے ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کی بجائے اسے یہاں کال کر لیا تھا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد ٹائیگر کی کار اس کی کار کے عقب میں آکر رکی اور ٹائیگر کار سے اتر کر عمران کی کار کی طرف بڑھا۔ اس نے عمران کو سلام کیا اور سائیڈ دروازہ کھول کر وہ عمران کی کار کی سائیڈ

سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران نے مختصر طور پر ساری واردات کے بارے میں اسے بتایا اور پھر اس نے پارکنگ بوائے سے معلوم ہونے والا اس آدمی کا حلیہ، قدوقامت اور لباس کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" باس۔ یہ کب کی بات ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کار یہاں کس وقت پارک کی گئی تھی"....... ٹائیگر نے کہا۔

" تقریباً پانچ گھنٹے پہلے واردات ہوئی ہے۔ کیوں"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" باس۔ اس حلیئے کے آدمی کو میں نے بندرگاہ پر واقع وکٹر کے ہوٹل ریڈ لائن کے کاؤنٹر پر کھڑے دیکھا تھا۔ میں وکٹر کے نائب سے مل کر واپس آ رہا تھا اور جب میں کاؤنٹر کے قریب پہنچا تو یہ آدمی اس وقت مڑ کر وکٹر کے دفتر کی طرف جانے کے لئے میرے پاس سے گزرا تھا۔ میں نے اسے ایک نظر دیکھا تھا لیکن بہرحال اس کا حلیہ اور لباس تقریباً ایسا ہی تھا جیسا آپ نے بتایا ہے اور اس بات کو تقریباً چھ گھنٹے گزر چکے ہیں"....... ٹائیگر نے کہا۔

" یہ وکٹر کون ہے۔ کیا اس کا تعلق کافرستان سے ہے"۔ عمران نے کہا۔

" ہو سکتا ہے لیکن یہ شخص بحری اسمگلنگ میں ملوث رہتا ہے اور ان کا ایک خاصا بڑا گروپ ہے اس کے پاس مال بردار جہاز بھی ہیں۔ یہ منشیات کی اسمگلنگ کرتا ہے۔ میرا ذاتی دوست ہے"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" اسے فون کر کے معلوم کرو کہ کیا وہ اس وقت ہوٹل میں موجود ہے یا نہیں"....... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اترا اور ایک طرف موجود فون بوتھ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آیا تو اس کے چہرے پر جوش موجود تھا۔

" باس۔ وکٹر چار مردوں اور تین عورتوں کے ایک گروپ کو لے کر ساحل سمندر کے سرگانی علاقے میں گیا ہے اور باس اس گروپ کا لیڈر وہی آدمی ہے جس کی تفصیل آپ نے بتائی ہے۔ دو گھنٹے پہلے یہ لوگ گئے ہیں"....... ٹائیگر نے کہا۔

" کس سے معلوم کیا ہے"....... عمران نے پوچھا۔

" وکٹر کا نائب ماسٹر میرا ذاتی دوست ہے۔ اس نے بتایا ہے۔ میں پہلے بھی اسی سے ملنے گیا تھا"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ اب سمندری راستے سے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اپنی کار لے کر میرے آگے چلو۔ ہم نے فوراً اس وکٹر کے ہوٹل پہنچنا ہے تاکہ اس ماسٹر سے مزید تفصیل معلوم کی جا سکے"....... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا نیچے اترا اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا وہ اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار عمران کی کار کو کراس کرتی ہوئی آگے بڑھی تو عمران نے اپنی کار اس کے پیچھے ڈال دی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد دونوں کاریں ایک متوسط اور قدیم طرز کی عمارت کے قریب جا کر رک

گئیں۔ اس عمارت پر ریڈ لائن ہوٹل کا پرانا نیون سائن موجود تھا۔

" کیا ماسٹر تفصیل بتا دے گا یا اس پر زبردستی کرنا پڑے گی "....... عمران نے کار سے نیچے اتر کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

" وہ سب کچھ بتا دے گا باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ اسے معلوم ہے کہ ٹائیگر سے کچھ چھپانا موت خریدنے کے برابر ہے "....... ٹائیگر نے کہا اور مین گیٹ کراس کرتا ہوا وہ ہال میں داخل ہوا اور پھر کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ کاؤنٹر کی دائیں طرف کونے میں ایک راہداری نظر آ رہی تھی۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر ایک مسلح آدمی موجود تھا۔ اس نے ٹائیگر کو دیکھا تو اسے سلام کر کے اس نے دروازہ کھول دیا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے عمران تھا۔ سامنے ایک میز کے پیچھے اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ اس کی آنکھوں میں تیز سرخی نمایاں تھی۔ چہرے پر درشتگی کے تاثرات جیسے منجمد سے نظر آ رہے تھے لیکن ٹائیگر کو دیکھتے ہی اس کے چہرے پر نرمی اور مسکراہٹ کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" آج میری قسمت شاید زوروں پر ہے کہ تم بار بار آ رہے ہو۔ ورنہ کئی کئی ماہ تمہاری شکل نظر نہیں آتی "....... اس آدمی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

" یہ ماسٹر ہے باس۔ وکٹر کا نائب اور میرا دوست اور ماسٹر یہ میرے باس ہیں۔ علی عمران "....... ٹائیگر نے عمران اور ماسٹر کا باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" باس۔ کیا مطلب "....... ماسٹر نے عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ معاملات بعد میں ٹائیگر سے ڈسکس کر لینا اس وقت انتہائی اہم معاملہ داؤ پر لگا ہوا ہے۔ یوں سمجھو کہ پاکیشیا کے رہنے والے کروڑوں افراد کی زندگیاں دشمن کے ہاتھوں میں دی جا رہی ہیں اس لئے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا باس وکٹر جس گروپ کو کافرستان پہنچانے گیا ہے وہ گروپ اس وقت کہاں ہو گا اور وکٹر کہاں ہو گا "....... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں پوچھا۔

" گروپ۔ کون سا گروپ "....... ماسٹر نے کہا۔

" ماسٹر۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم سب کچھ تفصیل سے بتا دو۔ اس طرح نہ صرف تمہاری جان بچ جائے گی بلکہ ہو سکتا ہے کہ وکٹر کی جگہ تم لے لو "....... ٹائیگر نے کہا تو ماسٹر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" بیٹھیں "....... ماسٹر نے دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

عمران اور ٹائیگر میز کی دوسری طرف کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

" پہلے یہ بتائیں کہ یہ حکومتی معاملہ کیسے ہے "....... ماسٹر نے کہا۔

"ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جب تک ہم تمہیں تفصیل بتائیں ملکی راز کافرستان پہنچ جائے۔ جو کچھ کرنا ہے فوراً کرو"...... عمران نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔

"سوری ٹائیگر۔ میں اپنے مالک سے غداری نہیں کر سکتا"۔ ماسٹر نے کہا۔

"اوکے۔ آؤ ٹائیگر۔ اب ہم خود تلاش کر لیں گے اسے"۔ عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی نہ صرف ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا بلکہ ماسٹر بھی کھڑا ہو گیا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے بڑھا اور دوسرے لمحے ماسٹر چیختا ہوا کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا میز کے اوپر سے ہو کر فرش پر ایک دھماکے سے گرا جبکہ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے دروازہ کھولا اور باہر موجود چوکیدار کو گردن سے پکڑ کر اندر کھینچ لیا اور پھر اس چوکیدار کے حلق سے ہلکی سی چیخ ہی نکل سکی اور اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے جبکہ ادھر ماسٹر نے نیچے گر کر انتہائی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے تیزی سے موڑ دیا تو ماسٹر کا اٹھنے کے لئے سمٹتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اس کے منہ سے یکلخت خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور چہرہ بگڑتا چلا گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر عمران کی ٹانگ پکڑنے کی کوشش کی لیکن دونوں ہاتھ تھوڑے سے اٹھ کر ایک دھماکے سے بے جان

ہو کر نیچے گر گئے۔

"بولو۔ کہاں ہے وکٹر اور کہاں ہیں وہ آدمی"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو تھوڑا سا پیچھے کر لیا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ پیر ہٹا لو۔ بتاتا ہوں۔ سب کچھ بتاتا ہوں"...... ماسٹر نے رک رک کر اور انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"آخری بار پوچھ رہا ہوں اس لئے کہ تم ٹائیگر کے دوست ہو ورنہ تمہاری روح یہ سب کچھ بتا دیتی اور تمہاری لاش کسی گٹر میں تیر رہی ہوتی۔ بولو۔ بتا دو سب کچھ"...... عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ ساتھ کھڑے ہوئے ٹائیگر کے جسم میں بھی بے اختیار سردی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے جھک کر ماسٹر کو گردن سے پکڑا اور ایک ہی جھٹکے سے اسے سائیڈ پر پڑے ہوئے صوفے پر ڈال دیا۔

"بولو۔ جلدی بولو۔ وقت نہیں ہے۔ پاکیشیا پر تباہی نازل ہو جائے گی۔ بولو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ اس گروپ کو کافرستان پہنچانے کے لئے یہاں سے لے گیا ہے۔ سرگانی ساحل سے وہ خصوصی لانچ پر سوار ہو کر بین الاقوامی سمندر میں پہنچیں گے جہاں ہمارا ایک بحری مال بردار جہاز جولی موجود ہو گا۔ یہ گروپ اس جولی جہاز پر سوار ہو گا اور پھر یہ جہاز انہیں

کافرستان پہنچا دے گا۔ باس وکٹر لانچ پر واپس آجائے گا"۔ ماسٹر نے اس بار دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مسلنے کے ساتھ ساتھ بتاتے ہوئے کہا۔

"اس وقت وہ کہاں ہوں گے"....... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسے اب احساس ہو رہا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ مذاق وغیرہ میں وقت ضائع کیا ہے۔

"وہ۔ وہ یقیناً اب جولی جہاز پر پہنچ چکے ہوں گے"....... ماسٹر نے کہا۔

"جہاز کا کپتان کون ہے اور اس سے تمہارا رابطہ کیسے ہو سکتا ہے"... ... عمران نے کہا۔

"جہاز کا کپتان رچرڈ ہے اور اس سے رابطہ ٹرانسمیٹر پر ہوتا ہے"....... ماسٹر نے جواب دیا۔ اب وہ بڑی شرافت سے سب کچھ بتا رہا تھا۔ شاید اسے عقل آگئی تھی کہ اس نے انکار کر کے اپنے آپ سے زیادتی کی ہے۔

"فریکونسی بتاؤ"...... عمران نے کہا تو ماسٹر نے فریکونسی بتا دی۔

"ٹرانسمیٹر کہاں ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"میری میز کی سب سے نچلی دراز میں ہے"....... ماسٹر نے کہا تو ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے میز کی نچلی دراز کھولی اور اس میں سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر ماسٹر کی بتائی ہوئی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا

شروع کر دی۔

"تم نے اس کیپٹن رچرڈ سے معلوم کرنا ہے کہ کیا کافرستانی ایجنٹوں کا گروپ اس کے جہاز پر پہنچ چکا ہے یا نہیں اور وکٹر کہاں ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر کے اسے ماسٹر کے ہاتھ میں دے دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ماسٹر فرام ریڈ لائن کالنگ۔ اوور"....... ماسٹر نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کیپٹن رچرڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ قدرے کرخت تھا۔

"باس وکٹر ایک گروپ کو لے کر آپ کے پاس پہنچ رہے تھے۔ وہ اگر موجود ہوں تو ان سے میری بات کرائیں۔ اوور"....... ماسٹر نے کہا۔

"وہ اپنے آدمیوں کو چھوڑ کر ابھی واپس گئے ہیں۔ تم ان کی فریکونسی پر براہ راست کال کیوں نہیں کر لیتے۔ اوور"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ کال اٹنڈ نہیں کر رہے اس لئے میں نے تم سے بات کی ہے۔ اوور اینڈ آل"...... ماسٹر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"وکٹر کی مخصوص فریکونسی کیا ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"اس سے میں بات نہیں کر سکتا۔ وہ انتہائی وہمی اور سخت آدمی

ہے۔ اس نے فوراً شک میں پڑ جانا ہے اور یہاں سب اس کے مخبر ہیں۔ میں بے موت مارا جاؤں گا"...... ماسٹر نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم فریکونسی بتاؤ۔ یہ ہمارا ذمہ کہ تمہیں کچھ نہیں ہوگا"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ماسٹر نے فریکونسی بتا دی۔

"ٹائیگر۔ اسے اب بولنے سے منع کر دو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ ماسٹر کالنگ۔ اوور"...... عمران کے منہ سے ماسٹر کی آواز نکلی تو ماسٹر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ عمران مسلسل کال دے رہا تھا۔

"یس۔ وکٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"باس۔ میں ماسٹر بول رہا ہوں۔ میں نے آپ کو جولی پر کال کیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ آپ جولی پر موجود ہوں گے لیکن کیپٹن رچرڈ نے بتایا کہ آپ واپس جا چکے ہیں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں لانچ میں ہوں اور واپس آ رہا ہوں۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور"...... وکٹر کے لہجے میں خاصی کرختگی تھی۔

"باس۔ یہاں ہوٹل میں ملٹری انٹیلی جنس کے چند لوگ آئے تھے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتے تھے۔ میں نے انہیں اٹنڈ کیا۔ وہ کہہ رہے

تھے کہ انہیں اطلاع ملی ہے کہ کافرستانی ایجنٹ یہاں ہمارے ہوٹل میں دیکھا گیا ہے اور وہ آپ سے بھی ملا ہے۔ میں نے انہیں مطمئن کر کے واپس تو بھجوا دیا ہے لیکن ہو سکتا ہے وہ آپ کے انتظار میں ہوں اور آپ جب آئیں تو وہ دوبارہ آپ سے ملنے یہاں پہنچ جائیں اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو پیشگی اطلاع دے دوں۔ اوور"۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ وہ ہمارے ہوٹل کیسے پہنچ گئے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ جب معاملہ ہی ختم ہو گیا ہے تو وہ اب مجھ سے کیا لے لیں گے۔ ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع دے دی۔ اگر وہ دوبارہ آئیں تو میں انہیں خود سنبھال لوں گا۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ایک بار پھر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ وکٹر کالنگ۔ اوور"...... اس بار عمران کے منہ سے وکٹر کی آواز سنائی دی تو صوفے پر بیٹھا ہوا ماسٹر ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

"یس۔ کیپٹن رچرڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد کیپٹن رچرڈ کی آواز سنائی دی۔

"وکٹر بول رہا ہوں کیپٹن رچرڈ۔ ابھی ماسٹر نے مجھے کال کر کے بتایا ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس والوں کو کسی طرح علم ہو گیا کہ کافرستانی ایجنٹ ہمارے ہوٹل میں دیکھے گئے ہیں۔ تمہیں مزید کتنا

وقت لگ جائے گا کافرستان پہنچنے میں۔ اوور"...... عمران نے وکٹر کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" باس۔ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ تقریباً آٹھ گھنٹے لگ جائیں گے۔ البتہ کوئی خطرہ ہو تو ہم سپیڈ بڑھا دیتے ہیں۔ اس سے ڈیڑھ گھنٹہ کم ہو جائے گا۔ اوور"...... کیپٹن رچرڈ نے جواب دیا۔

" نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں لیکن اس گروپ کا خیال رکھنا۔ کیا یہ گروپ تمہارے نزدیک موجود ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" نہیں باس۔ وہ علیحدہ کمرے میں ہیں۔ اوور"...... کیپٹن رچرڈ نے کہا۔

" تو سنو۔ انہیں میری کال کے بارے میں مت بتانا اور خاص طور پر یہ بات کہ ملٹری انٹیلی جنس ہمارے ہوٹل تک پہنچی ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ لانچ پر علیحدہ جانے پر اصرار کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ تمہارے جہاز پر ہی ساحل پر پہنچیں تاکہ تمہیں اس کا کریڈٹ مل سکے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" یس باس۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ ایسا ہی ہو گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے میز پر رکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا مشین پسٹل

موجود تھا اور پلک جھپکنے میں ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی ماسٹر کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ دل پر گولیاں کھا کر پہلے ایک جھٹکے سے پیچھے کی طرف گرا اور پھر پلٹ کر نیچے فرش پر آگرا۔ عمران نے تیزی سے ہاتھ کا رخ بدلا اور ایک بار پھر ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے چوکیدار کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

" یہ ضروری تھا ورنہ یہ لازماً کیپٹن رچرڈ کو اطلاع دے دیتے اور پھر وہ لوگ ہاتھ سے نکل جاتے۔ آؤ"...... عمران نے مشین پسٹل واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" یس باس۔ آپ نے اچھا کیا۔ اس ماسٹر نے جس طرح جواب دیا تھا اس سے کچھ بعید نہ تھا کہ ہمارے جانے کے بعد یہ وکٹر اور کیپٹن رچرڈ کو خود ہی اطلاع دے دیتا"...... ٹائیگر نے عمران کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مال بردار جہاز جولی خاصی تیز رفتاری سے بے کراں سمندر کے اندر کافرستان کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس جہاز میں مختلف تجارتی کمپنیوں کے بڑے بڑے کنٹینرز لدے ہوئے تھے لیکن وکرم سنگھ اور اس کے ساتھی جانتے تھے کہ اس جہاز میں اصل مال اعلیٰ قسم کی منشیات ہے اور یقیناً منشیات ان بے شمار کنٹینروں میں سے کسی ایک یا دو کنٹینروں میں پیک کی گئی ہو گی۔

"باس۔ یہ منشیات کافرستان لے جائی جا رہی ہے اس لئے اسے روکنا چاہئے"...... اچانک منگل سنگھ نے کہا تو اس کے سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ۔ بات تو منگل سنگھ کی ٹھیک ہے۔ یہ منشیات بہرحال کافرستان کے عوام کو ہی تباہ کرے گی"...... ریتا نے کہا۔

"لیکن ان لوگوں کی وجہ سے تو ہم بحفاظت پاکیشیا سے نکل کر

کافرستان پہنچ رہے ہیں"...... جسونت نے کہا۔

"منگل سنگھ ٹھیک کہہ رہا ہے لیکن فی الحال ہم کچھ نہیں کر سکتے البتہ ایسا ہے کہ یہ جہاز چند روز بعد نمبر آنے پر برتھ پر لگے گا جبکہ ہم کافرستان کی حدود میں داخل ہوتے ہی ٹرانسمیٹر پر ملٹری انٹیلی جنس کا ہیلی کاپٹر منگوا کر اس پر نکل جائیں گے اور پھر اس پر موجود منشیات کو اعلیٰ حکام کے ذریعے چیک کرا کر تلف کرایا جا سکتا ہے"۔ وکرم سنگھ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک سائرن بجنے کی تیز آواز گونجنے لگی اور وکرم سنگھ سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"اوہ۔ یہ سائرن کیوں بجنے لگا ہے"...... وکرم سنگھ نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور کیپٹن رچرڈ اندر داخل ہوا لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا ہوا کیپٹن۔ یہ سائرن کیوں بجایا جا رہا ہے"...... وکرم سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انٹرنیشنل اینٹی نارکوٹکس ایجنسی کا ہیلی کاپٹر چیکنگ کے لئے آ رہا ہے۔ ہمیں اس کی اطلاع پہلے ہی مل گئی ہے اس لئے سائرن بجایا جا رہا ہے تاکہ جہاز کے لوگ الرٹ ہو جائیں اور معاملات کو سیٹ کر لیں۔ میں اس لئے آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ کے بارے میں انہیں کیا بتایا جائے"...... کیپٹن رچرڈ نے کہا۔

"وہ لوگ یہاں کیا کریں گے۔ وہ ظاہر ہے لوگوں کو تو چیک نہیں کریں گے۔ منشیات وغیرہ چیک کریں گے"...... وکرم سنگھ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے کیپٹن رچرڈ کی بات سمجھ میں نہ آئی ہو۔

"بعض اوقات وہ عملے کی چیکنگ بھی کرتے ہیں اور انہیں اس کا اختیار ہوتا ہے اس لئے پوچھ رہا ہوں۔ ٹھیک ہے میں آپ کو اپنے ذاتی مہمان کہہ دوں گا"...... کیپٹن رچرڈ نے کہا۔

"جو تمہارا جی چاہے کہہ دو لیکن یہ چیکنگ ہمیں پریشان تو نہیں کرے گی"...... وکرم سنگھ نے کہا تو کیپٹن رچرڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ معمول کی چیکنگ ہے۔ ویسے ان کا حصہ انہیں پہلے ہی پہنچا دیا جاتا ہے اس لئے سب کام رسمی طور پر کئے جاتے ہیں"...... کیپٹن رچرڈ نے کہا اور پھر وہ مڑا اور دروازے سے باہر چلا گیا۔ اب سائرن بجنا بھی بند ہو گیا تھا۔

"باس۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انٹی نارکوٹکس کے افسران عملے کو چیک کریں۔ کیپٹن رچرڈ کسی معاملے کو چھپا رہا ہے"...... ورما نے کہا۔

"تم لوگ الرٹ رہنا۔ بہرحال جو بھی صورت ہو گی ہم اس کے مطابق عمل کر لیں گے۔ آؤ۔ اب اندر بیٹھنے کا وقت نہیں ہے"۔ وکرم سنگھ نے کہا اور تیزی سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عرشے پر پہنچ چکے تھے جہاں کیپٹن رچرڈ اور اس کا خاص عملہ پہلے سے موجود

تھا۔ دور سے ایک ہیلی کاپٹر تیزی سے جہاز کی طرف آتا دکھائی دے رہا تھا۔ ان سب کی نظریں اس ہیلی کاپٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر جہاز کے اوپر پہنچ گیا۔ اس پر اقوام متحدہ کے مخصوص نشان کے ساتھ ساتھ انٹرنیشنل انٹی نارکوٹکس ایجنسی کے الفاظ بھی نمایاں طور پر لکھے ہوئے نظر آ رہے تھے اور انہیں دیکھ کر وکرم سنگھ کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر عرشے پر ایک طرف اتر گیا اور اس میں سے چار غیر ملکی نیچے اترے تو کیپٹن رچرڈ نے آگے بڑھ کر اپنا تعارف کرایا اور ساتھ ہی انہیں خوش آمدید بھی کہا۔

"کیپٹن رچرڈ۔ ہمیں انٹرپول مرکز سے اطلاع دی گئی ہے کہ سیٹلائٹ نے جولی جہاز میں منشیات کی نشاندہی کی ہے اس لئے آپ ایسا کریں کہ خود ہی اس منشیات کی نشاندہی کر دیں اس طرح ہم صرف منشیات سمندر میں تلف کر کے واپس چلے جائیں گے ورنہ دوسری صورت میں آپ جانتے ہیں کہ کیا ہو گا"...... ایک آفیسر نے جو شاید کارمن نژاد تھا انتہائی سخت ترین لہجے میں کہا۔

"جناب۔ کسی غلط فہمی کی وجہ سے ایسی اطلاع دی گئی ہو گی۔ پورا جہاز آپ کے سامنے ہے آپ جس طرح چاہیں اسے چیک کر سکتے ہیں"...... کیپٹن رچرڈ نے بڑے بااعتماد اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ صاحب آپ کے عملے میں شامل ہیں"...... آفیسر نے اچانک

وکرم سنگھ اور اس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ یہ میرے ذاتی دوست ہیں اور کافرستان جا رہے ہیں"...... کیپٹن رچرڈ نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ بہرحال پھر ہم چیکنگ شروع کریں"...... آفیسر نے کہا۔

"بالکل کریں۔ جس طرح چاہیں آپ چیکنگ کر سکتے ہیں"۔ کیپٹن رچرڈ نے جواب دیا تو آفیسر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔

"آلات ہیلی کاپٹر سے نکالو اور چیکنگ شروع کرو"...... آفیسر نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"یس سر"...... اس کے ایک ساتھی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں واپس ہیلی کاپٹر کی طرف مڑ گئے۔

"آیئے۔ آپ تو کیپٹن روم میں تشریف رکھیں۔ آپ کے ساتھی چیکنگ کر لیں گے"...... کیپٹن رچرڈ نے کہا۔

"نہیں۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ ہم بیٹھ سکیں۔ ابھی دس منٹ میں معاملہ کلیئر ہو جائے گا"...... آفیسر نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھیوں نے ہیلی کاپٹر سے سیاہ رنگ کے بڑے بڑے تھیلے نکال کر عرشے پر رکھے اور پھر ان میں سے مستطیل شکل کی مشینیں نکال کر انہوں نے اپنی پشت پر باندھیں۔ ایک سلاخ ان کے ہاتھ میں تھی جس کی نوک پنسل جیسی تھی۔ اس نوک پر سرخ رنگ کا چھوٹا سا بلب جل رہا تھا۔ انہوں نے

مشینوں کو آن کیا اور پھر وہ انتہائی تیزی سے جہاز میں پھیلتے چلے گئے جبکہ ان کا آفیسر کیپٹن رچرڈ اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ وہیں عرشے پر ہی کھڑا رہا۔ وکرم سنگھ اور اس کے ساتھی بھی وہیں موجود تھے اور پھر واقعی دس منٹ سے بھی کم عرصے میں چیکنگ کرنے والے واپس عرشے پر پہنچ گئے۔

"کلیئر ہے سر"...... ان سب نے کہا۔

"اوکے کیپٹن رچرڈ۔ آئی ایم سوری۔ آپ کو تکلیف ہوئی۔ اطلاع واقعی غلط تھی"...... اس بار آفیسر نے نرم لہجے میں کہا اور پھر وہ سب واپس مڑ کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہوئے اور ہیلی کاپٹر چند لمحوں بعد فضا میں اٹھا اور تیزی سے جدھر سے آیا تھا ادھر واپس چلا گیا۔

"کمال ہے۔ اس طرح کی چیکنگ کا کیا فائدہ"...... وکرم سنگھ نے کہا تو کیپٹن رچرڈ بے اختیار ہنس پڑا۔ جہاز کا عملہ واپس چلا گیا تھا۔

"سیٹلائٹ سے ان کی بھی چیکنگ ہو رہی ہو گی جناب اس لئے چیکنگ ان کی مجبوری تھی تاکہ ریکارڈ درست رہے"...... کیپٹن رچرڈ نے جواب دیا تو وکرم سنگھ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب وہ ساری گیم سمجھ گیا تھا۔

"آیئے جناب۔ آپ کو خواہ مخواہ تکلیف ہوئی"...... کیپٹن رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ وکرم سنگھ اور اس کے ساتھی بھی واپس مڑے اور تھوڑی دیر بعد واپس اسی کمرے میں پہنچ

گئے۔

" حیرت ہے باس۔ اس قدر وسیع جال پھیلا ہوا ہے کہ بین الاقوامی سطح پر بھی رشوت چلتی ہے"...... منگل سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ بڑا وسیع نیٹ ورک ہے ان منشیات کے اسمگروں کا۔ اسی لئے تو پوری دنیا میں منشیات کا کاروبار ختم ہونے کی بجائے مسلسل پھیلتا چلا جا رہا ہے"...... وکرم سنگھ نے کہا اور پھر ابھی وہ بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ان سب کے ذہن کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومنے لگ گئے۔

" یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا مطلب"...... وکرم سنگھ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن پر تاریک چادر سی پھیلتی چلی گئی اور آخری احساس اسے یہ ہوا تھا کہ جیسے وہ کسی گہرے اور تاریک کنوئیں میں سر کے بل گرتا چلا جا رہا ہو۔

پاکیشیا نیوی کا گن شپ ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے سمندر کے اوپر اڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پائلٹ سیٹ پر عمران خود موجود تھا جبکہ عقبی سیٹ پر ٹائیگر موجود تھا۔ عمران اور ٹائیگر ریڈ لائن ہوٹل سے نکل کر سیدھے نیوی ہیڈ کوارٹر پہنچے تھے اور پھر وہاں سے عمران نے سر سلطان کو کال کر کے نیوی کے کمانڈر جنرل سے اپنے بارے میں بات کرائی تو نیوی کا کمانڈر جنرل عمران کے سامنے بچھ سا گیا۔ ظاہر ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندہ خصوصی کے اختیارات کا اسے بھی اب بخوبی علم ہو گیا تھا اور پھر عمران نے نیوی کا ایک گن شپ ہیلی کاپٹر تیار کرایا اور خاص طور پر اس نے وہاں سے کھلی فضا میں کام کرنے والی انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس فائرنگ کی مخصوص گن بھی حاصل کر لی اور اس کے بعد وہ دونوں گن شپ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر بین الاقوامی

سمندر کی طرف بڑھنے لگے ۔

" باس ۔ سمندر میں تو بے شمار جہاز سفر کر رہے ہوں گے ہم اس مخصوص جہاز کو کیسے تلاش کریں گے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" میں نے پہلے ہی نیوی راڈار کے ذریعے اسے مارک کرا لیا ہے اور اس کی سمت، فاصلہ اور دیگر تفصیلات اس ہیلی کاپٹر کی مخصوص کمپیوٹرائز مشین میں فیڈ کر دی ہیں اس لئے اب سینکڑوں جہازوں میں سے بھی اسے مارک کر لیا جائے گا "...... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کی تیز رفتار پرواز کے بعد عمران کے سامنے سکرین پر سرخ رنگ کا نکتہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ اب اس مال بردار جہاز کے قریب پہنچ گئے ہیں ۔ اس نے ہیلی کاپٹر کی رفتار کم کر دی اور پھر اس کی بلندی بھی کم کرنا شروع کر دی ۔ خاصا نیچے آنے کے بعد انہیں دور سے سمندر میں ایک مال بردار جہاز سفر کرتا ہوا دکھائی دینے لگا اور عمران سمجھ گیا کہ یہی جولی نامی مال بردار جہاز ہے جس میں کافرستانی ایجنٹ موجود ہیں ۔

" تیار رہنا ٹائیگر ۔ میں ہیلی کاپٹر کو غوطہ دوں گا۔ تم نے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنی ہے "...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے مخصوص گن اٹھا کر کاندھے سے لگا لی اور تیزی سے سائیڈ کی بند کھڑکی کے قریب ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر اب تیزی سے نیچے ہوتا چلا جا رہا تھا۔ پھر وہ جہاز سے کچھ بلندی پر پہنچا ہی

تھا کہ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی بند کھڑکی کھل گئی اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے آدھے سے زیادہ نیچے ہو کر فائر کھول دیا۔ گن سے نکلنے والے کیپسول تڑتڑ کی آوازوں کے ساتھ ہی عرشے پر گرے اور پھٹنے لگے ۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا اور ٹائیگر واپس ہو کر سیدھا ہو گیا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کو کافی آگے لے جا کر اسے موڑا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ہیلی کاپٹر کو جہاز کے عرشے کے ایک مخصوص کونے میں جہاں ہیلی کاپٹر اتارنے کے باقاعدہ نشانات بنے ہوئے تھے اتار دیا لیکن وہ دونوں اندر ہی بیٹھے رہے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ باہر بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات پھیلے ہوئے ہوں گے۔ جہاز آہستہ آہستہ آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کیونکہ اس کی مشینری آٹو فکسڈ تھی۔

" آؤ اب اثرات ختم ہو گئے ہوں گے "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھولا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے عرشے پر اتر گئے ۔

" ان لوگوں کو پہچانا کیسے جائے گا "...... ٹائیگر نے کہا۔

" ہم نے اس جہاز کو واپس پاکیشیا لے جانا ہے کیونکہ یہ بین الاقوامی سمندر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کافرستان نیوی کے لوگ اسے مانیٹر کر رہے ہوں "...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ آپریشن روم میں پہنچ گئے ۔ عمران نے جہاز میں موجود مشینری کو پہلے آپریٹ کیا اور پھر اس نے باقاعدہ اس

کارخ موڑنا شروع کر دیا جبکہ اس دوران ٹائیگر پورے جہاز کا راؤنڈ لگاتا رہا۔ جہاز میں تقریباً پچاس کے قریب افراد تھے جن میں تین عورتیں بھی تھیں اور وہ سب بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے جب جہاز کا رخ واپس پاکیشیا کی طرف موڑا تو اس نے مشینری کو ایک بار پھر فکسڈ کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" اب یہ خود بخود چلتا رہے گا۔ تم نے چیک کیا۔ کتنے افراد ہیں جہاز پر"....... عمران نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس۔ یہاں پچاس کے قریب افراد موجود ہیں جن میں تین عورتیں بھی شامل ہیں"....... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

" یہ عورتیں کہاں ہیں"....... عمران نے پوچھا۔

" وہ ایک علیحدہ کمرے میں ہیں۔ چار مردوں کے ساتھ کرسیوں پر بے ہوش پڑی ہوئی ہیں"....... ٹائیگر نے کہا۔

" آؤ دکھاؤ مجھے ۔ میرا خیال ہے کہ یہی لوگ ہمارے مجرم ہیں"....... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں دو آدمی فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے جبکہ دو مرد اور تینوں عورتیں کرسیوں پر ہی بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔

" اوہ۔ یہ آدمی میک اپ میں ہے۔ گو اس نے بڑے ماہرانہ انداز

میں میک اپ کیا ہے لیکن بہرحال یہ میک اپ میں ہے"۔ عمران نے کہا۔

" لیکن باس ان میں سے کوئی بھی آدمی وہ نہیں ہے جس کا حلیہ آپ نے بتایا تھا اور جو مجھے وکٹر کے ہوٹل میں نظر آیا تھا"....... ٹائیگر نے کہا۔

" قدوقامت کے لحاظ سے یہی آدمی لگتا ہے۔ اس نے یقیناً میک اپ کر رکھا ہو گا یا میک اپ تبدیل کر لیا ہو گا"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر اس آدمی کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

" اسے اٹھا کر کرسی پر ڈال دو۔ اس نے وہ مائیکرو فلم کسی خاص جگہ پر چھپائی ہو گی"....... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے فرش پر پڑے ہوئے اس بے ہوش آدمی کو اٹھا کر کرسی پر ڈال دیا اور پھر عمران نے اس کی جرابیں، بوٹ کے تلے، جیبیں اور ہر امکانی جگہ کی تلاشی لے لی جہاں مائیکرو فلم چھپائی جا سکتی تھی لیکن اسے ناکامی ہوئی۔

" اس کا مطلب ہے کہ اس نے یہ فلم اس جہاز میں کسی جگہ چھپا رکھی ہے اس لئے اب اس جہاز کو ہر قیمت پر پاکیشیا لے جانا ہو گا۔ تم ہیلی کاپٹر میں موجود باکس اٹھا لاؤ۔ ان سب کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگانے پڑیں گے ورنہ یہ پاکیشیا پہنچنے سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے"....... عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ پھر تقریباً تین گھنٹوں کے سفر کے بعد جہاز پاکیشیائی سمندری حدود

کے قریب پہنچ گیا۔ وہاں نیوی کے دو جہاز پہلے سے موجود تھے۔ عمران نے جہاز سے ہی نیوی کمانڈر کو کال کر کے اسے ساری صورت حال سے آگاہ کر دیا تھا تاکہ سرحد پر انہیں کسی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑے اور پھر ان نیوی کے جہازوں نے جولی جہاز کو گھیرے میں لے لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جہاز کو ایک خاص جگہ پہنچا کر روک دیا گیا۔ نیوی کے افسران نے اب اس جہاز کا چارج سنبھال لیا تھا اس لئے عمران اور ٹائیگر اب عرشے پر موجود تھے۔ نیوی کمانڈر بھی ان کے ساتھ تھا۔ پھر عمران کی ہدایت پر ان چار مردوں اور تین عورتوں کے علاوہ جو علیحدہ کمرے میں تھے عملے کے باقی افراد کو اسی بے ہوشی کے عالم میں جہاز سے اس نے نیوی کی مخصوص جیل میں بھجوا دیا۔ پھر اس کے حکم پر رسیاں منگوائی گئیں اور عمران نے ٹائیگر کی مدد سے ان چاروں مردوں اور تینوں عورتوں کو وہیں اسی کمرے میں کرسیوں پر رسیوں سے باندھ دیا۔

" باس۔ انہیں رانا ہاؤس کیوں نہ لے جایا جائے تاکہ اطمینان سے پوچھ گچھ ہو سکے "....... ٹائیگر نے کہا۔

" نہیں۔ جب تک فلم برآمد نہ ہو جائے اس وقت تک ہم جہاز سے باہر نہیں جا سکتے "....... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کی ہدایت پر ٹائیگر نے ان سب کو ہوش میں لانے کے لئے مخصوص انجکشن لگا دیئے۔

" آؤ اب باہر چلیں تاکہ یہ ہوش میں آکر کھل کر بات چیت کر

سکیں "....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن باس۔ ان کی باتیں ہم کیسے سنیں گے "....... ٹائیگر نے کہا۔

" میرے کان بہت لمبے ہیں۔ بے فکر رہو "....... عمران نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر کے ساتھ اس کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں آ کر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے ٹائیگر یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ عمران نے ڈکٹا فون رسیونگ سیٹ جیب سے نکال کر میز پر رکھ دیا۔

" یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ ہم "....... اچانک ایک بڑبڑاتی ہوئی سی آواز سنائی دی اور پھر آوازوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔

" باس۔ ہم ہیں تو جہاز کے اسی کمرے میں لیکن یہ سب کیا ہے۔ ہمیں کس نے بے ہوش کر کے اس طرح باندھا ہے "....... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" باس۔ اس کیپٹن رچرڈ نے تو غداری نہیں کی "....... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" نہیں۔ یہ کوئی اور چکر لگ رہا ہے۔ ہمیں جس انداز میں باندھا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کام سیکرٹ ایجنٹوں کا ہے اور پھر تم نے محسوس نہیں کیا کہ جہاز ساکت ہے چل نہیں رہا "....... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" لیکن یہ سب اچانک کیسے ہو گیا "....... ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

" رسیاں کھولنے کی کوشش کرو۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی قید میں پہنچ گئے ہیں۔ وہی لوگ اس انداز میں کارروائی کر سکتے ہیں اور اس انداز میں ہمیں باندھ سکتے ہیں"...... اسی آدمی نے کہا جسے باس کے طور پر پکارا گیا تھا۔

" اوہ۔ اوہ باس۔ کہیں فارمولا تو"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" فارمولا محفوظ ہے۔ بے فکر رہو۔ یہ کسی صورت بھی فارمولے تک نہیں پہنچ سکتے"...... باس نے جواب دیا تو عمران نے رسیونگ سیٹ آف کیا اور اسے اٹھا کر جیب میں ڈال کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" آؤ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔ جہاز میں وہ دونوں اکیلے تھے کیونکہ عمران نے نیوی کمانڈر کے ذریعے جہاز کو فارغ کرا لیا تھا البتہ نیوی کے جہاز ارد گرد موجود تھے۔ عمران نے اس بڑے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا جس میں یہ افراد موجود تھے۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔ وہاں موجود بندھے ہوئے افراد نے چونک کر انہیں دیکھا۔ ان کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ عمران اطمینان سے چلتا ہوا ان کے سامنے موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

" تم ان کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ ٹائیگر تاکہ فارن گروپ والے اپنی مہارت رسیوں پر استعمال نہ کر سکیں"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا ان بندھے ہوئے افراد کے عقب میں جا

کر کھڑا ہو گیا۔

" میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور مجھے خوشی ہے کہ کافرستان والوں نے ذہین افراد پر مشتمل نیا گروپ تشکیل دیا ہے ورنہ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اور پاور ایجنسی کی مادام ریکھا دونوں میں تو ذہانت نام کی کوئی چیز سرے سے موجود ہی نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم نے ہمیں کیوں باندھ رکھا ہے"...... اس میک اپ والے آدمی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" تو تم اس سیکشن یا گروپ کے باس ہو۔ بہت خوب۔ ویسے تم نے میک اپ تو بڑے ماہرانہ انداز میں کر رکھا ہے لیکن اس کے باوجود بھی تمہیں اس میں ابھی مزید ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ ویسے اگر تم اپنا اصل نام بتا دو تو بات چیت میں کافی سہولت ہو جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرا نام راٹھور ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

" مجھے اللہ تعالیٰ نے سچ جھوٹ پرکھنے کی خصوصی صلاحیت بخش رکھی ہے اس لئے میرے سامنے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل نام بتا دو گے تو اس سے نہ میرا قد بڑھ جائے گا اور نہ تمہارا قد گھٹ جائے گا اور نہ بھی بتاؤ گے تب بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں تو اس لئے تم سے اس انداز میں باتیں کر رہا ہوں کہ تم میرے نقطہ نظر سے ذہین آدمی ہو اور میں ذہانت کی قدر کرتا

ہوں"....... عمران نے کہا۔

"میں نے درست بتایا ہے"....... اس آدمی نے کہا۔

"اد کے مسٹر راٹھور۔ پہلے یہ بتا دوں کہ جولی جہاز واپس پاکیشیا لے آیا گیا ہے اور اس وقت تم پاکیشیا کے نیوی ہیڈ کوارٹر کی حدود میں موجود ہو۔ تمہیں اس لئے یہاں سے نہیں لے جایا گیا کہ فارمولے کی فلم تمہارے پاس سے برآمد نہیں ہوئی۔ ظاہر ہے تم نے اسے جہاز میں کہیں چھپایا ہو گا۔ یہ بات دوسری ہے کہ اگر کوشش کی جائے تو یہ فلم بھی برآمد کی جا سکتی ہے کیونکہ انسانی نفسیات کے مطابق مجھے ان جگہوں کا علم ہے جہاں ان حالات میں فلم کو چھپایا جا سکتا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم خیر سگالی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود ہی بتا دو کہ وہ فلم کہاں موجود ہے۔ اس کے جواب میں ہم خیر سگالی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمہیں صحیح سلامت کافرستان بھجوا دیں گے تاکہ یار زندہ صحبت باقی والا معاملہ چلتا رہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس فلم کی بات کر رہے ہو۔ ہمارا کسی فلم سے کیا تعلق۔ ہم تو کیپٹن رچرڈ کے مہمان ہیں اور وہ ہمیں اپنے مہمانوں کے طور پر کافرستان لے جا رہا تھا"....... راٹھور نے کہا۔

"ٹائیگر"....... عمران نے ان کے عقب میں کھڑے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"....... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"ان میں سے ایک آدمی کی گردن توڑ دو"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"رک جاؤ۔ سنو۔ میری بات سنو"....... اس راٹھور نے یکلخت چیختے ہوئے کہا تو عمران نے ہاتھ اٹھا کر ٹائیگر کو روک دیا۔

"تم اس قدر بھی بزدل ہو سکتے ہو کہ بندھے ہوئے افراد پر طاقت آزماؤ گے۔ اگر تم طاقت آزمانا ہی چاہتے ہو تو ہمیں آزاد کر دو۔ سب کو نہیں صرف مجھے اور پھر اگر تم مجھے ہلاک کر دینے میں کامیاب ہو جاؤ تو بے شک میرے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دینا"....... راٹھور نے انتہائی تیز لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"گڈ شو۔ لیڈر کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن اس وقت جب تم اپنا اصل نام بتاؤ گے تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ تم مجھ سے خوفزدہ نہیں ہو کیونکہ میں خوفزدہ لوگوں سے لڑنے یا ان کی لڑائی دیکھنا وقت کا ضیاع سمجھتا ہوں"....... عمران نے کہا۔

"میرا نام وکرم سنگھ ہے"....... اس آدمی نے کہا۔

"گڈ۔ اب تم نے سچ بول دیا ہے۔ اب اپنے ساتھیوں کا تعارف بھی کرا دو"....... عمران نے کہا۔

"میرے دائیں طرف منگل سنگھ ہے بائیں طرف جسونت۔ اس کے بعد میرا نائب ورما۔ اس کے بعد ریتا، نرملا اور آخر میں مایا دیوی ہے اور سنو۔ میں نے تمہاری بے حد تعریفیں سن رکھی ہیں اس لئے

مجھے یقین ہے کہ تم بھی بزدلوں کی طرح بندھے ہوؤں پر تشدد کرنے سے گریز کرو گے"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

"ٹائیگر"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"نیوی ہیڈ کوارٹر سے میک اپ واشر منگواؤ۔ میں اس ذہین آدمی کا اصل چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے باہر چلا گیا۔

"اب تم وہ جگہ بتا دو جہاں فارمولا موجود ہے۔ میرا وعدہ کہ اگر تم بتا دو گے تو تمہیں کافرستان بھی پہنچایا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا تم واقعی وعدہ کرتے ہو"...... وکرم سنگھ نے چونک کر کہا۔

"میں نے تمہارے کہنے سے پہلے ہی وعدہ کر لیا ہے اور میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر اعتبار ہے۔ فارمولا کونے میں موجود صوفے کے گدے کے نیچے موجود ہے"...... وکرم سنگھ نے کہا تو عمران اٹھا اور اس کونے کی طرف بڑھ گیا جہاں صوفہ موجود تھا اور پھر چند لمحوں بعد گدے کے نیچے سے وہ پیکٹ برآمد کر لیا گیا جس میں فلم موجود تھی۔ اس نے پیکٹ کھول کر اس میں موجود فلم نکالی۔

اسے ایک نظر دیکھا اور پھر اسے دوبارہ پیکٹ میں بند کر کے جیب میں ڈال لیا اور دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

"کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم کس طرح ہم تک پہنچ گئے"۔ وکرم سنگھ نے کہا۔

"بس اسے پاکیشیا کی خوش قسمتی ہی کہا جا سکتا ہے اور تمہاری بد قسمتی کہ دونوں بار اتفاق سے ہمیں کلیو مل گیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پہلی بار پادریوں سے فلم نکلوانے اور آخری بار ٹائیگر نے اسے وکٹر کے ہوٹل میں دیکھے جانے سے لے کر یہاں تک پہنچنے اور پھر انہیں ہوش میں لے آنے تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ واقعی تمہاری خوش قسمتی نے کام دکھایا ہے"...... وکرم سنگھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا ہے اور انتہائی فعال انداز میں کام کیا ہے اور میں یہ کہتے ہوئے کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ تم نے دونوں مرتبہ ہمیں واضح شکست دی ہے لیکن بزرگ کہتے ہیں کہ اصل کامیابی نتیجہ ہوتی ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں میک اپ واشر موجود تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وکرم سنگھ اپنے اصل چہرے میں ان کے سامنے تھا۔

"اب تم اپنا وعدہ پورا کرو"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

"ہاں۔ ضرور"...... عمران نے کہا اور جیب سے سائیلنسر لگا مشین پسٹل نکال لیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تم نے وعدہ کیا تھا اور مجھے بتایا گیا ہے کہ تم اپنا وعدہ پورا کرتے ہو"...... وکرم سنگھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں وعدہ پورا کرتا ہوں اور اب بھی اپنا وعدہ پورا کروں گا لیکن تم نے صرف فارمولا حاصل نہیں کیا بلکہ تم نے پاکیشیا میں بے دریغ قتل و غارت بھی کی ہے۔ تم نے اس فارمولے کے خالق اور انتہائی ہونہار نوجوان سائنس دان ڈاکٹر فراست علی کو انتہائی اذیت بھرے انداز میں ہلاک کیا ہے۔ سرداور اپنی خوش قسمتی سے بچ گئے ورنہ لازماً فارمولا حاصل کرنے کے لئے تم انہیں بھی ہلاک کر دیتے اس لئے تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے"...... عمران نے اس بار انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"لیکن تم نے بہرحال وعدہ تو کیا ہے"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے وعدہ کیا ہے کہ تمہیں کافرستان پہنچایا جائے گا البتہ یہ بات طے نہیں ہوئی کہ تمہیں زندہ کافرستان پہنچایا جائے گا اس لئے بے فکر رہو۔ تمہاری لاشیں بہرحال کافرستان پہنچ جائیں گی تاکہ کافرستان کے وزیراعظم اور صدر کو معلوم ہو سکے کہ پاکیشیا کے خلاف کام کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن بندھے ہوئے افراد کو ہلاک کرنا تو بزدلی ہے"...... وکرم سنگھ نے کہا۔

"تم نے جنہیں ہلاک کیا ہے کیا تم ان سے لڑے تھے۔ وکرم سنگھ میں تمہاری ذہانت اور تمہاری کارکردگی کا قائل ہو گیا ہوں اور میں ذہین افراد کی قدر بھی کرتا ہوں لیکن تم جیسے قاتلوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ تم نے معصوم اور بے گناہ افراد کا سفاکانہ قتل کیا ہے حالانکہ تم چاہتے تو انہیں ہلاک کرنے کی بجائے انہیں بے ہوش کر کے بھی چھوڑ سکتے تھے اس لئے تم اور تمہارے ساتھی کسی رعایت کے مستحق نہیں رہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر۔ ان سب کو ہلاک کر دو اور پھر ان کی لاشیں وکٹر کی لاش کے ساتھ ہی کافرستان پہنچانے کا بندوبست کرو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل اس نے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"سنو۔ میری بات سنو۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ پاکیشیا کے خلاف کبھی مشن نہیں لیں گے۔ ہمیں چھوڑ دو"...... وکرم سنگھ نے اس بار انتہائی ملتجیانہ لہجے میں کہا لیکن عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیئے بغیر اٹھ کر مڑا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا لیکن عمران خاموشی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

ختم شد

مظہر کلیم ایم۔اے
یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
پاک گیٹ ○ ملتان